القول المشہور فی زیارۃ القبور

زیارتِ قبور



مناظر اسلام علامہ مولانا سردار محمد ذیشان قادری

برادر علامہ مولانا صوفی اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ لاہور

مکتبہ فیضانِ عطار

عمر روڈ بالمقابل مسجد عمر کامونکی

الْقَوْلُ الْمَشْهُور فِی زِیَارَةِ الْقُبُوْر

زیارتِ قبُور

مناظرِ اسلام علامہ مولانا سردار محمد ذیشان قادری

برادر علامہ مولانا صوفی اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ لاہور

مکتبہ فیضانِ عطّار

عمر روڈ بالمقابل مسجد عمر کاموکی

نام کتاب.........القول المشہور فی زیارۃ القبور (المعروف زیارتِ قبور)

مؤلف ....علامہ مولانا صوفی سردار محمد نشان قادری

تصحیح ....محمد شعبان عطاری

صفحات 208

تعداد ۱۱۰۰

اشاعت ۲۰۱۳ء/فروری-ربیع الاول/۱۴۳۴ھ

اہتمام ....

مطبع ....

ناشر ....مکتبہ فیضان عطار 03006460159
03206004009

قیمت ....

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ فیضان عطار عمر روڈ بالمقابل مسجد عمر کامونکی

☆ مکتبہ فیضان اولیاء عمر روڈ کامونکی

☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت ستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

☆ علامہ مولانا صوفی محمد سردار نشان قادری مسجد قادری کامونکی

☆ مکتبہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور

☆ کرماں والا بک شاپ دربار مارکیٹ لاہور

☆ عطار لج پال ورائٹی ہاؤس دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

☆	ابتدائیہ	9
☆	مسئلہ زیارۃ القبور	10
☆	سوال، وجواب	12
☆	دلیل نمبر۱، فائدہ،	13
☆	دلیل نمبر۲، دلیل نمبر۳، دلیل نمبر۴	14،15
☆	دلیل نمبر۵، دلیل نمبر۶، دلیل نمبر۷	16
☆	فائدہ، دلیل نمبر۸، دلیل نمبر۹	17
☆	دلیل نمبر۱۰،	18
☆	دلیل نمبر۱۱، دلیل ن نمبر۱۲	19
☆	دلیل نمبر۱۳، دلیل نمبر۱۴، ۱۵، دلیل نمبر۱۶	20
☆	دلیل نمبر۱۷، ۱۸	21
☆	دلیل نمبر۱۹ دلیل نمبر۲۰،	22
☆	دلیل نمبر۲۱، دلیل نمبر۲۲، دلیل نمبر۲۳، دلیل نمبر۲۴	23
☆	دلیل نمبر۲۵،	24
☆	ددلیل نمبر۲۶، دلیل نمبر۲۷ دلیل نمبر۲۸	25
☆	دلیل نمبر۲۹، لیل نمبر۳۰،	26
☆	دلیل نمبر۳۱، دلیل نمبر۳۲ دلیل نمبر۳۳	27

☆	،دلیل نمبر ۳۴، دلیل نمبر ۳۵	28
☆	دلیل نمبر ۳۶ دلیل نمبر ۳۷، دلیل نمبر ۳۸	29
☆	دلیل نمبر ۳۹، دلیل نمبر ۴۰	30
☆	قبور اولیاء اللہ کو چومنے کا ثبوت	31
☆	حدیث ۱ ..۲،	31
☆	حدیث ،۳،	32
☆	حدیث نمبر ۴، ۵، فائدہ	33
☆	حدیث نمبر ۶	34
☆	بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا	34
☆	حدیث نمبر ۶، ۷	35
☆	حدیث نمبر ۸،	35
☆	دلیل نمبر ۹	35
☆	حدیث نمبر ۹	36
☆	چھٹا مسئلہ قبروں کو بوسہ دینا یا نہیں؟ اور اُس کا جواب	37
☆	غیر مقلد وہابیوں کا امام وحید الزمان یوں لکھتا ہے	40
☆	فقہائے کرام کی تصریحات	42
☆	امام ابن عبد البر قرطبی کا فیصلہ پڑھیئے	46
☆	امام ابن عبد البر قرطبی المتوفی کا فیصلہ	48
☆	تبرکات سے برکت حاصل	48
☆	روضۃ الرسول کی زیارت کا طریقہ	49
☆	مسئلہ استمد ادفی القبور ودلیل نمبر ۱	49
☆	فائدہ	50
☆	دلیل نمبر ۲ دلیل نمبر ۳	51

☆	دلیل نمبر ۴، ۵	52
☆	دلیل نمبر ۶، ۷	53
☆	دلیل نمبر ۸، قطب الوقت	54
☆	دلیل نمبر ۹ غوث اعظم کی کرامت	55
☆	دلیل نمبر ۱۰، دلیل ۱۱	56
☆	دلیل نمبر ۱۲، دلیل نمبر ۱۳	57
☆	دلیل نمبر ۱۴، دعاء بوسیلہ جائز	58
☆	دلیل نمبر ۱۵	59
☆	دلیل نمبر ۱۶،	60
☆	ما یتبرک بہ اصحاب، دلیل نمبر ۱۷،	61
☆	دلیل نمبر ۱۸	62
☆	دلیل نمبر ۱۹	63
☆	دلیل نمبر ۲۰	64
☆	دلیل نمبر ۲۱	65
☆	دلیل نمبر ۲۲	66
☆	اشرف علی تھانوی	67
☆	غیر مقلدین کا مجدد ابن تیمیہ کی قبر کی زیارت کرنا	67
☆	قبر کو چومنا صحابہ کی سنت	69
☆	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر انصاری	70
☆	فاطمہ رضی اللہ کا قبر کی خاک آنکھوں پر لگانا	71
☆	امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ کا عقیدہ	73
☆	شیخ الحدیث مفتی عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ	75
☆	عبد اللہ بن عمر	76

☆	ابن حجر علیہ الرحمہ کا عقیدہ	78
☆	کیا مردے سنتے ہیں؟، دلیل نمبرا	79
☆	آیت کا شان نزول	80
☆	قبروں پر پھول ڈالنا کیسا؟	84
☆	حدیث ابن عباس	85
☆	مسلمانوں کی قبروں کو ہموار کرنا	86
☆	کوہان نما قبریں	88
☆	حدیث نمبرا، حدیث نمبر۲	91
☆	حدیث نمبر۳،۴	92
☆	حدیث نمبر۵	93
☆	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کی قبریں ایک ہاتھ بلند	99
☆	اذان علی القبر کا ثبوت	101
☆	میت کو نصیحت کرنا	103
☆	علامہ شامی علیہ الرحمۃ	104
☆	تلقین یا اذان علی القبر کا منکر اہلسنت سے خارج	105
☆	قبر میں جن سے سوال نہ ہوگا	105
☆	تلقین علی القبر کے مزید دلائل	106
☆	تلقین علی القبر اور فقہائے کرام	108
☆	امام ترمذی محمد بن علی	108
☆	شیطان کا اذان سے بھاگنا	109
☆	شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	110
☆	محدث قرطبی کا فیصلہ	111
☆	رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا عقیدہ	112

☆	فوتشدہ کا احترام	112
☆	قبر پر قرآن کریم ختم کرنا	113
☆	ثابت قدم رہنے کی دعاء کرنے کی احادیث	115
☆	نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں ہیں؟	116
☆	عندالشرع قبور المسلمین پر قبے جائز	118
☆	غائبانہ نماز جنازہ	119
☆	بعد دفن دعا مانگنے کے دلائل	120
☆	رشید احمد گنگوہی دیوبندی	124
☆	تکبیرات جنازہ کتنی ہیں	124
☆	جمعہ کے دن کی بہت سی برکتیں	126
☆	دعا بعد نماز جنازہ	130
☆	غائبانہ نماز جنازہ	131
☆	نماز جنازہ میں رفع یدین	133
☆	زندوں کے عملوں کا فوتشدہ پر پیش ہونا	135
☆	فائدہ	136
☆	بعد دفن دعا مانگنے کے دلائل	141
☆	اسی حدیث کی شرح ملا علی قاری فرماتے ہیں	142
☆	قبرستان جا کر فوتشدہ کے لئے دعا مانگنا	146
☆	جمعہ یا جمعرات کے دن والدین کی قبور کی زیارت کرنا	149
☆	ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت	151
☆	دعا مانگنے کا ثبوت قرآن مجید میں	152
☆	دعا عبادت کا مغز	153
☆	فوت شدہ کو قرآن پڑھ کر بخشنا	157

☆	ختم شریف	157
☆	چالیس دن عذاب اٹھنا	163
☆	قل، ساتہ، چالیا کے دن ایصال ثواب	164
☆	تیجا، ساتہ، چالیسواں	173
☆	میت کی طرف سے پکا ہوا کھانا کھلانا	174
☆	فوت شدہ کی طرف سے سات دن کھلانا سنت صحابہ	175
☆	میت کی طرف سے حج وغیرہ کرنا	176
☆	انور شاہ کشمیری دیوبندی کا فیصلہ	180
☆	تائید مزید	187
☆	دیوبندی ملاں قبر میں دیوبندیوں کا مشکل کشا	190
☆	اسماعیل دہلوی وہابی کی زبانی	190
☆	اہل قبور سے فیض لینے کی تائید غیر مقلد اور وہابی	192
☆	انبیائے کرام واولیاء کرام کے وسیلے مانگنا	193
☆	قبر میں قرآن پڑھا جاتا ہے	194
☆	فوت شدہ کے پاس اس کی قبر میں اہل وعیال آتے ہیں	195
☆	قبر میں شیطان کا آنا	196
☆	قبر میں وسیلہ شیخین	198
☆	مومن کے وصال پر زمین وآسمان کا چالیس دن کا رونا	198
☆	جمعہ کے دن جمعہ کی رات فوت ہونے کی فضیلت	199
☆	ایصال ثواب کا تبرک	199
☆	اولیاء اللہ کا قبر میں کلام کرنا	201
☆	اہل سنت والجماعت جنتی گروہ ہے	203

ابتدائیہ

قدیم زمانہ سے لوگ زیارۃ القبور کے متعلق بے بنیاد اعتراضات کرتے چلے آ رہے ہیں۔اور اہل حق نے ان کا مدلل اور مسکت جواب تحریرا نقل کیا ہے۔زیارتِ قبور کا مسئلہ ادلہ شرعیہ سے اظہر من الشمس کی طرح ثابت ہے۔شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام نے رجال والنساء کو زیارۃ القبور کرنے کی اجازت دی ہے، اجازت کے بعد بھی اگر کوئی لایعنی اعتراضات کرے تو ہم ادلہ اربع شرعیہ سے اُس کا منہ بند کردیں گے جو مسئلہ شارع علیہ السلام سے ثابت ہو جائے اُس کا انکار اجہل انسان ہی کرسکتا ہے، اہل علم تو سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان کے آگے اپنا سر جھکا دیتا ہے ، اور یہی مسلمان ہونے کا حق ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ایسے گمراہ کن لوگوں سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس

بفیض کرم قبلہ صوفی محمد اللہ دتہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بندۂ ناچیز سردار محمد نشان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ زیارۃ القبور

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ

اجمعین ○

امابعد!

وَمَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ فَانْتَھُوْا ○

(سورۃ الحشر آیت نمبر ۷ پارہ نمبر ۲۷)

اور جو تم کو رسول دے اُس کو لے لو، اور جس سے منع کرے اُس کو چھوڑ دو۔

مندرجہ بالا آیات مبارک سے ثابت ہوگیا، کہ جس چیز کا تم کو رسول حکم دیں وہ کرو اور جس سے منع کریں اُسے مت کرو، اب حدیث مبارک سے بیان کیا جاتا ہے، جو کہ معترض کی دلیل ہے۔

عن سلیمان بن بُریدۃ عن ابیہِ قال قال رسُولُ اللہِ صلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَیتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّ زِیَارَتَھَا تَذْکِرَۃٌ ○

(کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور والسنۃ)

(شرح السنۃ صفحہ ۳۰۱ / جلد ۳)

فَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ○

(مسند احمد صفحہ ۲۲۹ جلد ۱/، ۲۸۷-۳۲٤-۳۳۷، ابو داؤد فی القبور الجنائز، والترمذی ی الصلوۃ۔ والنسائی فی الجنائز)

حضرت سلیمان بن بُریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے میں تم کو زیارت القبور سے منع کرتا تھا پس تم قبور کی زیارت کیا کرو، اس سے موت یاد آتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول علیہ الصلاۃ والسلام زیارت القبور کرنے والی عورتوں پر لعنت کرتے۔

امام بغوی علیہ الرحمۃ اِن دونوں احادیث کی شرح یوں کرتے ہیں، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ ممانعت رخصت سے پہلے تھی۔

پس جب رخصت دے دی تو اِس میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں، اور کچھ علماء یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کا قبور پر جانا مکروہ اس لئے ہے، وہ وہاں جا کر بے صبری اور پیٹتی ہیں، یہی علت تمام شارحین نے لکھی ہے۔

اذافات الشرط فات المشروط،

جب شرط نہ پائی جائے تو حکم دینا چہ معنیٰ دارد۔

ملا علی قاری حنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ کا فیصلہ نقل کیا جاتا ہے، عبارت یہ ہے

اَنَّ الرُّخصۃ فی زیارۃ القبور ثابتۃ للرجال والنسآء جمیعا فلا اشکال

(ارشاد الساری صفحہ ۵۵۳)

بے شک مَردوں اور عورتوں کو زیارت القبور کی اجازت ہے، اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اصول بزدوی میں بھی یہی لکھا ہے:

والاصح أن الرخصة ثابتة للرجال والنسآء جميعا☆

(اصول بزدوی صفحہ ۲۷۷/جلد۳ طبع بیروت باب تقسیم الناسخ)

زیادہ صحیح مذہب یہی ہے کہ تمام مَردوں وعورتوں کو زیارتِ قبور کی اجازت ہے، عورتیں مزارات اولیاء اللہ ودیگر عزیز واقارب کی قبور پر جا سکتی ہیں۔

مغنی المحتاج صفحہ ۳۶۵/جلد ا۔ایران

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بھی اقرباء کی قبور پر جا کر پیٹنے والی عورتوں کی ممانعت نقل کی ہے۔ فتاویٰ رضویہ صفحہ ۱۴۵/جلد۴۔

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہِ الکریم

وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ○ اما بعد

سوال:

کیا اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت مَرد وعورت کر سکتے ہیں یا صرف مَرد

جواب:

اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت مرد وعورت کر سکتے ہیں، ادلہ شرعیہ سے

ثابت ہے، لیجئے حدیثِ مبارک ملاحظہ فرمائیں۔

دلیل نمبرا

وعن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال لَعَنَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ ○

(ابوداؤد والترمذی والنسائی مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ٤٤ ٤ جلد ٢ طبع پاکستان، کتاب الصلوۃ حدیث نمبر ٧٤٠ مظاہر حق صفحہ ٢٤٨ جلد١)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، فرمایا رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے لعنت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں زیارت کرنے والیوں قبروں کی کو اور لعنت کی اُن کو کہ جو پکڑیں قبروں پر مسجدیں یعنی قبروں کی طرف سجدہ کریں، اور روشن کریں چراغ، روایت کی ابو داؤ داور ترمذی اور نسائی نے۔

فائدہ:

حضرت نے ابتدائے اسلام میں منع فرمایا تھا زیارت قبور سے بعد اس کے اجازت فرمائی۔

پس بعض تو کہتے ہیں: کہ اجازت عام ہوئی مردوں اور عورتوں کو پس یہ نہی پہلے تھی، اب دُرست ہے، عورتوں کو زیارت قبور کی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اجازت مردوں کو بھی ہوئی اور عورتوں کے حق میں نہی باقی ہے، بسبب قِلتِ صبر اور جزع اور فزع اُن کے، مذکورۃ الصدر حدیثِ مبارکہ سے واضح ہوگیا کہ عورتوں کو زیارۃ القبور کی ممانعت اِس لئے ہے، کہ وہ اپنے رشتہ داروں کی قبروں پر جاکر روتی پیٹتی ہیں، نہ کہ اولیاء اللہ کی قبور پر جانے کی ممانعت ہے۔

دلیل نمبر۲

عن عبد الله بن ابی ملیکة ان عائشة رضی الله عنها اَقْبَلَتْ ذَاتَ یَوْمٍ مِّنَ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ لَهَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتِ قَالَتْ مِنْ قَبْرِ اَخِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ فَقُلْتُ لَهَا اَلَیْسَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی الله علیه وسلم نَهٰی عَنْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَتْ نَعَمْ کَانَ نَهٰی ثُمَّ اَمَرَ بِزِیَارَتِهَا○

(السنن الکبریٰ مع الجوهر النقی)☆(کتاب الجنائز صفحه ۲۸/جلد٤)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بے شک ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دن قبروں کی زیارت کر کے آئیں تو میں نے اُن سے عرض کیا اے اُم المومنین رضی اللہ عنہا آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں، تو اُم المومنین سیدہ کائنات نے فرمایا میں اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارۃ کر کے آئی ہوں تو میں نے عرض کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتے نہیں سنا زیارۃ القبور سے

تو آپ نے فرمایا ہاں پہلے زیارۃ القبور کی ممانعت تھی پھر نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے زیارۃ القبور کا حکم فرما دیا ہے، مذکورہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ عورتوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے، علت وہی ہے، جو عورتیں اپنے رشتے داروں کی قبروں پر جزع وفزع کرتی ہیں۔ گ ممانعت ہوتی تو اُم المؤمنین سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا سے کبھی ایسا فعل ثابت نہ ہوتا۔

دلیل نمبر ۳

شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مذکورۃ الصدر والی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی شرح یوں فرماتے ہیں:

قولہ: زائرتِ القبور فی شرح السنۃ قیل ھذا کان قبل الترخیص فلما رخص دخل فی رخصۃ الرجال والنسآء ☆

(الشعۃ اللمعات فارسی صفحہ ۳۳۸/جلد۱ طبع پاکستان)

شرح السنۃ میں زیارت القبور والی روایت کے متعلق کہا گیا ہے، کہ ممانعت اجازت دینے سے پہلے تھی۔

پس جب نبی علیہ السلاۃ والسلام نے اجازت دے دی تو اِس اِذن میں مرد عورت شامل ہیں۔

دلیل نمبر ۴

امام ترمذی علیہ الرحمۃ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

رخص الرجال والنساء لزیارۃ القبور (صفحہ ۱۷۱)

جامع ترمذی، عورتوں اور مردوں کو زیارۃ القبور للاولیاء کی اجازت ہے۔

دلیل نمبر ۵

مذکورہ حدیث کے متعلق مولوی محمود الحسن دیو۔۔ی کی شرح پڑھئے لکھتا ہے۔

الرخصة للرجال والنسآء كذا قال الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوى فى اللمعات ☆

(حاشیه ابو داؤد صفحه ۱۰۵/جلد۲)

دلیل نمبر ۶

مذکورہ حدیث کی شرح امام نسائی علیہ الرحمۃ نے یوں کی ہے:

فلمارخص دخل الرجال والنسآء ☆

(نسائی شریف صفحه ۳۸۷ جلد۱)

پس جب نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اجازت دی تو اس میں مردوں عورتوں دونوں شامل ہیں۔

دلیل نمبر ۷

والاصح ان الرخصة ثابتة للرجال والنسآء لان السيدة فاطمة رضى الله عنها كانت تزور قبر حمزة كل جمعة وكانت عائشة رضى الله عنها تزور قبر اخيها عبد الرحمن بمكة ○

(نور الایضاح شرح مراقی الفلاح صفحہ ۳٤۱)

صحیح مذہب یہی ہے بے شک مردوں اور عورتوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے، بے شک سیدہ فاطمۃ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو اپنے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت ' باتی اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بھائی کی قبر پر مکۃ المکرّمۃ جاتیں تھیں۔

فائدہ

مذکورہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہو گیا کہ مستورات کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے، اگر اجازت نہ ہوتی تو سیدہ فاطمہ وسیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کبھی زیارۃ القبور کو نہ جاتیں، ممانعت کی علت صرف جزع وفزع ہے۔

دلیل نمبر ۸

نور الایضاح درسی میں یوں لکھا ہے۔

ندب زیارتها للرجال والنسآء علی الاصح○

(صفحہ ١٤٦)

مردوں اور عورتوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے، اور یہ زیادہ صحیح مذہب ہے۔

دلیل نمبر ۹

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ بھی اِسی طرح ہے، ملاحظہ فرمائیں

والاصحُ اِن الرخصة ثابتة والتبرك بزيارة قبور الصالحين۔

فلا باس ☆

(فتاویٰ شامی صفحہ ٦٦٥ جلد١)

زیادہ صحیح یہ بات ہے کہ اجازت ثابت ہے ۔ قبروں سے تبرک حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دلیل نمبر١٠

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

دیکھئے عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

نہ زنان رادرباب زیارت زنان مرقبور لاختلاف ست اکثری بان رفتہ اند کہ حدیث لعنة الله علی زائرت القبور منسوخ ست بقولہ علیہ السلام نهیتکم عن الزیارۃ القبور فزوروها○ واجازت زیارت عام است مرداں راوزناں ونزد بعضے برممنوعیت مسابقت باقی ست ودَر عالم گیری می آرد اصح آنست کہ جائز است۔

(مالابد فارسی صفحہ ۸۷ حاشیہ نمبر۲)

مفتی عبداللہ ملتانی کی مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوگیا کہ صحیح مذہب یہی ہے، کہ عورتوں اور مردوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم عام پر مبنی ہے۔

دلیل نمبر ۱۱

فقہ کی مشہور کتاب فتاوی ہندیہ میں مرقوم ہے، عبارت یوں ہے۔

اختلف المشائخ رحمهم الله تعالیٰ فی زیارة القبور للنسآء قال شمس الائمة السرخی رحمه الله الاصح انه لا باس بها☆

(فتاویٰ عالمگیری عربی صفحه ۳۵۰ جلد ۵ طبع پاکستان)

اسی عالمگیری میں اگلے صفحہ پر نقل کیا ہے:

قول ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه وظاهر قول محمد رحمهما الله تعالیٰ یقضی الجواز للنسآء ولا باس بتقبیل قبر والدیه☆

(فتاوی عالمگیری صفحه ۳۵۱ جلد ۵)

امام اعظم وامام محمد رضی اللہ عنہما کے فرمان کے مطابق عورتوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے یہی مذہب صحیح ہے، اور والدین کی قبر کو چومنے کی بھی اجازت ہے۔

دلیل نمبر ۱۲

علامہ شرنبلالی علیہ الرحمۃ نے بھی یہی لکھا ہے، عبارت یوں ہے:

والاصح ان الرخصة ثابتة للرجال والنسآء فتندب لهن ☆

(ایضاً مراقی الفلاح صفحه ۱۵۱)

صحیح مذہب یہی ہے کہ مردوں اور عورتوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے۔

دلیل نمبر ۱۳

غایۃ الاوطار شرح درمختار میں مرقوم ہے، کہ

عورتوں کو عام قبروں پر جانے کی ممانعت ہے، اولیاء اللہ کی قبروں پر جانے کی اجازت ہے۔

(غاية الاوطار ترجمه در مختار صفحه ٤٢٣ جلد١)

دلیل نمبر ۱۴

محدث قرطبی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

رخص الرجال والنسآء على الاصح ☆

(كتاب التذكره صفحه ١١ طبع بيروت)

مردوں اور عورتوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے، یہی مذہب صحیح ہے یہی صحیح عبارت امام مروزی علیہ الرحمۃ نے نقل کی۔

عمل اليوم والليلة☆ (صفحه ١٥٨)

دلیل نمبر ۱۵

يجوز زيارة القبور للرجال والنسآء ○

مسند الامام اعظم صفحه ١٠٦ طبع پاکستان

دلیل نمبر ۱۶

مستحبة زيارة القبور للرجال والنسآء ☆

(جامع الرموز صفحه ٢٨٩ جلد١ طبع پاکستان

مردوں اور عورتوں کو زیارت قبور کرنا مستحب ہے۔

دلیل نمبر ۱۷

عورتوں کو زیارتِ قبور کرنے کی اجازت ہے، صحیح حدیث سے ثابت ہے، عین الہدایہ اُردو صفحہ ۳۲۷ جلد ا۔

دلیل نمبر ۱۸

ولابأس بزيارة القبور والدعاء للاموات إن كانوا مومنين ○

(بدائع الصنائع صفحه ۳۲۰ جلد ۱)

زیارۃ القبور اور فوت شدہ کے لئے دعا کرنا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مومنین کی قبریں ہوں مذکورہ بالا عبارت سے صاف معلوم ہو گیا کہ ایمان والوں کی قبروں کی زیارت کرنا اور اُن کے لئے دعا کرنا کوئی حرج نہیں، بعض لوگ زیارۃ القبور کرنا عورتوں کو منع کرتے ہیں اُس کی علت یہ ہے، امام الوہابیہ نواب صدیق الحسن قنوجی لکھتا ہے:

لايجوز من نوح ونحوه والاذن لمن لم تفعل ذلك ☆

(الروضة الندیه عربی طبع بیروت صفحه ۱۷۷ جلد ۱)

اُن عورتوں کے لئے زیارۃ القبور جائز نہیں جو اپنے رشتے داروں کی قبروں پر جا کر جزع وفزع کریں، یعنی سینہ کوبی کریں اگر وہاں جا کر ایسا نہیں کرتیں تو زیارۃ القبور کرنا عورتوں کو جائز ہے، ممانعت کی علت صرف وہاں جا کر خلاف شرع کام کرنا ہے۔

دلیل نمبر۱۹

امام المحدثین امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ حدیث نقل کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بامرءۃ تبکی عند قبرٍ فقال اتقی اللہ و اصبری اِلیٰ آخرہٖ○

(بخاری شریف عربی صفحہ ۱۷۱ جلد۱ باب زیارۃ القبور)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک قبر پر عورت کو روتے دیکھا تو آپ نے اُس کو فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر، مذکورہ حدیث میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اُس عورت کو آہ وبکا کرنے سے منع فرمایا، نہ کہ زیارت کرنے سے، معلوم ہوا قبور پر جا کر رونا پیٹنا منع ہے، اگر یہ نہ ہو تو زیارۃ القبور للنساء جائز ہے۔

دلیل نمبر۲۰

امام ابن حجر علیہ الرحمۃ کا فیصلہ بھی یہی ہے۔

واختلف فی النسآء فقیل دخلن فی عموم الاِذنِ وھو قول الاکثر☆

(فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱۴۹/۱۴۸ جلد۳ طبع بیروت)

عورتوں کے قبروں پر جانے میں اختلاف ہے، لیکن کہا گیا ہے، کہ اجازت کے عموم میں عورتیں شامل ہیں یہ اکثر علماء کا مذہب ہے۔

دلیل نمبر۲۱

استاد العلماء شیخ الحدیث جامع نعیمیہ مفتی عبدالعزیز علیہ الرحمۃ مزنگ لاہور والے یوں فرماتے ہیں:

منع زیارۃ القبور عورتوں کے لئے جزع وفزع ہے نہ کہ برائے تذکرۃ الموت۔

(مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف ،صفحہ ۷۲۱ جلد اوّل طبع لاہور پاکستان)

دلیل نمبر۲۲

مذہب احناف کی مستند کتاب مشہورِ زمانہ مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ بھی یوں رقم فرماہیں ملاحظہ فرمائیں ،قول مختار مذہب یہی ہے، کہ عورتیں قبور اولیاء اللہ پر جاسکتی ہیں۔

(بہار شریعت صفحہ ۱۴۹ جلد٤)

دلیل نمبر۲۳

عن عائشة وعن ابنِ مسعود رضی الله عنهما كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ○

(ابن ماجه صفحه ١١٤ حاشيه عبدالله علوی وهابی، بر حاشيه مذكور هے،قول الاكثر باب الجواز)

دلیل نمبر۲۴

سیدنا امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ کو عقیدہ ملاحظہ

فرمائیں:

یجوز للنساء زیارۃ القبور وایضاً ایمانٌ ابویہ صلّی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ثابت ○

شرح ابن ماجہ صفحہ ۱۱۴ وایضاً جامع ترمذی صفحہ ۱۷۱

باب ماجاء فی الزیارۃ للقبور للنساء عن عائشۃ رضی ا

للہ عنہا ☆

اِس حدیث سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی کی قبر کی

زیارت کو چھ میل چل کر جانا ثابت ہے۔

اگر زیارۃ القبور کرنا عورتوں کو مطلقاً منع ہوتا تو آپ کبھی بھی اپنے

بھائی کی قبر پر نہ جاتیں، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا فعل ہی جواز کے لئے کافی

ہے، منع کی علت، ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں

اب بھی اگر کوئی شور مچاتا ہے تو وہ ادلہ شرعیہ سے اجہل ہے۔

دلیل نمبر ۲۵

مقلد دیوبندی وہابیوں کا مسلم بزرگ محمود الحسن دیوبندی حدیث کی

شرح یوں لکھتا ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ کُنتُ نُھیتکم عن زیارۃ القبور

فزوروھا ○

(ابو داؤد شریف صفحہ ۴۰۳ جلد ۲ حاشیہ نمبر ۵)

یہ لکھتا ہے، کہ زیارۃ القبور کرنا مردوں اور عورتوں دونوں کو جائز ہے، وایضاً ابوداؤد صفحہ ۶۳۰۔

دلیل نمبر ۲۶

امام حاکم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

احادیث النھی عند نا منسوخۃ بحدیث بریدۃ ☆

(المستدرك للحاكم صفحه ٣٧٤ جلد ١ طبع پاكستان)

زیارۃ القبور عورتوں کو ممانعت کی احادیث ہمارے نزدیک منسوخ شدہ ہیں، سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک سے۔

دلیل نمبر ۲۷

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

فیہ دلیل علی اباحۃ الزیارۃ للنسآء وانَّ حدیث اللعن کان قبل الرخصۃ ☆

(لمعات التنقیح صفحہ ۳۸۴ جلد ٤)

بے شک حدیث لعن جو ہے، یہ اجازت دینے سے پہلے کی ہے، اور عورتوں کی زیارت القبور کرنے کی اسی میں اجازت ہے۔

دلیل نمبر ۲۸

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں زیرِ حدیث

من زار قبر ابويه او احدهما في كلّ جمعة غفرله كُتِبَ برأ ٥

(مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور صفحه ١٥٤)

جو شخص ہر جمعہ کو اپنے والدین کی قبور کی زیارت کرے یا دونوں میں سے کسی ایک کی اُس کے اللہ تعالیٰ سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے، اور اُس کا نام نیکوں میں لکھ دیا جاتا ہے، اِس حدیث میں زار کا لفظ تخلیب کے لئے ہے، اِس میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں۔

(لمعات صفحه ٣٨٢ جلد٤)

دلیل نمبر ۲۹

امام بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

انما رخصت الزيارة لتذكز امر الاخرة ☆

(عمدة القارى شرح بخارى ،صفحه ٧٨ جلد٤ طبع مصر)

عورتوں کو زیارۃ القبور کی اجازت ہے، اِس لئے کہ زیارت کرنے سے آخرت یاد ہوتی ہے۔

دلیل نمبر ۳۰

غیر مقلد وہابیوں کا امام نواب وحید الزماں غیر مقلد مترجم صحاح ستہ بھی احناف کے حق میں لکھتا ہے، عبارت یہ ہے۔

والزيارة للموتى مشروعة للرجال والنساء ☆

(نزول الابرار صفحه ١٧٨ جلد١)

فوت شدہ کی قبور کی زیارت کرنا سنت ہے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے وایضاً تیسیر االباری صفحہ ۲۵۹ جلد ا۔

دلیل نمبر ۳۱

مقلد دیوبندی وہابی عبدالشکور کا عقیدہ پڑھئے، عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

عورتوں کے لئے بھی زیارت قبور جائز ہے۔

(علم الفقہ صفحہ ۳۵۲ جلد ۲)

دلیل نمبر ۳۲

قاضی عبدالنبی علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں:

انما کان النھی قبل اَن یرخص فی زیارۃ القبور فلمّا رخص عمت الرخصة لهن فيه ☆

(سُنن الهدیٰ صفحه ۲۵۹ طبع دهلی وایضاً صفحه ۲۶۰)

بے شک اجازت سے پہلے تھا منع عورتوں کو زیارت کرنا قبور کا پھر جب اجازت دی گئی تو اِس عموم میں عورتیں بھی شامل ہیں، معلوم ہوا کہ عورتیں بھی زیارۃ القبور اولیاء اللہ کرنے جاسکتی ہیں۔

دلیل نمبر ۳۳

مقلد دیوبندی وہابی شبیر احمد عثمانی لکھتا ہے۔

وذھب الاکثر الی الجواز اذا أمنت الفتنة واستدلوابأدلة

منھا دخولھن تحت الاذن العام بالزیارة ☆

ابراہیم نخعی وشعبی نے جو کراہت لکھی ہے، اُس کا جواب یہ ہے کہ اُن

کو نسخ والی حدیث نہیں ملی۔

(فتح اللحم شرح مسلم صفحہ ۵۱۱ جلد۲ طبع پاکستان وایضاً فیض

الباری صفحہ ۵۱۱ جلد۲)

اوراکثر علماء کا مذہب ہے کہ وہ زیارۃ القبور کرنے جاسکتی ہیں، جب

کہ فتنہ فساد نہ ہواور عورتوں کو زیارۃ کے لئے جانے میں اجازت عام ہے۔

دلیل نمبر ۳۴

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، عبارت مندرجہ ذیل

ہے:

وبزیارة القبور ولو للنسآء زیر حدیث کنت نھیتکم عن

زیارۃ القبور اِلاّ فزوروھا ○

(فتاوی شامی شرح تنویر الابصار صفحہ ۱۰۹ جلد۱ طبع

پاکستان)

دلیل نمبر ۳۵

علامہ وحید الزماں غیر مقلد وہابی کا عقیدہ دیکھئے، اِس حدیث سے

ثابت ہوا کہ قبروں پر جانے کی اجازت عورتوں کو ہے، نسائی شریف عربی صفحہ

۲۸۶ جلد ا نسائی اُردو صفحہ ۴۴۰ جلد ا غیر مقلدین کے نزدیک بھی زیارۃ القبور

جائز ہے۔

دلیل نمبر ۳۶

حکیم الامت قبلہ مفتی احمد یار خاں گجراتی علیہ الرحمۃ کی عبارت یہ ہے یعنی ممانعت زیارت قبور منسوخ ہے، اَب اِس کی اجازت ہے حق یہ ہے کہ اِس میں مرد وعورت سب ہی داخل ہیں۔

(مراۃ صفحہ ۱۲۶ جلد ۲/ حاشیہ نمبر ۴ مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۱۰۹ باب زیارۃ القبور، سبل السلام شرح بلوغ المرام صفحہ ۵۷۹ جلد ۲ پر نقل ہے)

دلیل نمبر ۳۷

خطیب شربینی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں، عبارت یہ ہے۔

قال ابن شعبة فان صح ذلك فينجغى أن يكون زيارة قبر ابويها واخوتها وسائر اقاء بها☆

ابن شعبۃ نے فرمایا ہے، کہ صحیح بات یہ ہے، کہ جائز ہے اپنے والدین کی قبر کی زیارت اور اپنے بھائی اور سارے رشتے داروں کی۔

اور اسی طرح صالحین کی مغنی المحتاج صفحہ ۳۶۵ جلد اوّل طبع ایران۔

دلیل نمبر ۳۸

علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ کا بھی یہی فیصلہ ہے، جو کہ متقدمین علمائے کرام علیہم الرضوان کا ہے، عبارت یہ ہے، عورتوں کو قبور صالحین پر جانے کی اجازت ہے۔

(نسیم الریاض علی شرح الشفا صفحہ ۵۱۲ جلد۳ طبع بیروت ،فیض القدیر صفحہ ۳۴۹ جلد ۵ ،فیض القدیر صفحہ ۳۷۶ جلد ۶ طبع بیروت پر مذکورہ اباحت موجود ہے،فلیراجع)

دلیل نمبر ۳۹

بعض لوگ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ مولانا احمد رضا خان کے فتویٰ رضویہ کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں، کہ انہوں نے عورتوں کے قبور پر جانے کو منع لکھا ہے۔

اُن لوگوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا رسالہ بنام مواہب ارواح القدس نہیں پڑھا ہم صحیح آئینہ اُن کو دکھاتے ہیں، تاکہ اُوں آں کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے لیجئے حوالہ جات حاضر خدمت ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اصح مسلک کی تائید میں الدرالمختار کا حوالہ نقل کرتے ہیں۔

لاباس بزیارۃ القبور ولو للنسآءO

(صفح ۱۰۹ صفحہ ۱۰۹ جلد ۱/صفحہ ۶۶۵ جلد اوّل وایضاً بحر الرائق صفحہ ۳۴۲ جلد ۱)

دلیل نمبر ۴۰

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے بڑی شرح وبسط سے زیارت القبور کرنا عورتوں کا جائز لکھا ہے، مواہب ارواح القدس صفحہ ۴۰ فخر الاسلام اصول بزدوی صفحہ ۲۷ فتاوی رضویہ ۱۶۵ جلد ۴ پر اصح کا جملہ نقل ہے، عورتوں کو اجازت ہے قبور پر جانے کی۔

جامع الرموز صفحہ ۲۸۹ جلد ا، مختار الفتاوی، بحر الرائق شرح کنز الدقائق صفحہ ۳۴۲ فتاوی تاتارخانیہ۔

جملہ تمام فتاوی جات میں لفظ اصح کا نقل ہے، تو معلوم ہوا کہ اکثر علمائے کرام کا اصح مذہب یہی ہے، ممانعت کی علت جزع وفزع ہے۔

ارشاد الساری ملا علی قاری علیہ الرحمۃ صفحہ ۵۵۳ باب زیارۃ سید المرسلین۔

قبور اولیاء اللہ کو چومنے کا ثبوت

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا اَنَّ النبیَّ قبَّل عُثمانَ بن مظعون و ھو میت ○

(المستدرك للحاكم صفحه ٤٧١ كتاب الجنائز جلد١)

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، بے شک نبی علیہ الصلاۃ والسلام سیدنا عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا جب کہ وہ فوت ہو چکے تھے، یہ حدیث پاک سنداً صحیح ہے، مذکورہ حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ وصال مبارک کے بعد ایمان والا ایمان والے کو جھک کر بوسہ دے سکتا ہے، بوسہ وغیرہ لینے سے سجدہ نہیں ہوگا، بوسہ لینے سے تبرک بھی حاصل کرنا سُنتِ صحابہ علیہم الرضوان ثابت ہو گیا۔

حدیث نمبر ۲) مستدرک کے اسی صفحہ پر سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا فعل ثابت ہے، عبارت یہ ہے حدیث

عبد الله بن عباس وجابر بن عبدالله وعائشة أن ابابكر

الصديق قبل النبی وهو میت ○

(المستدرك للحاكم كتاب الجنائز حديث نمبر ١٣٦٥

سطر ٧ صفحه ٤٧١ جلد١ طبع جدید پاکستان وابن ماجه صفحه

١٠٦)

سیدہ اُم المؤمنین فرماتی ہیں:

بے شک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو بوسہ دیا

جب کہ آپ وصال فرما چکے تھے۔

فائدہ :

مذکورہ حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جھک کر بوسہ سُنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سُنّت صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی ہے، جھک کر بوسہ لینے کو جو سجدہ سے تعبیر کرے وہ ادلہ شرعیہ سے اجہل ہے، اور انکار کرنے والا نافرمان مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہے۔

حدیث نمبر۳) عن ابن عباس رضی الله عنه اَنَّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قَبَّلَ الركن اليمانی ووضع خده علیه ○

(المستدرك عربی صفحه ١٨ جلد٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی کو بوسہ دیتے اور اُس پر اپنے رخسار مبارک رکھتے۔

حدیث نمبر۴) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انّ النبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا طاف بالبیت مسح او قال اِستلَم الحَجَر والرکن فی کُلِّ طوافٍ ○

(المستدرک للحاکم صفحہ ۱۸ جلد۲ کتاب المناسک)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب طواف خانہ کعبہ کا کرتے تھے تو فرمایا کہ حجر اسود کو اور رکن یمانی کو ہر طواف میں بوسہ دیتے تھے۔

فائدہ

مذکورۃ الصدر دو احادیث پاک سے ثابت ہوا کہ حجر اسود کو جو چومے وہ اُس کے گناہ چوس لیتا ہے، اِسی حدیث مبارک سے معلوم ہو گیا کہ حجر اسود سے اللہ تعالیٰ کا ولی افضل ہے اُس کے ہاتھ چومنے سے بھی گناہ معاف ہو جائیں گے، حدیث مبارک یہ ہے

حدیث نمبر۵) حدثنا عبد اللہ بن عمرو قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبة ویقول ما اطیبكِ و اطیب ریحكِ ما اعظمكِ و اعظم حرمتكِ والذی نفس محمد بیدہ لحرمة المؤمن اعظم عند اللہ منكِ ماله ودمه ○

(ابن ماجہ شریف عربی صفحہ ۲۹۰،، جامع ترمذی صفحہ ۲۹۷)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، حضور پرنور علیہ الصلاۃ والسلام خانہ کعبہ کا طواف کرتے جاتے اور فرماتے جاتے، تیری کیا

عمدہ خوشبو ہے ،تو کیا اچھا ہے ،تیری کیسی تعظیم ہے،اور تیری کیسی حُرمت ہے،اِس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی عزت اور جان اور مال سب تجھ سے حُرمت اور عزت والے ہیں۔ س لئے ہم کومومن کے ساتھ اچھا ہی خیال کرنا چاہئے۔

حدیث نمبر٦) یزید بن سفیا ن سمعت ا با هریرة یقول قا ل رسول الله صلی الله علیه وسلم المومن اکرم علی الله عزوجل من بعض الملائکة ○

(ابن ماجه شریف صفحه ۲۹۱)

یزید بن سفیان سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہ سے سُنا وہ فرماتے ہیں ،نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن خاص بعض فرشتوں سے افضل ہے۔

اسی حدیث کی شرح میں عبداللہ علوی غیر مقلد وہابی لکھتا ہے:

والحدیث ید ل علی تکریم المومن عند الله من بعض ا لملائکة ذلك فضل الله عزوجلّ یوتیه من یشآء ○

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا

حدیث نمبر٧) عن صفوا ن بن عسا ل ان قوما من الیهود قبّلوا ید النبی صلی الله علیه وسلم و رجلیه ○

(ابن ماجه عربی صفحه ۲۷۱ باب الرجل یقبل ید الرجل)

حضرت صفوان بن عسال بیان کرتے ہیں بے شک یہود کی قوم میں سے کچھ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے دستِ پاک اور قدموں کو بوسہ دیا۔

حدیث نمبر۸) حدثنا عبد الرحمن بن مبارك قال حدثنا سفيان بن حبيب قال حدثنا شعبة قال حدثنا عمر وعن ذكوان عن صهيب قال رايتُ عليًّا يقبل يد العباس ورجليهO

(باب تقبيل الرجل، الادب المفرد للبخاری عربی صفحه ٢٥٤ طبع اثریه سانگله هل پاکستان)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، دیکھا میں نے علی مشکل کشا شیر خدا رضی اللہ عنہ کہ وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں کو چوما کرتے ، مذکورہ روایت سے ثابت ہوگیا کہ بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کو چومنا سُنتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہے۔

دلیل نمبر۹) مقلد دیوبندی وہابیوں کے امام رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

سوال:

کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور پاؤں چومنا تعظیما درست ہے یا نہیں؟

جواب:

کسی دیندار شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا دُرست ہے، اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے حدیث سے ثابت ہے۔

(فتاوی رشیدیه صفحه ۲۵۷ طبع سعید کمپنی کراچی پاکستان)

حدیث نمبر۹) عن داؤد بن صالح قال اقبل مروان یومًا فوجد رجلا واضعًا وجهه علی القبر فاخذ رقبته وقال اتدری ما تصنع قال نعم فاقبل .لیه فاذا هو ابو ایوب الانصاری رضی الله عنه فقال جئتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم آتِ الحجر سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لاتبکوا علی الدین اذا ولیه اهله ولکن ابکوا علیه اذا ولیه غیراهله○

(المستدرك صفحه ٤١٨ جلد٤)وایضاً فی یجمع الزوائد باب وضع الوجه علی قبر سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم صفحه ٦٦٧ جلد٣ صفحه ٤٤١ جلد٥)

حضرت داؤد بن صالح بیان کرتے ہیں، کہ ایک دن مروان نے ایک آدمی کو قبر پر اپنا چہرہ رکھتے ہوئے دیکھا تو اُس نے اُس شخص کا کندھا پکڑ کر کہا کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کرتا ہے، تو اُس شخص نے کہا ہاں جب کہ وہ شخص سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے تو آپ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں میں پتھر کے پاس نہیں آیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔

کہ تم نہ رونا دین پر جب ولی اُس کے اہل ہوں، اور ہاں رونا اُس وقت جس وقت ولی اُس کے اہل نہ ہوں۔

فائدہ:

اِس حدیث پاک میں جملہ واضحا وجہہ علی القبر صاف بتارہا ہے کہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو چوما، اور منع کرنے والا مروان تھا مروان کو کون نہیں جانتا کہ وہ خبیث ترین انسان تھا، اب بھی کچھ لوگ قبور اولیاء اللہ کو چومنے سے منع کرتے ہیں تا کہ مروان کی نسل کا پتہ چل جائے، قبور اولیاء اللہ کو چومنے میں کوئی حرج نہیں۔

.مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی کا فتویٰ پڑھیئے عبارت یوں ہے۔

چھٹا مسئلہ

قبروں کو بوسہ دینا شرک اور کفر ہے یا نہیں؟

جواب

قبروں کو بوسہ دینا نہ کفر ہے نہ شرک ہے کیونکہ اِس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے اس کو منع کیا ہے اور بعض نے جائز کہا ہے جس فعل کے جواز اور عدم جواز میں فقہاء کا اختلاف ہو اِس میں شرک کے احتمال کی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ جو شخص شرک میں اور امر مشروع میں فرق نہ کر سکے کلام اِس کے اسلام میں ہے، بھلا فقہاء تک بات کیا پہنچے اب جب قبر کو بوسہ دینا اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ ثابت ہوا لہٰذا اگر کوئی متقی عالم وجہ جواز کو ترجیح دے تو اِس کے لئے بوسہ قبر جائز ہے، یہی حکم ان تمام روایات کا ہے جن میں اختلاف موجود ہے، جب حقیقت امر یہ ہو تو شرک اور کفر کا سوال ہی نہیں اُٹھتا اور جو شخص شرک و کفر کا مدعی ہو وہ دلیل پیش کر دے نیچے حاشیہ نمبر ا، واضح رہے کہ

دہلی کی جامع مسجد میں علماء کا جب اجتماع ہوا مولانا مخصوص اللہ اور مولانا محمد موسیٰ نے مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی سے کہا تم ہمارے بڑوں اور استادوں کو بُرا کہتے ہو مولانا اسماعیل نے کہا میں ان کو بُرا نہیں کہتا ہوں مولانا موسی نے کہا تم ایسے مسائل بیان کرتے ہو جن سے ہمارے استادوں کی برائی ثابت ہوتی ہے، تم قبر کے بوسہ کو شرک کہتے ہو اور ہمارے اکابر قبر کو بوسہ دیتے تھے، شاہ اسماعیل شہید اور اُن کے ناقد صفحہ ۱۴۰ طبع بھیرہ سرگودھا۔

فائدہ:

مذکورہ خط کشیدہ عبارت بنظر غور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ آجکل دیوبندی وہابی مکتب فکر کے لوگ قبور اولیاء اللہ کے چومنے پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں، اور قبر پرستی سے تعبیر کرتے ہیں، اگر حنفی بریلوی قبور کو چومیں تو قبر پرست مشرک ہو جائیں، اگر دیوبندی وہابی علماء چومیں تو عین اسلام یہ عجب دورنگی چال ہے، اگر قبور اولیاء اللہ کو چومنا شرک و قبر پرستی ہے، یہ کام تو اکابر علمائے دیوبند وہابی بھی کرتے رہے ہیں:

ہم آہ بھی کریں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا

قبور کو بوسہ دینے کو شرک کہنا یہ اسماعیل وہابی دہلوی کا اپنا من گھڑت عقیدہ ہے، نعوذ باللہ من ذلك الخرافات اصول فقہ کی مستند کتاب میں بھی یوں ہی لکھا ہے، عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

ولاباس بتقبيل قبر والديه☆

(فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۳۵۱ جلد ۵ طبع پاکستان)

والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، اب بھی اگر کوئی قبر پرستی کا شور مچائے تو اُس کے جاہل ہونے میں کوئی شک نہیں امام بدرالدین عینی حنفی کا فیصلہ پڑھئے عبارت یوں ہے:

ان الامام احمد سُئل عن تقبيل قبر النبى صلى الله عليه وسلم و تقبيل منبره فقال لابأس بذلك وقد روينا عن الامام احمد أنه غسل قميصا للشافعى وشرب المآء الذى غلسه به وقد رأيت فى بعض تعاليق جدى محمد بن ابى بكر عن الامام ابى عبدالله محمد بن ابى الصيف أن بعضهم كان اذا رأى المصاحف قبّلها واذا راى اجزاء الحديث قبّلها واذا رأى قبور الصالحين قبّلها وقال يبعد هذا، والله اعلم فى كل ما فيه تعظيم لله تعالى☆

(عمدة القارى شرح صحيح بخارى صفحه ١٦٧ جلد٧ طبع پاکستان كتاب الحج)

سیدنا امام احمد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک اور منبر شریف کو چومنا کیسا ہے؟

تو آپ نے فرمایا جائز ہے، اور بے شک ہم نے روایت کی امام احمد رضی اللہ عنہ سے وہ امام شافعی رضی اللہ عنہ قمیص دھو کر وہ پانی خود پی لیتے اور بے شک میں نے محمد بن ابی بکر کی تحریر سے جو کہ امام ابی عبداللہ محمد بن ابی صیف ہیں بے شک بعض کو دیکھا کہ وہ قرآن مجید کے اوراق کو چومتے اور احادیث پاک

کے اوراق کو چومتے تھے اور قبور الصالحین کو چومتے تھے، انہوں نے کہا کہ یہ کوئی بُری بات نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، اس ہر فعل میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے، نقل کردہ عبارت سے واضح ہوگیا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک اور منبر شریف اور قرآن مجید کے اوراق اور حدیث مبارک کے اوراق اور قبور الصالحین کو چومنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، اور ایسا کرنا متقدمین علماء کا عقیدہ ہے، جو امر مشروع ہو اُس کو ناجائز قرار دینا بے دینی ہے عربی عبارت مذکورہ تمام افعال مسنوں و مشروع میں جو بات ادلیہ شرعیہ سے ثابت ہو اُس کو شرک وقبر پرستی کہنا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی نافرمانی پر مبنی ہے۔

غیر مقلد وہابیوں کا امام وحید الزمان

غیر مقلد وہابیوں کا امام وحید الزمان یوں لکھتا ہے:

ورقہ بن نوفل ادھر سے گذرے جہاں پر اُمیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تکلیف دے رہا تھا صرف وجہ یہ تھی، کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے تو یہ منظر دیکھ کر ورقہ نے کہا، خدا کی قسم اگر تم اِس کو مار ڈالو گے تو میں اُس کی قبر کو خدا کی رحمت اُترنے کا مقام سمجھوں گا، یعنی اولیاء اللہ اور بزرگوں کی قبر کی طرح اِس کی قبر کو متبرک سمجھوں گا، اُس پر ہاتھ پھیروں گا، لغات الحدیث کتاب ح صفحہ ۱۵۳ جلد ا مذکورہ عبارت سے بھی قبر کو چومنا ثابت ہوگیا۔

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ دیکھئے۔

دربعض روایات فقیہ بوسہ دادن بر قبر پدر ومادر را

نیز آمده است،

اشعة اللمعات فارسی صفحه ۷۱۹ جلد ۱

بعض فقہائے کرام نے روایت کیا ہے، کہ باپ اور ماں کی قبر کو چومنا جائز ہے:

ملا علی القاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں عبارت مندرجہ ذیل ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال مر النبی صلی الله علیه و سلم بقبور المدینة فاقبل علیهم بوجهه ○

(مرقات کتاب الجنائز فصل ثانی حدیث نمبر ۱۷۶۵ صفحه ۲۵۳ جلد ٤)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی علیہ الصلاۃ والسلام قبور مدینہ شریف پر گذرے تو آپ نے اُن کی طرف اپنا رخ انور پھیر کر سلام کیا، اسی حدیث کی شرح میں ملا علی القاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

واعلم ان زیارة المیت کزیارته فی حال حیاته استقبله بوجهه ☆

اور جان لے تو بے شک زیارۃ قبور کرنے کو ایسا سمجھ کہ وہ زندگی میں زیارت کرتا ہے، اور اپنا چہرہ صاحب قبر کی طرف کرے آگے چل کر لکھتے ہیں:

وقال بعض العلماء لا بأس بتقبیل قبر الوالدین ☆

بعض علماء کا عقیدہ ہے کہ والدین کی قبر کو چومنا جائز ہے، اور بعض لوگ جو قبور کو چومنے سے منع کرتے ہیں، اُن قبور سے عام لوگوں کی قبور مراد

ہیں، اولیاء اللہ کی قبور مراد نہیں ہیں اولیاء اللہ کی قبور سے تبرک حاصل کرنا عند الشرع جائز ہے۔

فقہائے کرام کی تصریحات

ودرطوالع الانوار شرح در مختار آورده :والتقبيل لغير المصحف كقبور الانبياء ومن يتبرك بهم فللعلماء فيه كلام كرهه بعضهم واستحسنه بعضهم حتى ان الشافعي رحمه الله تعالىٰ اباحه مطلقاً اذاكان للتبرك و اولاده واعتمده جماعة منهم الحافظ العينى الحنفى الشارح البخارى والمقرى المالكى صاحب فتح المتعال والسمهودى الشافعى و لامنافاة بين الكراهة والاستحسان بانّه مفيد بنية التبرك والاعمال بالنيات والامور بمقاصد ها ولكل امرئى ما نوى ونية المؤمن خير من عمله قال السمهودى نقل الطيب التاثرى من المحب الطبرى يجوز تقبيل القبر و مسه قال وعليه وعامة علماء الصالحين انتهى۔

وفى مطالب المومنين ولا بأس بتقبيل قبر والديه لمافى كفاية الشعبى ان رجلاجاء الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله انى حلفتُ ان اقبِّل عتبة باب الجنة و الحور العين فامره النبى صلى الله عليه وآله وسلم ان يقبِّل رجل الامّ وجبهة الاب ويروى انه قال يارسول الله ان لم يكن لى ابوان فقال

قبّل قبرهما قال فان لم اعرف قبرهما قال خط خطين و انو بانّ احد هما قبر الام والآخر قبر الاب فقبّلهما فلا تحنث فی یمینك كذا فی مغفرة الغفور فی زیارة القبور وجیز الصراط صفحه ۳۵ ملا احمد جیون علیه الرحمة وفتاویٰ صدر الفاضل صفحه ۴۱۱۔

ترجمہ: ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں، کہ درمختار کی شرح طوالع الانوار میں نقل ہے:

اور چومنا بغیر ارادہ کے جیسا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی قبور ہیں ،اور جن سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔

اِس میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے، اور بعض کہتے ہیں مستحسن ہے، یہاں تک کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ قبور اولیاء اللہ کو مطلقاً چومنے کے قائل ہیں، جب کہ تبرک حاصل کرنے کے لئے ہو۔

اور علماء کی جماعت سے نقل صحیح ہے، اُن میں سے امام بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری اور مقری مالکی صاحب فتح المتعال اور سمہودی شافعی اور کراہت میں کوئی جھگڑا نہیں اور حسن ہونا بے شک مقید ہے تبرک کی نیت کرنا اور اعمال کی نیت سے اور تمام کام آدمی کی نیت پر مبنی ہیں، جو کہ مومن کی نیت اُس کے عمل سے زیادہ بہتر ہے۔

علامہ سمہودی

کہتے ہیں کہ محبّ طبری سے نقل کیا ہے کہ جائز ہے قبر کو چومنا ور ہاتھ

لگانا اور اسی عقیدے پر اکثر علماء صالحین ہیں طیب ناشر نے مطالب المومنین میں نقل ہے کہ والدین کی قبر کو چومنا جائز ہے اور امام شجعی علیہ الرحمۃ کی کفایہ میں ہے، ایک شخص نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں نے جنت کے دروازے کی چوکھٹ کو چومنے کی قسم کھالی ہے، اور حور کے ماتھے کی، تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اُس کو حکم دیا کہ تو اپنی والدہ کے قدم چوم لے، اور اپنے باپ کا چہرا چوم لے، اور روایت ہے اُس نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں و باپ زندہ نہیں ہیں، تو آپ نے فرمایا اُن دونوں کی قبروں کو چوم لے۔

اِس نے عرض کی میں اپنے والدین کی قبروں کو نہیں پہچانتا تو آپ نے فرمایا زمین پر دو خط کھینچ لے اور نیت دونوں قبروں کی کر لے ایک کو ماں کی تصور کرلے اور ایک کو باپ کی اور دونوں کی قبر کو چوم لے تو اپنی قسم میں حانث نہیں ہوگا۔

یہ مغفرۃ الغفور کتاب میں بھی نقل ہے، مذکورہ تمام روایات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ قبور اولیاء اللہ و والدین کی قبر کو چومنا مشروع ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں، ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے، اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماO

زندگی میں اور بعد وفات بھی تبرک حاصل کرنا جائز

مناظر اسلام صوفی محمد اللہ دتہ علیہ الرحمۃ لاہوری کی عمدۃ تحقیق ملاحظہ

فرمائیں:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

كل من يتبرك في حال حياته يتبرك به بعد وفاته۔

لمعات شرع مشكوة جلد ٤ صفحه ٣٨٢۔

جس کی زندگی میں اس سے برکت حاصل کی جا سکتی ہے اِس سے بعد وفات بھی برکت حاصل کی جاسکتی ہے امام غزالی حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نیز فرماتے ہیں۔

البركة العامة في كلِ شيءٍ من كلامٍ اونفسٍ أوفعل او ثوب أو مكانٍ حتى يتبرك بترابٍ وطئه وبمكان مجلس فيه يوماًO

(منهاج العابدين مع شرح سراج السالكين صفحه ٥٢٩ مروجه حسنات صفحه ٦٨)

ولی اللہ کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اس کی ہر چیز یعنی کلام، سانس، فعل، کپڑا، مکان میں برکت ہوتی ہے، یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی مٹی اور جس مکان میں وہ ایک دن بھی بیٹھا ہو برکت حاصل کی جاتی ہے۔

بزرگانِ دین نے اپنی تالیفات میں جہاں کہیں یہ فرمایا ہے، قبر کو ہاتھ نہ لگائے، بوسہ نہ دے اس پر نہ جھکے اُن کی خاک کو منہ پر نہ ملے، یہ صرف ان قبروں کے متعلق ہے، جن میں کوئی شرافت نہیں بلکہ عام گنہگاروں کی قبریں ہوں باقی رہا مزارات متبرکہ کا بوسہ لینا یا حصول برکت کے لئے مزار مبارک کو

ہاتھ لگانا اس پر رخسار رکھنا تو اس کے جائز ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔

(مرجہ حسنات صفحہ ۶۸ طبع پاکستان۔ کتاب وفاء الوفا صفحہ ۱۴۰۶ جلد ۴ طبع بیروت، فتح الباری صفحہ ۴۷۵ جلد ۳ طبع بیروت لبنان)

مذکورہ تمام مسائل علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں،

امام ابن عبدالبر قرطبی المتوفی ۴۶۳ھ کا فیصلہ پڑھیئے

وفی هذا الحديث دليل على التبرك بمواضع الانبياء والصالحين ومقاماتهم ومساكنهم والى هذا قصد عبدالله بن عمر بحديثه هذا۔

التمهيد جلد ۵ صفحه ۱۳۰ طبع بيروت ولبنان۔

اور اِس حدیثِ پاک میں دلیل ہے، کہ انبیاء کرام واولیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور اُن کے مقامات اور ان کی قبور سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا کرتے تھے۔

مذکورہ بالا عبارت کی تائید بالحدیث، امام بیہقی علیہ الرحمۃ کی عبارت یوں ہے۔

عن نافع ان ابن عمر كان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتى القبر فقال السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا ابا بكر السلام عليك يا ابتاه ○

(بيهقى شريف جلد ۵ صفحه ۲۴۵ طبع پاكستان)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ جب وہ سفر سے واپس آتے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوتے پھر قبر شریف کے پاس آتے تو نِدا سے السلام علیک یارسول اللہ کہتے پھر سیدنا ابو بکر ... نا عمر رضی اللہ عنہما کو نِدا سے سلام کرتے مذکورہ حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

نمبر۱) نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو قبر میں زندہ ماننا۔

نمبر۲) اولیاء اللہ کو قبر میں زندہ ماننا۔

نمبر۳) حضور علیہ السلام کا اپنی قبر میں سلام سننا۔

نمبر۴) اولیاء اللہ کا قبر میں سلام سننا۔

یہ عقیدہ صحابی کا ہے، کسی بے دین کا نہیں ہے۔

تائید مزید وقال نافع کان ابن عمر یسلم علی القبر رایته ماۃ مرۃ ○

(شفا شریف عربی ۲/۷۰ اُردو صفحہ ۹۰ جلد ۲)

حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قبر شریف پر سلام کرتے تھے میں نے اُن کو ۱۰۰ مرتبہ دیکھا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا منبر کو چومنا

ورُوِیَ ابنُ عمر واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعھا علی وجھہ ○

(شفاشریف عربی ۷۰، اردو ۹۰ جلد ۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا گیا ہے کہ وہ منبر شریف کی اِس جگہ پر جہاں حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوتے وہ اپنا ہاتھ رکھتے پھر اپنے چہرہ پر مَس کرتے، مذکورہ نقل شدہ حدیث سے ثابت ہوگیا کہ متبرک مقامات کو چومنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت مبارک ہے، جو کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان مبارک سے ثابت ہے علیکم بسنتی و سُنت الخلفاء الراشدین واصحابی کالنجوم کا مصداق ہیں۔

تبرکات سے برکت حاصل کرنا

اسحاق بن ابراہیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ یہ طریقہ ہمیشہ سے مسلسل جاری ہے، کہ جو حج کا ارادہ رکھے وہ مدینہ منورہ ضرور جائے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا قصد کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور منبر شریف مجلس اور جہاں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس نے مَس کیا اور جہاں آپ کا قدم شریف پہنچا اور وہ ستون جس سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تکیہ لگایا کرتے اور جہاں جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتے اور وہ لوگ جو وہاں آباد ہیں، اور جنہوں نے وہاں قصد کیا، صحابہ کرام اور ائمہ مسلمین وغیرہ اِن سب کی زیارت اور ان سے برکت حاصل کرے اور ان سب سے نصیحت حاصل کرے۔

یزید بن ابوسعید مہری علیہ الرحمۃ سے مروی ہے، کہ جب میں حضرت

عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچا تو جب رخصت ہونے لگا تو آپ نے فرمایا تم سے میری حاجت ہے، وہ یہ کہ جب تم مدینہ منورہ حاضر ہو تو بہت جلد روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر میری طرف سے سلام عرض کرنا، حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ صرف سلام عرض کرانے کے لئے مستقلا شام سے قاصد بھیجا کرتے تھے، شفا شریف اُردو صفحہ ۹۰ جلد۲ طبع پاکستان۔

روضۃ الرسول علیہ السلام کی زیارت کرنے کا طریقہ

امام مالک علیہ الرحمۃ نے ابن ابی وہب رضی اللہ عنہ کی روایت میں فرمایا:

جب نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام پر سلام عرض کرو اور دعا مانگو تو قبر شریف کے سامنے آپ کے چہرۂ انور کے مواجہ کی جگہ کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف کھڑے نہ ہو، اور قریب ہو کر سلام عرض کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو اپنے گنہگار ہاتھ سے مت چھوؤ کہ یہ ادب کے خلاف ہے

(شفا شریف مترجم مفتی غلام معین الدین علیہ الرحمۃ صفحہ ۸۹ جلد۲)

مسئلہ استمداد من اہل القبور

دلیل نمبر ۱

ولو انھم اذ ظلموٓا انفسھم جآءُوك فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابًا رحیمًا○

(النساء پارہ ۵ رکوع ۶ آیت نمبر ٦٤)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

فائدہ:

مذکورہ آیت مبارکہ سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو وسیلہ بنانا جائز ہے، چاہے غیب ہو یا حاضر ہو دونوں طرح سے وسیلہ بنانا جائز ہوا اور بعد وصال بھی اسی آیت سے ثابت ہوا، اور حاجت کے لئے قبر پر جانا بھی ثابت ہوا اور خیر القرون کا معمول ہے۔

اور مقبولان حق کو یا سے نِدا کرنا عین اسلام ہے اور مقبولان حق مدد فرماتے ہیں، ان کی دعا سے مشکل ٹل جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی قبر انور پر ایک اعرابی آیا، اور قبر شریف کی خاک اپنے سر میں ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ نے فرمایا ہم نے بھی سُنا اور جو آپ پر نازل ہوا اِس آیت میں یہ ہے:

ولو انھم اذ ظلموا میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے اِس پر قبر شریف سے نِدا آئی اِن اللہ قد غفر لک بے شک اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی۔

(تفسیر جلالین: عربی زیر صفحہ ۸۰ طبع پاکستان تفسیر خازن

علی المدارك صفحه ٣٩٩ جلد اوّل طبع پاکستان)

دلیل نمبر۲

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اکٹھے ہو کر نبی کریم کائنات کے مشکل کشا علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر پر حاضر ہوئے تو ایک صحابی نے جن کا نام سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھا نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ کے رسول اپنی اُمت کے لئے بارش کی دعا فرمایئے بے شک آپ کی اُمت ہلاک ہونے لگی ہے، تو بارش ہو گئی فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۴۹۵ جلد۲ کتاب الاستسقاء۔

مندرجہ بالا حدیث سے واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان مصیبت کے وقت نبی کریم علیہ السلام سے حاجت روائی کرواتے تھے، اور بعد از وصال قبر انور پر جا کر عرض کرتے تھے۔

دلیل نمبر۳

اخرجه ابن حبان فی صحیحه من طریقِ محمد بن المثنّٰی بالاسناد المذکورة و یستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاء باهل الخیر والفلاح و اهل بیت النبوة ○

(فتح الباری صفحه ٤٩٧ جلد ٢)

صحیح ابن حبان میں محمد بن مثنی کی سند سے نقل ہے، اور دلیل ہے قصہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اہل اخیر اور نیک لوگوں سے اور اہل بیت نبوت کے وسیلہ پکڑنا مصیبت میں مستحب ہے۔

دلیل نمبر ۴

علامہ وحید الزماں غیر مقلد وہابی کی نقل کردہ عبارت یہ ہے۔

مقدمہ فتح الباری میں اور قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ابو علی حافظ سے اُنہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابو الفتح نصر بن الحسن سمر قندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ ہجری میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا، لوگوں نے پانی کے لئے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس اور ان سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دیتا ہوں انہون نے کہا بیان کرو وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو شاید اللہ عز وجل ہم کو پانی عطا فرمائے یہ سُن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحب قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالٰی نے اسی وقت شدّت کا پانی برسانا شروع کیا یہاں تک کہ شدّت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نہ نکل سکے، مقدمہ تیسیر الباری صفحہ ۲۲ جلد ا۔

دلیل نمبر ۵

صحیح بخاری کو ایک اور فضیلت ہے، جو ابن ابی حمزہ نے بعض عارفین

سے نقل کیا کہ صحیح بخاری کا ختم جب کسی مصیبت میں کیا جائے تو وہ مصیبت دُور ہو جاتی ہے، اور جب کسی جہاز یا کشتی میں صحیح بخاری ہو تو وہ غرق نہیں ہوتا، مقدمہ تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری صفحہ ۸۔ ۶۲۵ مرقات صفحہ ۱۴ جلد ۱۔

مذکورہ، عبارات سے پتہ چل گیا کہ توسل بالقبر جائز ہے، اور ختم بخاری بھی دافع البلاء ہے۔

دلیل نمبر ۶

غیر مقلد وہابی وحید الزماں کا فیصلہ پڑھئے عبارت یوں ہے:

التوسل اِلی اللہ تعالٰی بانبیائہ والصالحین من عبادہ جائز یستوی فیہ الاحیاء والاموات ۞

(نزول الابرار صفحہ ۵ طبع جمیعت اہل حدیث لاہور)

ترجمہ: اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم السلام اور اُس کے بندوں کا توسل حیات و ممات برابر اور جائز ہے۔

دلیل نمبر ۷

الشیخ محمد مکی میں بن عزوز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ونقل الشعرانی عن الخواص أن الصورۃ التی تخرج من قبور الاولیاء تارۃ تکون ملکا یوکلہ اللہ بقبر الولی ویقضی حوائج الناس، و تارۃ یخرج الولی بنفسہ من قبرہ ویقضی الحاجۃ ۞

(السیف الربانی صفحہ ۷۵)

امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے خواص سے نقل کیا ہے، بے سک اولیاء بذاتِ خود اپنی قبور سے باہر نکلتے ہیں اور کبھی جو فرشتے قبر ولی پر مقرر ہوتے ہیں وہ لوگوں کی حاجات پوری کرتے ہیں، اور کبھی ولی بذات خود قبر سے نکل کر لوگوا . کی حاجت پوری کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۸ قطب الوقت

امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب میں یوں نقل کرتے ہیں:

سمعت شخنا أباعثمان الغربی رضی اللّٰہ عنه یقول اذازار انسان قبر الولی فان ذلك الولی یعرفه واذا سلم علیه رد علیه السلام واذاذکر اللّٰہ علی قبره ذکر معه لاسیما اَن ذکر لا اله الااللّٰہ فانه یقوم ویجلس متربحا ویز کرمعه قال واذامات الولی صلی علیه جمیع ارواح الانبیآء والاولیآء☆

چند سطور آگے نقل کرتے ہیں:

من تولاه بواسطة بعض اولیائه ولومیتاً فی قبره فیربی مریده وهو فی قبره ویسمع مریده صوته من القبر☆

(الطبقات الکبریٰ صفحه ٤٠٦ طبع بیروت، لبنان اردو صفحه ٥٣١)

ترجمہ: میں نے اپنے پیر ابوعثمان مغربی رضی اللہ عنہ کو کہتے سُنا کہ جب کوئی آدمی ولی کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو وہ ولی اُس کو پہچانتا

ہے، اور جب اُس کو سلام کیا جاتا ہے، تو اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور جب کوئی اُس کی قبر پر اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو وہ بھی اُس کے ساتھ ذکر کرتا ہے، خصوصاً جبکہ۔

"لا" الاللہ کا ذکر کرتا ہے، تو وہ اُٹھ بیٹھتا ہے، اور چار زانو ہو کر اُس کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

اور جب ولی وصال فرماتا ہے، تو کل انبیاء و اولیاء کی روحیں اُس پر نماز جنازہ پڑھتی ہیں۔

بعض اولیاء اپنے پیچھے مرید کو اپنے مرنے کے بعد اپنی زندگی کی حالت سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں اور بعض کو اپنے بعض اولیاء کے واسطہ سے تعلیم کرتا ہے، گو وہ اپنی قبر میں ہی کیوں نہ ہوں مگر وہ قبر ہی سے اپنے مرید کی تعلیم کرتا ہے، اور مرید قبر سے اُس کی آواز سنتا ہے۔

دلیل نمبر ۹ غوث اعظم کی کرامت

سیدنا غوث الاعظم الشیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اذا کان قضاء مبرما لا مرد له وقد رای السید عبد القادر الجیلی لمریده انه لابدله أن یزنی بأمراة سبعین مرة فقال یارب اجعلها فی النوم فکان کذلك ○

(المطبقات الکبریٰ صفحہ ٤٠٥ طبع بیروت)

ایسی صورت کی میں نہیں کہتا جس میں قضاء مبرم ہو جو ٹل نہیں سکتی

سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مرید کی نسبت دیکھا کہ اُس کو ایک عورت سے ۷۰ بار زنا کرنا ضروری تھا، تو عرض کیا کہ اے پروردگار اِس کا وقوع حالتِ خواب میں کر دے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دلیل نمبر ۱۰

امام ابن ہجر ہیتمی مکی علیہ الرحمۃ یوں رقم فرماتے ہیں:

جب امام شافعی بغداد آئے اور دو رکعت نماز ان کی قبر کے پاس ادا کیں تو رفع یدین نہ کیا اور ایک روایت ہے کہ یہ دو رکعتیں نمازِ صبح کی تھیں، تو آپ نے ان میں قنوت بھی نہ پڑھی۔

(الخیرات الحسان اُردو صفحہ ۱۷)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ قبر والے کا حیا ایسے کرنا چاہئے جیسے زندہ کا کیا جاتا ہے، سیدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ کا فعل بھی ثابت ہو گیا۔

دلیل نمبر ۱۱

جاننا چاہئے کہ علماء اور دیگر حاجت مند حضرات آپ کی قبر کی مسلسل زیارۃ کرتے رہتے ہیں، اور آپ کے پاس آ کر اپنی حوائج کے لئے آپ کو وسیلہ بناتے ہیں، اور اِس میں کامیابی پاتے ہیں یا ان میں سے امام شافعی علیہ رحمۃ ہیں، جب آپ بغداد شریف میں تھے تو آپ کے متعلق مروی ہے، کہ آپ نے فرمایا کہ میں ابو حنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے، تو میں دو رکعت پڑھ کر ان کی قبر کے پاس

آتا ہوں، اور اُس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو وہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے، الخیرات الحسان اُردو صفحہ ۲۳۰۔

مندرجہ بالا عبارت سے پتہ چلا کہ قبور اولیاء اللہ سے برکت حاصل کرنا زمانہ قدیم سے سلسلہ چلا آتا ہے یہ کوئی شرک وغیرہ نہیں ہے، بلکہ اولیاء اللہ اہل سنت کا طریقہ ہے۔

دلیل نمبر ۱۲

بعض روایت میں ہے، کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے مزار سے ندا آئی کہ سورۂ فاتحہ شروع کرو اور جب آپ یعنی خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ رحمۃ نے شروع کی تو خرقان پہنچنے تک پورا قرآن ختم کرلیا، تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۸۸ یہ قبر والے فائدہ دیتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۳

مولوی اسحاق دہلوی غیر مقلد لکھتا ہے:

سوال ششم: شخصے کہ منکر باشد فیض روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در عالم برزخ در شرع حکم او چیست وچہ باید گفت۔

سوال ھفتم: شخصی کہ منکر باشد از فیض ارواح مقدسہ انبیاء دیگر علیھم الصلاۃ والسلام در شرع حکم ا وچیست کافر یا مشرک یا مرتکب کبیر یا صغیرہ۔

سوال ہشتم: شخصی که منکر باشد ازفیض ارواح اولیاء اللہ درعالم برزخ حکم اوچیست ازامورات مذکورہ۔

جواب: هر سه سوال بر فیض شرعی که ثبوت آن باخبار، واتره باشد پس منکر آن کافر است وهر فیض که ثبات آن باخبار مشهور باشد پس منکر آن نزدیك اکثر کافر است ونزد بعض کافر نیست بلکه ضال است وهو الصحیح۔

مائۃ مسائل صفحہ ۱۶ طبع پاکستان۔

ترجمہ: ہر تین سوال کا جواب یہ ہے، شرعی طور پر فیض لینا اخبار متواترہ سے ثابت ہے، منکر اِس کا کافر ہے اور ہر سے فیض لینا اخبار متواترہ سے ثابت ہے، اور منکر اس کا اکثر کے نزدیک کافر ہے، اور بعض کے نزدیک کافر نہیں ہے، بلکہ گمراہ ہے، اور یہی صحیح مذہب ہے، مذکورۃ الصدر عبارت سے ثابت ہوگیا کہ عندالوہابیہ بھی قبورِ اولیاء اللہ سے فیض لینا جائز ہے۔

دلیل نمبر۱۴ دعا بہ وسیلہ جائز

انبیائے کرام علیہم السلام واولیائے عظام علیہم الرضوان کے وسیلے سے دعا کرنا جائز ہے۔

دعا باایں طور که الٰهی بحرمت نبی و ولی حاجت مرا روا کُن جائز است۔ مائۃ مسائل صفحہ ۳۹

انبیائے کرام علیہم السلام واولیائے کرام علیہم الرضوان کے وسیلے سے

دعا مانگنا حاجت روائی کے لئے جائز ہے اللہ تعالیٰ سے۔

دلیل نمبر ۱۵

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل کا عقیدہ دیکھئے، عبارت یوں ہے:

عن علي ابن ابی طالب أن ابا بكر أوصى له أن يغسله با لكف الذى غسل به رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما حملوه على السرير استاذنوا قال عليٌّ فقلت يارسول الله هذا ابو بكر يستأذن فرءيت الباب قد فتح وسمعت قائلا يقول اُدْخِلو الحبيب الى الحبيب فان الحبيب مشتاق ○

(مسند احمد برحاشیہ منتخب کنز العمال صفحہ ۳۶۵ جلد ٤ طبع بیروت)

ترجمہ: سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں، بے شک سیدنا ابوبکر نے اُن کو وصیت کہ اُن کو غسل دینے کے بعد اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میری چارپائی رکھ دی جائے تو اُن سے اجازت مانگنا حضرت علی کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکر ہیں اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا دروازہ کھل گیا اور میں نے کہنے والے سے سُنا آپ فرماتے ہیں، پیارے کو پیارے کے پاس جلد پہنچادو، بے شک میں اپنے پیارے کا انتظار کرتا ہوں۔

مذکورہ حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

نمبر ۱) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان ہے کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔

نمبر ۲) بعد وصال سرکار علیہ السلام کو ندا کرنا۔

نمبر ۳) بعد وصال آپ امتیوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں

نمبر ۴) تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا۔

نمبر ۵) آپ کا امتی کی بات سننا اور جواب دینا۔

نمبر ۶) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو بعد وصال بھی حاجت کے لئے پکارتے ہیں۔

اسی حدیث سے انبیائے کرام کو بعد وصال مدد کے لئے پکارنا ثابت ہوا۔

محبوبانِ خدا بعد وصال لوگوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں، جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے شب معراج قبر میں سے جا کر آسمانوں میں حضور علیہ السلام سے ملاقات کی اور پچاس نمازوں کی پانچ نمازیں کروائیں والنظم فی کتب الاحادیث۔

دلیل نمبر ۱۶

غیر مقلدین کے امام وحید الزمان بھی قبورِ اولیاء اللہ مدد مانگنے کا قائل ہے عبارت مندرجہ ذیل ہے:

ما يتبرك به اصحابه

جس چیز سے آپ کے اصحاب برکت لیتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کل چیزیں متبرک تھیں اور صحابہ اور تابعین نے اِن سے برکت لی ہے، اور اسی حکم میں ہیں، آثار الصالحین اور بور اولیاء اللہ اور جن لوگوں نے اِن سے برکت لینے کو شرک کہا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔

بر كة بدعوة ابراهيم

زمزم میں یا مکہ کے کھانے پینے میں حضرت ابراہیم کی دعا کی وجہ سے برکت ہے۔ (لغات الحدیث کتاب، ب ص ۵۲، جلد اوّل طبع پاکستان)

دلیل نمبر ۱۷

یہی وحید الزمان غیر مقلد یوں لکھتا ہے امام ابن تیمیہ کی مجلس میں آسیب زدہ کو لاتے تو اچھا ہو جاتا یہ حدیث شریف کی برکت تھی، حضرت اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ جن کا مزار کچھوچھہ میں ہے اُن کے مزار پر جانے سے اب تک آسیب زدوں کو فائدہ ہوتا ہے، اِس کا تجربہ کئی صلحاء نے کیا ہے، کتاب، ت، ث، لغات الحدیث صفحہ ۳۵ جلد ۱۔

کیا اب بھی وہابی ٹیں ٹیں کریں گے؟

قبور اولیاء اللہ سے فائدہ ہوتا ہے، اور وحید الزماں لکھتا ہے، کہ یہ آزمائی ہوئی بات ہے۔

دلیل نمبر ۱۸

یہی وحید الزمان غیر مقلد لکھتا ہے:

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اُن کی قبروں پر دعا کا سوال کر سکتے ہیں ،اسی طرح خواب میں اعمال کے انقطاع سے یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد ان کا کوئی عمل نامۂ اعمال میں شریک نہیں کیا جاتا نہ یہ کہ وہ اکوئی عمل ہی نہیں کر سکتے ،احادیث صحیحہ انبیاء کے عمل بعد از موت ثابت ہیں اور اولیاء اللہ سے بعد از موت بھی طرح طرح کے فیوض اور برکات ہونا متواتر منقول ہے ثابت بنائی کے قبر میں جھانکا تو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے ہیں

حضرت نظام الدین اولیاء نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر کہا: اماں اسی وقت پروردگار کی بارگاہ میں جاؤ اور اس خلجی سلطان کا علاج کرواؤ جس نے مجھے تنگ کر دیا ہے، یہ واقعہ عصر کے وقت ہوا ،اور اسی روز مغرب کے بعد سلطان مارا گیا۔

(لغات الحدیث کتاب صفحہ ۴۵ جلد ۱)

نقل کردہ عبارت سے ثابت ہوا کہ پرانے غیر مقلد وہابی قبور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کے قائل تھے۔

موجودہ وہابیوں کے عقیدے کے مطابق نعوذ باللہ خواجہ صاحب اور وحید الزمان دونوں مشرک ٹھہرے، عقل ہوتی تو وہابی نہ بنتے۔ان الوھابیۃ قوم لا یعقلون۔

اسی وحید الزمان غیر مقلد وہابی کا عقیدہ پیش خدمت ہے۔

محیط میں ہے کہ حرمات اللہ میں وہ سب چیزیں داخل ہیں جن کی ہتک حُرمت منع ہے، یعنی جن کی تعظیم ہماری شریعت میں قائم رکھی گئی ہے۔

مثلاً صفا و مروہ حجر اسود، کعبہ، حرم قب انبیاء اور اولیاء اور صالحین اور مومنین اور سب سے زیادہ حرمت مومن کی ہے، خصوصاً اُس مومن کی جو صالح اور متقی اور عالم باعمل ہو۔

لغات الحدیث کتاب ح صفحہ ۲۳۔۵۹ جلد اپر لکھتا ہے ان چیزوں کی تعظیم کرنا کفر نہیں ہے بلکہ ایمان اور تقوی کی نشانی ہے، انبیاء اور اولیاء اور صالحین کی قبریں بھی اِن ہی چیزوں میں داخل ہیں۔

دلیل نمبر ۱۹

عن سعید بن جبیر قال قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیاتین هذا الحجر یوم القیامة وله عینان یبصر بهما ولسان ینطق به یشهد علی من یستلمه بحق○

(ابن ماجہ شریف عربی صفحہ ۲۱۷ باب استلام الحجر حدیث نمبر۲ طبع پاکستان)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کہتے سُنا، فرمایا رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے کہ یہ پتھر یعنی حجر اسود قیامت کو ضرور لایا جائے گا، اِس کی دو آنکھیں ہونگی جس

سے وہ دیکھے گا، وہ زبان سے گواہی دی گا، جس نے اُس کو چوما ہوگا ساتھ سچ کے۔

مذکورہ بالا حدیث پاک سے چند مسائل معلوم ہوئے، کہ حجر اسود کو چومنے سے چومنے والے کے وہ تمام گناہ چوس لیتا ہے، اور حجر اسود کی دو آنکھیں بھی ہیں جس سے وہ دیکھ کر اپنی زبان سے قیامت کو اُسے چومنے والے کی گواہی دیگا، اگر حجر اسود انسان کو دیکھتا اور پہچانتا ہے، تو اولیاء اللہ جو کعبے اور حجر اسود سے افضل ہیں، وہ بھی قبر میں سے زائر کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں، اور زیارت کرنے والے کے گناہ بھی معاف ہوجاتے ہیں، یہیں سے اولیاء اللہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے اور گناہ مٹ جانے کا ثبوت ملتا ہے، جب مفصل کو چومنا ثابت ہے، تو افضل کو چومنے میں کیا حرج ہے۔

اِسی باب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حجر اسود کو چومنا نقل ہے۔

دلیل نمبر ۲۰

لانه علیه الصلوة والسلام کان یقبّل رأس فاطمة وقال علیه الصلوة و السلام من قبّل رجل امه فکانه قبّل عتبة الجنة ○

☆کشف الاستار صفحه ۲۴۱ جلد۲ فصل فی النظر والمس

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہمیشہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سر مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور فرمایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جو شخص اپنی ماں کے قدم چومے تو گویا اُس نے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا، بعض خارجی

ملاں شور مچاتے ہیں کہ قدم چومنے سے سجدہ ہو جاتا ہے، یہ اُن کی بات غلط ہے۔

دلیل نمبر ۲۱

اگر جھک کر چومنے سے سجدہ ہوتا تو شارع علیہ الصلاۃ والسلام والدہ کے قدم چومنے کی کبھی اجازت نہ دیتے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قدم مبارک چومنے سے یہ ثابت ہوا کہ چومنا سجدہ میں شمار نہیں ہوتا اور جھک کر بزرگوں کے قدم چومنا مسنون ومشروع ہیں، غیر مقلدین کے مسلم بزرگ شاہ اسحاق دہلوی یوں لکھتا ہے:

وضع اليدين على القبر لا باس به ☆

(مأة مسائل صفحه ٢٤)

قبر کو چومنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قبور اولیاء اللہ کی زیارۃ کرنا عند الشرع جائز وسنت ہے۔

عن محمد بن ابراهيم رضى الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياتى قبور الشهداء على رأس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار وابو بكر وعمر وعثمان○

(الدار المنثور للسيوطى صفحه ٥٨ جلد ٤ طبع ايران)

ترجمہ: حضرت محمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور

علیہ السلام ہر سال قبور شہداء کی زیارت کرنے جاتے تھے، اور کہتے تھے:

سلام علیکم بماصبرتم نعم عقبی الدار

اور سیدنا ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کرتے تھے مذکورہ حدیث سے واضح ہوگیا کہ سالانہ دن مقرر کر کے زیارۃ القبور کو جانا مسنون ہے، سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بعد وصال نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے چہرے پر بوسہ دیا، اور جھک کر چومنا سُنت ثابت ہوگیا ستر ہزار فرشتے ہر روز روضے مبارک کو چومتے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے:

فقال کعب ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفاً من الملائکة حتی یحضروا بقبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضربونها باجنحتهم ○

(سنن دارمی صفحہ ۴۳)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر پاک کو چومتے ہیں، یعنی پَروں سے مَس کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا عقیدہ پڑھیئے!

علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فی تقبیل القبر الشریف ومسّه بقول احمد لا بأس ☆

(الجوهر المنظم صفحہ ٦٤)

دلیل نمبر ۲۲

ملا علی القاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وقال بعض العلماء لا بأس بتقبيل قبر الوالدين،

وجيز الصراط صفحه ۳۵، فتاوىٰ هنديه ـ

بعض علماء فرماتے ہیں، کہ والدین کی قبور کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

اشرف علی تھانوی

دیوبندی مکتب فکر کے مشہور عالم اشرف علی تھانوی نے اہل سنت کے عقیدے کی تائید کی ہے عبارت یوں ہے:

آپ نے فرمایا کہ میرے پاس خلق آتی ہے، اور زمین بوسی کرتی ہے، چونکہ شیخ الاسلام فرید الدین شیخ قطب الدین علیہ الرحمۃ منع نہیں کرتے تھے تو میں بھی منع نہیں کرتا،

بوادر النوادر صفحہ ۱۴۱، فوائد الفواد صفحہ ۳۱۴ جلد ۴۔

غیر مقلدین کا مجدد ابن تیمیہ کی قبر کی زیارت

علامہ برہان الدین فزاری نے تین دن تک گدھے پر سوار ہو کر ابن تیمیہ کی قبر پر جاتا رہا، اور اسی قرآن ختم کیے، ابن تیمیہ کی ٹوپی بطور تبرک پانچ سو درہم میں خریدی، اور ابن تیمیہ کے چہرے کو چوما گیا اور دو ہزار آدمیوں نے غسل سے بچا ہوا پانی بھی پیا اور بیری کے پتے اکثر لوگوں نے لئے۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹ جلد ۱۴ طبع

بیروت)

مذکورۃ الصدر عبارت میں ابن تیمیہ کے چہرے کو جھک کر چومنا ثابت ہے، اگر جھک کر بزرگوں کے قدم چومنا سجدہ میں شمار ہوتے ہیں، تو غیر مقلدین بھی شرک کے زمرے میں شامل ثابت ہو۔ میت کو چومنا حدیثِ صحیح سے ثابت ہے۔

عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبّل عثمان بن مظعون وھو میت وھو یبکی حتی سال دموع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ عثمان○

(جامع ترمذی عربی صفحہ ۱۶۲ باب ماجاء فی تقبیل المیّت ،سُنن ابن ماجہ عربی صفحہ ۱۰۶)

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا جب کہ وہ فوت ہو چکے تھے، اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام رو رہے تھے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر گرتے، تائید مزید ملاحظہ فرمائیں۔

عن عائشۃ ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو میت○

(صفحہ ۱۶۲ ابن ماجہ ،نسائی صفحہ ۲۰۳ جلد۱)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں تحقیق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو بوسہ دیا جب کہ وہ وصال فرما چکے

تھے۔

(مسند ابوداؤد طیالسی صفحہ ۲۰۱-۲۳۷)

قبر کو چومنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سُنت

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ان بلا لارای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول ما ھذہ الجفوة یا بلال اما ان لك ان تزورنی یا بلال فانتبه حزینا وجلا خائفا فرکب راحلته فقصد المدینة و اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجهه علیه فاقبل الحسن والحسین رضی اللہ عنهما فجعل یضمهما و یقبلهما ○

(وفاء الوفاء صفحہ ۳۵٦ جلد ٤)(ایصال ثواب مولانا ظفر الدین بھاری علیه الرحمة صفحه ٥٦ وفاء الوفاء صفحه ١٤٠٥ جلد ٤ طبع بیروت)

ترجمہ: تحقیق سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے، کیا تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا، کہ تو میری زیارت کو آئے۔

اس خواب کو دیکھ کر وہ بہت پریشان خوفزدہ ہوئے، اور اُونٹنی پر سوار ہوئے اور مدینہ طیبہ کا قصد کیا، جب مدینہ پہنچے تو روضہ مبارک پر حاضر ہوئے، قبر شریف کے پاس پہنچ کر رونے لگے اور اپنا چہرہ قبر شریف پر ملنے لگے

اتنے میں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو لپٹانے اور چومنے لگے، اگر بوسۂ قبر مطلقاً ناجائز ہوتا، تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کبھی روضۂ مبارک کو نہ چومتے مذکورہ حدیثِ پاک سے قبر کو چومنا سنتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان ثابت ہوا۔

سیدنا اما حنبل رضی اللہ عنہ کے بیٹے سیدنا عبداللہ نے اپنے باپ سے پوچھا کہ قبر کو چومنا کیسا ہے۔

تو امام صاحب نے فرمایا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے منبر شریف اور قبر کو چومنے میں کوئی حرج نہیں۔

وفا الوفاء صفحہ ۱۴۰۴ صفحہ جلد ۴۔

سیدنا ابوایوب انصاری

مندرجہ بالا حدیث سے ملتی جلتی روایت سیدنا ابو یوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

عن ابوالحسین یحیٰ بن حسین سے روایت ہے:

اقبل مروان بن الحکم فاذا رجل ملتزم القبر فاخذ مروان برقبته ثم قال هل تدری ما تصنع فا قبل علیه فقال نعم انی لم آت الحجر لم آت اللَّبِنَ انما جئت رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تبکوا علی الدین اذا ولِیه اهله ولکن ابکوا علیه اذا ولِیه غیر اهله قال المطلب وذلك الرجل ابو ایوب الأنصاری ○

(مستدرك للحاكم صفحه ٤١٨ جلد ٥ وفا الوفاء صفحه ١٣٥٩ جلد ٤، شفاء السقام سبكى صفحه ٥٣ /١٥٢ طبع پاكستان)

مروان بن حکم روضۂ مبارک پر حاضر ہوا دیکھا ایک شخص قبر مبارک کو لپٹا ہوا ہے، مروان نے اُن کی گردن پکڑی اور پوچھا تم جانتے ہو کہ کیا کر رہے ہو وہ شخص اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہاں میں پتھر کے پاس نہیں آیا اور نہ میں اینٹ کے پاس آیا ہوں، میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں، تم مت رو، دین پر جب اہل اس کے والی ہوں البتہ اس وقت رو جب نا اہل اس کے والی ہوں مطلب بن عبداللہ بن حنطب راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔

سیدہ فاطمہ اور قبر انور کی مٹی

سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہما نے قبر پاک کی مٹی اپنی آنکھوں سے لگائی:

عن علي رضى الله عنه لمّا رمس رسول الله صلى الله عليه وسلم جائت فاطمة رضى الله عنها فوقفت على قبره صلى الله عليه وسلم و اخذت فاطمة من تراب القبر و وضعت على عينيها و بكت ○

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جب رسول علیہ

الصلاۃ والسلام کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں، قبر مبارک کے پاس کھڑی ہوئیں اور تھوڑی سی خاک پاک قبر مبارک سے اٹھا کر اپنی انکھوں پر لگائیں۔

(ایصال ثواب صفحہ ۵۷ وایضاً وفاء الوفاء طبع بیروت صفحہ ۱۴۰۵ جلد ٤)

ونقل الطیب الناشری عن المحب الطبری انه یجوز تقبیل القبر ومسه قال وعلیه عمل العلماء الصالحین،

(وفاء الوفاء للسمهودی صفحه ۱۴۰۶ جلد ٤ طبع بیروت لبنان)

ترجمہ: طیب ناشری نے محبّ طبری سے نقل کیا ہے:

تحقیق قبر کو بوسہ دینا اور مَس کرنا جائز ہے۔

کان ابن المنکدر یجلس مع اصحابه قال و کان یصیبه الصمات فکان یقوم کما هو یضع خده علی قبر النبی صلی الله علیه وسلم ثم یرجع فعوتب فی ذلك فقال انه یصیبنی خطرة فاذا وجدت ذلك اِستشفیت بقبر النبی صلی الله علیه وسلم فقیل له فی ذلك فقال انی رایت النبی صلی الله علیه و سلم فی هذا الموضع اراه قال فی النوم ○

(وفاء الوفاء صفحه ۱۴۰۶ جلد ٤)

ابن منکدر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھتے تھے، تو فرمایا: مجھے خاموش کرنے والی بات پہنچی تو کھڑا ہوا جیسا کہ وہ اپنے رخسار نبی علیہ السلام کی قبر

مبارک پر رکھے پھر لوٹا تو اس بات میں مجھے جھڑ کا گیا تو فرمایا تحقیق مجھے خطرہ لاحق ہوا پھر جب میں نے پایا کہ میں قبر نبی علیہ السلام سے سکون حاصل کروں تو کہا گیا اِس بات میں تو انہوں نے کہا میں نے رسول علیہ الصلاۃ والسلام اِس جگہ پر اپنے رخسار مبارک خواب میں رکھے دیکھا۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوگیا کہ خواب میں جس جگہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام اپنے رخسار مبارک رکھیں اُس جگہ کو چومنا جائز ہے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم بعداز وصال مبارک ایسی ہے جیسے حیاتی میں تھی۔

لان وفد عبد القيس لما راَوُا النبى صلى الله عليه وسلم نزلوا عن الرواحل و لم ينكر عليهم وتعظيمه بعد الوفاة كتعظيمه فى الحياة ○

(وفاء الوفاء صفحه ١٣٩٠ جلد٤)

امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ پڑھیے

واما تقبيل الاماكن الشريفة عل قصد التبرك و كذالك تقبيل ايدى الصالحين وارجلهم حسن محمود باعتبار القصد والنية وقد سال ابو هريرة الحسن رضى الله عنه ان يكشف له المكان الذى قبله رسول الله صلى الله عليه وسلم وهوسرته فقبله تبركا باٰثاره وذريته صلى الله عليه وسلم وقد كان ثابت البنانى لا يدع يد انس رضى الله عنه حتى يقبلها ويقول يد مست يد رسول الله صلى

الله علیه وسلم وقال ایضاً واخبرنی الحافظ ابو سعید بن العلائی قال رأیت فی کلام احمد بن حنبل فی جزء قدیم علیه خط ابن ناصر وغیره من الحفاظ أن الامام احمد سئل عن تقبیل قبر النبی صلی الله علیه وسلم وتقبیل منبره فقال لاباس بذلك قال فریناه للشیخ تقی الدین بن تیمیة فصار یتحجب من ذلك ویقول عجبت أحمد عندی جلیل یقوله هذا کلامه او معنی کلامه وقال و ایّ عجب فی ذلك وقد روینا عن الامام أحمد أنه غسل قمیصا للشافعی وشرب الماء الذی غسله به و اذا کان هذا تعظیمه لا هل العلم بمقادیر الصحابة و کیف بآثار الانبیاء علیه الصلاة والسلام ○

(عمدة القاری شرح بخاری کتاب الحج باب ماذ کر فی الحجر الاسود حدیث نمبر۱۵۹۷/صفحه ۱۶۷ جلد۷طبع پاکستان)

ترجمہ: ہمارے شیخ زین الدین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ متبرک مقامات کا بہ قصد تبرک بوسہ لینا اور اسی طرح بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا بہتر اور پسندیدہ ہے، باعتبار قصد اور نیت کے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس جگہ کو کھولئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا، وہ جگہ ناف ہے، پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے آثار اور ذریت کے ساتھ برکت لینے کے لئے بوسہ دیا۔

ثابت بنانی رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ نہیں چھوڑتے

یہاں تک کہ اس پر بوسہ دیتے اور کہتے یہ وہ ہاتھ ہے، جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مس کیا ہے، اور فرمایا کہ مجھے حافظ ابوسعید علائی علیہ الرحمۃ نے خبر دی کہ میں نے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا کلام ایک پرانے جزء میں دیکھا، جس پر علامہ ابن ناصر وغیرہ حفاظ کی تحریر ہے، کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور منبر شریف کو بوسہ دینے کے متعلق سوال کیا۔

آپ نے فرمایا کہ اس میں ہرج نہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ کو دکھایا تو وہ تعجب کرنے لگے اور کہتے کہ تعجب ہے، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ میرے نزدیک بزرگ ہیں، وہ ایسی بات کہتے ہیں یہ کہا یا اِس کے مثل کہا، میرے شیخ نے فرمایا کہ اِس میں تعجب کی کیا بات ہے ہمیں امام احمد رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کُرتہ دھویا اور اِس کا غسالہ پیا، تو جب وہ اہل علم کی اس قدر عزت و تعظیم کرتے ہیں، تو صحابہ کی تعظیم کی قدر کون بتا سکتا ہے، پھر آثار انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم کا کیا کہنا۔

شیخ الحدیث مفتی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

شیخ الحدیث مفتی عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ مزنگ لاہور والے یوں فرماتے ہیں:

قال بعض العلماء لاباس بتقبیل قبر الوالدین ☆

(مرقات شرح مشکوۃ ملا علی القاری صفحہ ۲۵۳ جلد ٤۔ کتاب الجنائز فصل ثانی مظاہر حق صفحہ ۷۱۷ جلد ۱)

۔ اگر قبر ماں اور باپ یا اساتذہ وغیرہ کی ہو تو اِس کو بوسہ دینا جائز ہے

اسی جگہ فرماتے ہیں:

یغفر المیت بدعاء الحی علی المیت والحاضر علی الغائب ☆

زندہ کی دعا سے اور حاضر کی دعا سے میت بخشی جاتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر

فتاوی عالمگیری میں نقل ہے شفا قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا گیا کہ آپ نے منبر شریف پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ پھیرا اور وہ ہاتھ اپنے چہرہ پر پھیرا۔

اور ابن قسیط اور عینی کہتے ہیں، کہ منبر شریف کا وہ زمانہ جو قبر اطہر کے نزدیک ہے، اسے حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑا کرتے تھے صحابہ کرام علیہم الرضوان تبرک کے لئے اس پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے، اگلے صفحہ پر ہے۔

حضرت ابو حازم صحابی رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے کہا کہ میں نے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابو حازم سے کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے اعراض کرتے ہوئے گذر جاتے ہو کھڑا ہو کر سلام بھی نہیں کرتے، اِس کے بعد حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ کا معمول ہو گیا تھا کہ جب اِدھر سے گذرتے کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے گذرتے۔

(فتاوی عالم گیری مترجم صفحہ ۱٦٨٠ جلد ٥ کتاب المناسك)

مذکورہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ متبرک مقامات کو چومنا عندِ الشرع مسنون ومشروع ہے، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں:

وقال بعض العلماء انه اِن قصد بوضع اليد مصافحة الميت يرجى أن لا يكون به حرج ومتابعة الجمهور احق ○.

(وفاء الوفاء صفحه ١٤٠٢ جلد ٤)

ترجمہ: اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ میت کو ہاتھ لگانا ایسا ہے کہ اُمید کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ جمہور کی اتباع زیادہ ہے، وایضًا۔

ذكر الخطيب بن حملة أن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما كان يضع يده اليمنى على القبر الشريف وان بلال رضى الله عنه

وضع خدیه علیه ٥

(وفاء الوفاء صفحه ١٤٠٥ جلد١)

خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دایاں ہاتھ قبر شریف پر رکھتے تھے اور سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں رخساروں کو بھی قبر شریف پر رکھا۔

مذکورہ حدیث پاک میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا بوسہ لینا ثابت ہو گیا اب اگر کوئی قبور الصالحین کو چومنا شرک سے تعبیر کرے تو وہ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام سے اجہل ہے۔

ابن حجر علیہ الرحمہ کا عقیدہ

قال الحافظ ابن حجر استنبط بعضهم من مشروعية تقبيل الحجر الاسود جواز تقبيل كل من يستحق التعظيم من آدمی فسبق فی الادب و اما غيره فنقل عنه احمد انه سئل عنه ونقل عن ابن ابی الصيف اليمانی احد علماء مكة من الشافعية جواز تقبيل الصحف واجزاء الحديث وقبور الصالحين وانشد۔

وفاء الوفاء صفحه ١٤٠٥ جلد٤ ایصالِ ثواب صفحه ٦٠۔

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے حجر اسود کو چومنے کے مشروع ہونے پر اس چیز کے بوسہ کا جواز ثاب کیا ہے، جو مستحق تعظیم ہے، خواہ آدمی ہو یا غیر آدمی لیکن آدمی کے ہاتھ کا چومنا ادب میں گذرا لیکن غیر انسان کا بوسہ تو امام

احمد علیہ الرحمۃ سے منقول ہے، کہ ان سے منبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقبر شریف کے بوسہ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

کوئی حرج نہیں مگر بعض اتباع امام احمد علیہ الرحمۃ نے اس کا انکار کیا ابن ابی الصیف یمانی شافعی عالم سے منقول ہے:

کہ آپ نے قرآن شریف کا چومنا ور اجزائے حدیث کا چومنا اور قبور صالحین کا چومنا جائز رکھا اور طیب ناشری نے محبّ طبری سے نقل کیا کہ قبر کو بوسہ دینا اور اُس کا چھونا جائز ہے، اور اسی پر علماء صالحین کا عمل ہے۔

سوال: کیا مردے سنتے ہیں؟

الجواب: ادلہ شرعیہ سے مُردوں کا سننا ثابت ہے، اور انکار کرنا صرف معتزلہ کا عقیدہ ہے، ہم معترضین کے دلائل کا نمبردار جواب لکھتے ہیں۔

دلیل نمبر ا)

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ط اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

(النمل پارہ نمبر ۲۰ ع ۱، آیت ۸۰)

بے شک تمہارے سنائے نہیں سُنتے مردے اور نہ تمہارے سُنائے بہرے پکار سُنیں جب پھریں پیٹھ دے کر اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت

کرنے والے نہیں تمہارے سنائے تو وہی سُنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان

لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

اسی آیت کا شان نزول بیہقی وقت مفسر قران قاضی ثناء اللہ پانی پتی

علیہ الرحمۃ یوں لکھتے ہیں:

ای الکفار تفسیر مظہری عربی صفحہ ۱۳۱ جلد ۷ طبع انڈیا۔

الجواب:

ان الموتی والاصم کلامنھا مستعار للکافر ○

(تفسیر مظہری عربی صفحہ ۱۳۲ جلد ۷)

اِنْ تُسمِع یعنی لا تسمع ولا ینفع اسماعك القرآن احداً

☆

(تفسیر مظہری عربی صفحہ ۱۳۲ جلد ۷)

اسی آیت مبارک کے متعلق مفسر قران ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

پڑھیئے!

انك یامحمد (لاتسمع الموتی) بالقلوب ویقال کانه میّت ○

(تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۸٤) وایضاً تفسری جلالین

شریف عربی صفحہ ۳۸٤ طبع بیروت)

آیت کا شان نزول

اسی آیت کا شان نزول صاحب کمالین یوں نقل فرماتے ہیں۔

انك لاتسمع الموتىٰ هذه الاية واردة فی حق الكفار ،والمراد المطبعون علی قلوبهم فلا يخرج ما فيها من الكفر ولا يدخل ما لم يكن فيها من الايمان ملخصاً من الروح ولادلالة فی هذه الآية علی عدم سماع الموتی كلام الاحياء كما استدل بها بعض الجهلة والاحاديث الصحيحة واردة فی باب السماع ☆

(تفسير جلالين علی الكمالين صفحه ٣٢٤ حاشيه نمبر ١٠ تقيطع كلاں)

مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتفسیر سیدنا مولٰنا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے بھی یوں کیا ہے:

مُردوں سے مراد کفار ہیں جن کے دِل مُردہ ہیں۔

چنانچہ اسی آیت میں اُن کے مقابل اہل ایمان کا ذکر فرمایا:

ان تسمع الا من يؤمن بآياتنا ○

جو لوگ اِس آیت سے مُردوں کے نہ سُننے پر استدلال کرتے ہیں، ان کا استدلال غلط ہے، چونکہ یہاں مردہ کفار کو فرمایا گیا ور اُن سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سُننے کی نفی مراد نہیں ہے، بلکہ پند ونصیحت اور کلام ہدایت کے بسمع قبول سُننے کی نفی ہے، اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دِل ہیں کہ نصیحت سے منتفع نہیں ہوتے، اِس آیت کے معنیٰ یہ بتانا کہ مردے سنتے نہیں بالکل غلط ہے صحیح احادیث سے مُردوں کا سننا ثابت ہے، عدم سماع الموتی کا عقیدہ بعض جہلا کا ہے۔

(مترجم قرآن اعلیٰ حضرت صفحہ ۶۱۳ حاشیہ نمبر ۱۲۲)

نقل کردہ آیت پاک سے دو قسم کے لوگ مراد ہیں، ایک وہ لوگ جنہیں سنانا ثابت نہیں وہ کفار ہیں، دوسرے وہ لوگ جن کے لئے سُنا ثابت ہے، وہ مسلمان ہیں، جاہل لوگ انک لا تسمع الموتیٰ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں، کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے، یہ ترجمہ گرائمر کی رو سے غلط ہے کیونکہ تُسمع کا مصدر اِسماع ہے، اِس کا معنی سنا سکنا نہیں بلکہ سنانا ہے۔

اِس لئے اِسماع باب افعال کا مصدر ہے، اِس کے معنی سنا سکنا بنتا ہی نہیں مذکورہ آیت سے مِلتی جُلتی اور بھی آیات ہیں جیسا کہ سورۃ فاطر، ۲۲۔۲۳۔

ومایستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر ○

ترجمہ: زندہ اور مردے برابر نہیں بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے سُناتا ہے، اور آپ انہیں سُنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں آپ فقط ڈرانے والے ہیں۔

نقل کردہ آیات مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ جن لوگوں کو ڈرانے کا ذکر ہوا یہ وہی لوگ ہیں جن سے سُنانے کی نفی ہوئی، اور ڈرایا زندہ کو زندہ سے، نہ کہ مُردہ کو تو ثابت یہ ہوا کہ سُنانے کی نفی بھی زندہ ہی سے ہوئی نہ کہ مردہ سے، تو نذیر کا جملہ صاف بتا رہا ہے، کہ آپ زندوں کو ڈر سُنانے والے ہیں، اور سنانے کی نفی سے مراد کفار کے دِل ہیں، جو حق سُن کر قبول نہیں کرتے

،عام مسلمان بھی اپنی قبروں میں سُنتے ہیں منکرین عدم سماع الموتی کے لئے ہم احادیث نقل کئے دیتے ہیں، تاکہ اوں آں کی گنجائش باقی نہ رہے۔

عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال العبد اذا وضع فی قبره وتولٰی وذهب اصحابه حتی انه یسمع قرع نعالهم O

(بخاری شریف عربی صفحہ ۱۷۸ جلد ۱ باب المیت یسمع خفق النعال)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے، اور اُسے چھوڑ کر اس کے ساتھی واپس جاتے ہیں، تو میت ان لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے، جمہور علماء نے اس حدیث سے یہی مطلب لیا ہے لیجئے تائید مزید بھی پڑھ لیں:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان المیت اذا وضع فی قبره انه یسمع خفق نعالهم اذا انصرفواO

(فتح الباری صفحہ ۲۳۲ جلد ۳ کتاب الجنائز)

ترجمہ: بے شک میت جب قبر میں دفن کر دی جاتی ہے، اور لوگ اُسے چھور کر واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آوازیں سنتی ہے۔

نقل کردہ حدیث کی شرح امام نووی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں۔

وقد ذکر مسلم هنا احادیث کثیرة فی اثبات عذاب القبر وسماع النبی صلی اللہ علیه وسلم صوت من یعذب فیها وسماع الموتی قرع نعالهم

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے یہاں ذکر کیا ہے، بہت سی احادیث بیان کی ہیں، عذاب القبر اور سننا آواز کا جس کو عذاب دیا جاتا ہے، اور میت کا جوتوں کی آوازیں سُننا بھی مذکورہ بخاری و مسلم کی دو احادیث سے پتہ چلا کہ اہل قبور مسلمان سُنتے ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عذاب دیئے جانے والوں کی آوازیں بھی سُنتے ہیں حدیث پاک میں صوت کا جملہ سُننے پر دلالت کرتا ہے، اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی تائید بھی فرمان رسول علیہ الصلاۃ و السلام سے ہوگئی۔

جو شخص ادلہ شرعیہ سے واقف ہے، وہ تو سماع موتا کی نفی نہیں کرے گا اجہل سے ہمارا واسطہ ہی نہیں، اور عذاب قبر بھی ثابت ہو گیا، آج کل کچھ لوگ عذاب قبر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے:

کہ قرب قیامت کچھ لوگ عذاب قبر کا انکار کریں گے، اور اولاد زنا و کاری سے ہوگی، مجمع الزوائد بدور السافرہ۔

سوال: قبروں پر پھول ڈالنا کیسا؟

الجواب: قبروں پر پھول ڈالنا عند الشرع مشروع ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم ○

اور نہیں کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اُس کی پاکی بیان کرتی ہاں تم

اُس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے، ہر خشک و تر چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔

اُس کے ذکر کرنے سے اہل قبور کو فائدہ پہنچتا ہے یعنی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کا فعل ثابت ہے، حدیث حاضر خدمت ہے:

عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال انھما لیعذبان ومایعذبان من کبیر ثم قال بلیٰ اما احدھما فکان یسعی بالنمیمۃ واما احدھما فکان لایستتر من بولہ قال ثم اخذ عودا رطبا فکسرہ باثنین ثم غرز کل واحدۃ منھما علی قبر ثم قال لعلہ یخفف عنھما ما لم ییبسا ○

(البخاری شریف عربی صفحہ ۱۸۴ جلد۱ باب عذاب القبر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ نبی علیہ السلام کا دو قبر والوں پر گذر ہوا جن کو عذاب ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا اِن کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ایک تو اِن میں پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا، اور دوسرا چغلی کرتا تھا، پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری شاخ کو دو ٹکڑے کیا اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دی

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ نے فرمایا جب یہ ڈالیاں ہری رہیں گی اِن پر عذاب ہلکا ہوگا، نقل کردہ حدیث سے ثابت ہوا کہ قبر پر تر شاخ رکھنے سے صاحب قبر کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے، تو قرآن پڑھ کر ایصال ثواب کرنے سے میت

کتنی ہی گنہگار ہوگی تو بخشی جائے گی عنقریب ہم ایصال ثواب کے مسئلے پر بحث کریں گے، کہ ایصال ثواب اور دعا کا فائدہ اہل قبور کی ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی قبروں کو ہموار کرنا

سوال: کیا قبور المسلمین کو ہموار کرنا جائز ہے، عند الشرع کیا حکم ہے؟

الجواب: قبور السملمین کو زمین کے برابر کرنا قبور المسلمین کی اہانت ہے، ایسا کرنا شرعاً نا جائز ہے، نجدی وہابی لوگ قبور المسلمین کے برابر کرنے کے قائل ہیں، اور شریعت میں اکثر جھوٹ بولتے ہیں، کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے قبور کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا ہے۔

ہم نجدی وہابیوں کی دلیل نقل کرتے ہیں، تا کہ وہابیوں کے ڈھول کا پول کھل کر سامنے آجائے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وامر ببناء المسجد فقال یا بنی النجار ثامنونی فقالوا لانطلب ثمنہ الا الی اللہ فامر بقبور المشرکین فنبشت ثم با لخرب فسویت و بالنخل فقطع فصفوا النخل قبلۃ المسجد ○

(مترجم بخاری شریف صفحہ ۷۶۱ جلد ۱ ،باب من نذر/المشیۃ الی الکعبۃ وایضامترجم بخاری شریف صفحہ ۲۶۶ ،جلد ۱ / بخاری شریف عربی صفحہ ۲۵۱-۵٦۰ جلد ۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور علیہ الصلاۃ والسلام

جب مدینہ تشریف لائے اور مسجد بنانے کا حکم دیا تو بنی نجار سے فرمایا، تم اپنے باغ کی مجھ سے قیمت لے لو، انہوں نے کہا ہم تو اللہ تعالیٰ سے قیمت لیں گے۔

پھر آپ نے مشرکین کی قبریں برابر کرنے کا حکم دیا جو وہاں تھیں اور کوڑا کرکٹ برابر کر دیا گیا اور درخت کھجوروں کے کاٹ ڈالے گئے اور مسجد میں قبلے کی طرف رکھ دیئے گئے۔

مندرجہ بالا دو احادیث سے واضح ہو گیا کہ نبی مختار علیہ الصلاۃ والسلام نے قبور المشرکین کو گرانے کا حکم دیا، وہابی نجدی کی عجیب منطق ہے کہ حکم مشرکین کفار کی قبروں کو دیا، اور یہ مسلمانوں پر حکم لگاتا ہے، ان الوھابیہ قوم لا یعقلون۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کی نشاندہی فرما دی۔

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین○

(بخاری شریف عربی صفحہ ۱۰۲۴ جلد۲ باب الخوارج)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو ساری ملوق سے زیادہ بدترین مخلوق جانتے تھے، اور آپ نے فرمایا کہ جو آیات کافروں کے حق میں نازل ہوئیں یہ لوگ اُن کو مومنین پر چسپاں کرتے ہیں۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہو گیا کہ کافروں والی آیات مومنین پر

چسپاں کرنا خارجی گروہ کا ہی کام ہے، اور دین کو بگاڑنا اِن کی فطرت میں شامل ہے۔

سوال:

کیا قبور کو زمین سے بلند کرنا عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

عند الشرع قبور المسلمین ایک ہاتھ بلند ہونی چاہئیں:

حدثنا محمد قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا ابو بکر بن عیاش عن سفیان التمار انه حدثه انه رءی النبی صلی الله علیه وسلم مسنّماO

(بخاری شریف عربی صفحه ۱۸۶ جلد۱ اُردو صفحه ۶۰۱ جلد۱ باب ماجآء قبر النبی صلی الله علیه وسلم حدیث نمبر ۱۳۰۸)

ہم کو ابو بکر بن عیاش نے خبر دی، انہوں نے سفیان بن دینار سے جو کھجور فروش تھے، انہوں نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر کو دیکھا وہ اونٹ کی کوہان کی طرح تھی۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری علیہ الرحمۃ اسی حدیث کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

قبر ابی بکر وعمر رضی الله تعالیٰ عنهما مسنمین قال ابراهیم النخعی اخبرنی من رأی النبی صلی الله علیه وسلم

وصاحبيه مسنمة و كذا فعل بقبر عمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهم قال الليث حدثنی يزيد بن ابی حبيب انه يستحب أن تسنم القبور ولا ترفع ولا يكون عليها تراب كثير وهو قول الكوفيين والثوری ومالك واحمد واختاره جماعة من الشافعية منهم السری ان القبور تسنم لانها امنع من الجلوس عليهاوقال اشهب وابن حبيب احب الی أن يسنم القبرو اِن يرفع فلا بأس وقال طائوس كان يعجبهم أن يرفع القبر شيئا حتی يعلم أنه قبر و ادعی القاضی حين اتفاق اصحاب الشافعی علی التسنيم ورد عليه بان جماعة من قدماء الشافعيةاستحبوا التسيطح ○

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۰۸، ۳۰۹ جلد ٦ طبع پاکستان، حدیث نمبر ۱۳۰۹۔ مسلم شریف صفحہ ۳۱۲ جلد ۱)

ترجمہ: سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی کوہان نما تھیں، حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھے خبر دی جس نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک کو دیکھا، سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی قبریں اونٹ کے کوہان جیسی تھیں، اور اسی طرح سیدنا عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قبریں تھیں۔

حضرت لیث رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ مجھے یزید بن ابی حبیب نے خبر دی، کہ وہ قبور کو ہان نما کو مستحب سمجھتے اور نہ بلند ہو اور نہ قبر پر زیادہ مٹی ہو۔

یہ عقیدہ کوفیوں کا امام ثوری و امام مالک و امام احمد شافعیوں کی جماعت نے اختیار کیا۔

امام مزنی کہتے ہیں کہ قبور اونٹ کی کوہان نما ہونی چاہئے یہ اس لئے کہ اُس پر کوئی بیٹھ نہ سکے۔

اوراشہب وابن حبیب کہتے ہیں کہ ہم کو کوہان نما قبر ہی پسند ہے، اور اگر بلند ہو تو بھی کوئی حرج نہیں حضرت طاؤس تابعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قبر کا بلند ہونا پسند ہے یہاں تک کہ وہ پہچانی جائے کہ یہ قبر ہے ،قاضی حسین کہتے ہیں کہ اصحاب شافعی اونٹ کوہان نما قبر پر اجماع ہے اور جماعت شافعیہ نے پسند فرمایا کہ قبر زیادہ بلند نہ ہو۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوگیا ہے ،کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک شیخین رضی اللہ عنہما کی قبر مبارک ودیگر صحابہ وتابعین کی قبور زمین سے بلند ہاتھ پر تھیں،قبور کا مسنم ہونا ادلہ شرعیہ سے مسنون ثابت ہوا،اب بھی اگر کوئی وہابی کہے کہ قبور کا بلند ہونا جائز نہیں تو وہ اپنی عقل کی فاتحہ خوانی کرے،قبور کے بلند ہونے پر اکثر ائمہ دین کا اتفاق ہے، میں نہ مانو کا تو کوئی علاج نہیں، ہم نے ادلہ شرعیہ سے ثابت کر دیا ہے۔

اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما ○ اللهم اهد قومي فانهم قوم فاسقون ○

غیر مقلد وہابی جن احادیث سے قبور برابر کرنے اور

برابر کرنا اور رقبے گرانا ثابت نہیں، یہ غیر مقلدین کی اپنی اختراع ہے جو ادلہ شرعیہ سے ثابت نہیں شاہ عبدالحق محدث کا فیصلہ یہ ہے:

(اَشِعَّةُ اللمعات اُردو صفحہ ۸۷۲ جلد۲)

حدیث نمبر۱

عن عائشة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ لعن اللّٰہ الیہود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد قال ولو لا ذٰلک لابرز قبرہ غیر انی اخشیٰ ان یتخذ مسجدًا ○

(بخاری شریف عربی صفحہ ۱۷۷۰ جلد۱ ،اُردو صفحہ ۵۷۶ جلد۱ ، حدیث نمبر ۱۲۴۹۔ مرقات شرح مشکوۃ شریف صفحہ ۴۱۶ جلد۲ مشکوۃ شریف عربی صفحہ ۶۹)

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے آپ نے اپنی اس بیماری میں جس میں وفات ہوئی یہ فرمایا اللہ تعالیٰ یہود وانصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی میں یہی ڈرتی ہوں کہیں آپ کی قبر کو مسجد نہ بنائیں۔

حدیث نمبر۲

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما قال لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ

علیه و سلم زائرت القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج O

(وہ ابو داؤد والترمذی والنسائی مشکوۃ شریف صفحہ ۷۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور اُن پر مسجدیں بنانے والے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔

حدیث نمبر۳

عن ابی الهیاج الاسدی قال قال لی علیؓ ابعثك علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لا تدع تمثالاً الّا طمسته ولا قبرا مشرفا الّا سویته O

(مسلم شریف صفحہ ۱۳۲ جلد ۱)

ابو ہیاج اسدی سے روایت ہے، کہ مجھ سے علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے اس کام پر بھیجوں جس پر مجھے رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تو کسی تصویر کو بے مٹائے نہ چھوڑے اور نہ کسی قبر بلند کو برابر کیے بغیر چھوڑے۔

حدیث نمبر۴

عن جندب قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول الا ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائهم وصالحیهم مساجد

الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انهاکم عن ذلك ○

(مسلم شریف عربی)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، خبردار جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیا و صالحین کی قبروں کو مسجد بناتے تھے خبردار تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں، امام حجر شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

واستدل به علىٰ أن المستحب تسنيم القبور

(فتح الباری صفحہ ۲۵۷ جلد ۳)

اور اِس سے ثابت ہے، قبور کا ایک ہاتھ بلند یعنی کوہان نما ہونا مستحب ہے۔

حدیث نمبر ۵

عن عائشة ان ام حبيبة وام سلمة ذكرتا كنسية ورأتاهابالحبشة فيها تصاوير فذكرتا ذالك النبي صلى الله عليه وسلم فقال ان اولئك اذا كان فيهم الرجل الصالح فمات بنوا على قبره مسجدا وصوروا فيه تلك الصور اولئك شر الخلق عند الله يوم القيامة ○

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ ام حبیبہ اور اُمِ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا اس میں تصویریں تھیں تو حضور سے یہ ذکر کیا، حضور علیہ السلام نے

فرمایاان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال کرتا۔اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے اور اس میں تصویریں بناتے وہ اللہ کے نزدیک روز قیامت بدترین مخلوق ہیں۔

(فتح الباری صفحہ ۲۶۱ پارہ ۵)

حدیث نمبر ۶

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبور وان يكتب عليها وان توطء ○

(ترمذی مشکوۃ صفحہ ۱٤۹ فتاوی صدر الافاضل صفحہ ۱۹۶)

ترجمہ: حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے منع فرمایا کہ قبروں کو گچ کیا جائے اور اُن پر لکھا جائے اور انہیں روندا جائے، غیر مقلدین وہابیوں کے پاس یہ صرف چھ احادیث ہیں جن سے دلیل پکڑتے ہیں، مذکورہ تمام احادیث میں جملہ مسجد کا ہے، جو کہ صاف بتا رہا ہے کہ مسجد اسم ظرف ہے، یعنی سجدہ کرنے کی جگہ بے شک ہمارے نزدیک قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے، مسجد کے معنیٰ یہ ہوئے کہ وہ قبروں کی پوجا کرتے تھے ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے، العیاذ باللہ کون مومن ہوگا جو قبر کو معبود بنائے، یہ مسلمانوں پر افتراء ہے ان احادیث سے قبہ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، محدثین کرام ان تمام احادیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، حافظ ابن حجر شافعی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں۔

قال بيضاوی لما كانت اليهود والنصارىٰ يسجدون لقبور الانبياء تعظيما لشانهم ويجعلونه قبلة يتوجهون فی الصلوة نحوها و اتخذوها اوثانا لعنهم ومنع المسلمين عن مثل ذلك قال من اتخذ مسجد فی جوار صالح وقصد التبرك بالقرب منه لا التعظيم له و التوجه نحوه فلا يدخل فی ذلك الوعيد ☆

(فتح الباری جلد۲)

ترجمہ: امام بیضاوی علیہ الرحمۃ نے کہا جب کہ یہود ونصاریٰ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے تھے، اوران قبور کو قبلہ بنا کر نماز پڑھتے ان کی طرف منہ کر کے اورانہیں بت بنا کر پوجتے تھے، تو اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا لیکن جس شخص نے کسی صالح کے مزار کے قریب بقصد تبرک مسجد بنائی اور بہ نیت تعظیم نماز اس کی طرف پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

وجه التحليل ان الوعيد علىٰ ذلك يتناول من اتخذ قبورهم ساجدا تعظيمًا و مغالات كما منع اهل الجاهلية ثم جرهم ذلك الى عبادتهم و يتناول من اتخذ امكنة قبورهم مساجد بان تتنابش وترمى عظامهم فهذا يختص با لانبياء و يلحق بهم اتباعهم و اما الكفرة فانه لا حرج فی نبش قبورهم اذ لا حرج فی اهانتهم☆

(فتح الباری صفحه ۲٦۰ جلد۲ بحواله فتاوی صدر

الافاضل)

ترجمہ: وجہ تعلیل یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کو شامل ہے جنہوں نے انبیاء وصالحین کی قبروں کو تعظیماً مسجد بنایا جیسا کہ اہل جاہلیت کا عمل تھا، جس میں بڑھتے بڑھتے وہ ان کی عبارت ہی کرنے لگے اور یہ وعید ان کو بھی شامل ہے جو صالحین کی قبریں اکھاڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنائیں یہ ممانعت انبیاء اور ان کے متبعین کے ساتھ خاص ہے، کفار کی قبریں کھودنے میں حرج نہیں کیونکہ ان اہانت میں حرج نہیں، لیجئے ملا علی القاری حنفی علیہ الرحمۃ فیصلہ پڑھیں:

یفید أن اتخاذ المساجد بجنبها لا بأس به☆

(مرقات شرح مشکاۃ صفحہ ٤٤ جلد٢ کتاب الصلوۃ حدیث نمبر ٧٤٠)

مسئلہ صحیح یہ ہے، قبر کے ایک طرف اگر مسجد ہو تو کوئی حرج نہیں شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، لفظ مساجد کی شرح میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ پر لعنت کی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور کو سجدہ بنایا یہ اِس صورت میں ہے، کہ اِن تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے جوار میں مسجد بنانا اور اِس کی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کئے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے، تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے، اور اس کی روح پاک کا قرب و پڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں آگے لکھتے ہیں:

میت کی روح شب جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کوئی اس کی طرف سے صدقہ کرتا ہے۔

(اشعة اللمعات اُردو صفحه ۹۲۵ جلد۲)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ بناء القبر اور قبر کو لینے میں بیان کرتے ہیں:

ولا یجصص للنهی عنه (ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لابأس به وهو المختار ☆

(طحطاوی علی الدر المختار صفحه ۳۸۲ جلد۱ طبع پاکستان کتاب الجنائز)

اور گچ نہ کریں کہ منع ہے چونہ نہ کریں بلند عمارت نہ بنائیں بعض نے فرمایا حرج نہیں اور یہی مختار مذہب ہے۔

اِس طرح سراجیہ میں ہے۔

تو ہم غیر مقلدین وہابیوں سے سوال کرتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن قبور کو برابر کرنے کا حکم دیا تھا وہ ثابت کریں کہ وہ مسلمانوں کی تھیں ۔ کیونکہ کفار کی قبریں برابر کرنا جائز ہے ،مسلمانوں کی قبریں برابر کرنا یعنی نشان مٹانا توہین میں شامل ہے کفار اور مسلمانوں کی قبور کو یکساں سمجھنا قیاس مع الفارق ہے، اور بتوں سے تشبیہ دینا بے دینی ہے۔

عن القاسم قال دخلت علی عائشة فقلت یا امّه اکشفی لی

عن قبر رسول الله صلی اللہ علیه وآله وسلم وصاحبیه رضی الله عنهما فکشفته لی علی ثلثة قبور لا مشرفة ولا لاطئة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء قال ابو علی یقال ان رسول الله صلی اللہ علیه وسلم مقدم وابو بکر عند راسه و عمر عند رجلیه راسه عند رجلی رسول الله صلی الله علیه وسلم ○

(ابوداؤد ،اُدو صفحہ ٦٢٤ جلد٢۔شرح ابو داؤد علامه عینی علیه الرحمة صفحه ١٧٤ جلد٦ باب الستویه القبر)

ترجمہ: حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر کہا، میری ماں کھول دو میرے لئے قبر رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی اور اُن کے دونوں یاروں کی یعنی سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی تو کھول دیں میرے لئے تینوں قبریں تو نہ بہت بلند تھیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی تھیں، یعنی ایک بالشت بھر تھیں، اور سرخ کنکریاں ان پر بچھی ہوئی تھیں جو مدینہ منورہ کی گرد ہے، ابو علی نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام آگے ہیں اور آپ کے سر مبارک کے پاس سیدنا ابو بکر ہیں اور آپ کے دونوں قدموں کے پاس حضرت عمر فاروق ہیں تو سر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدام کے برابر ہے، تینوں صاحب ایک ہی حجرہ میں مدفون ہیں، اسی حدیث مبارک سے تین قبروں کے مسنّم ہونے کا ثبوت مل گیا لیجئے علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ کی تحقیق پڑھیں،

اسی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

قولہ قبرا مشرفاأی مرتفعاعن الارض ☆

(شرح سنن ابو داؤدصفحه ١٧٤ جلد٦)

وقال اصحابنا السنة أن يسنم القبر☆

اورفرمایا ہمارے اصحاب نے قبر کا زمین سے ایک بالشت بلند ہونا سُنت ہے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی بلند تھیں۔

جب ولید کے دور میں دیوار گر گئی تو قبر مبارک زمین سے ایک ہاتھ بلند بنائی گئی تھی سیدنا امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ابراہیم نخعی نے خبر دی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی بلند یعنی زمین سے ایک ہاتھ تھیں۔

(مذکورہ حدیث نسائی شریف عربی صفحہ ٢٨٥٠ جلد١ باب تسویہ القبور اذرفعت ترمذی صفحہ ٣٣٨ جلد١)(مسلم شریف عربی صفحہ ٣١٢ جلد١)

مذ کورة الصدر حديث لعن الله اليهود والنصارىٰ اور عن ابن عباس قال لعن رسول الله صلى عليه وسلم زائرت القبور والمتخذ ين عليها المساجد ○

اس حدیث کی شرح محمود الحسن دیوبندی نے یوں کی ہے:

(ابو داؤد شریف صفحہ ١٠٥ جلد ٢)

حاشیہ نمبر٨) المساجد قال البيضاوى ولما كانت اليهود و النصارىٰ

يسجدون لقبور انبيائهم تعظيما لشانهم ويجعلونه قبلة يتوجهون
اليها فى الصلوة ونحوها واتخذوها اوثانا لعنهم. ومنع المسلمين من
ذلك واما من اتخذ مسجدا فى جواء صالح بقصد التبرك لا التعظيم
له ولا التوجه اليه فلا يدخل فى ذلك الوعيد۔

ترجمہ: قاضی بیضاوی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ جب یہود ونصاریٰ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قبروں کو بہ نیت تعظیم سجدہ کرتے تھے ان قبور کو قبلہ بنا کر نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تھے اور انہیں بُت بنا کر پوجتے تھے، تو اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی، اور مسلمان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا لیکن جس شخص نے کسی صالح کے مزار کے قریب بقصد تبرک مسجد بنائی، اور بہ نیت تعظیم نماز اس کی طرح پڑھی وہ اس وعید میں داخل نہیں۔

(فتح الباری صفحہ ۲۶۱ جلد۲۔بحوالہ فتاویٰ صدر الفاضل
صفحہ ۱۹۸)

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہوگیا اولیاء اللہ کے قرب وجوار میں مسجد بنا کر اُس میں عبارت کرنا جائز ہے، اور کفار بتوں کی پوجا کرتے تھے، اِس لئے قبور کو سجدہ کرنا مسلمان کو منع کیا گیا ہے، قبور کو سجدہ کرنا ہمارے نزدیک حرام ہے، لیکن قبور اولیاء اللہ کو چومنا سجدہ میں شمار نہیں ہوتا، جو شخص قبور اولیاللہ کو چومنا سجدہ میں تعبیر کرے وہ ادلہ شرعیہ سے اجہل ہے، جو فعل عندالمسلمین اچھا ہو وہ عنداللہ بھی اچھا ہے، جیسا حدیث میں ہے:

ماراٰہ المسلمون حسناً وھو عنداللہ حسن، خیر الکلام قلّ

وَ دَلَّ ○

مساجد..... مسجد کی جمع ہے، جس کے معنیٰ سجدہ کرنے کی جگہ ہے

، مساجد جمع اسمِ ظرف ہے۔

اذان بر قبر

سوال:......اذان علی القبر کا کوئی ثبوت ہے تو دلائل حقہ سے بیان کریں؟

جواب:......شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں اذان علی القبر کہنے کے بے شمار دلائل ہیں۔

حدیث صحیح سے ثابت ہے:

لقنوا موتاکم لا الہ الااللہ عند الموت ○

اپنے فوت ہونے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو!۔

(مشکوۃ شریف صفحہ ۱٤٠)

اسی حدیث کی شرح ملا علی القاری علیہ الرحمۃ کی زبانی سنئے:

قال زین العرب وکذا التلقین یمکن حملہ علی ما بعد الدفن ○

زین العرب نے کہا، اسی طرح تلقین ممکن ہے، جائز ہے دفن کرنے بعد۔

(مرقات صفحہ ۸۳ جلد ٤)

تلقین علی المیت بعد الدفن جائز ہے

دلیل نمبر۲)　　　سعید بن عبداللہ اودی کہتے ہیں:

میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جس وقت وہ حالتِ نزع میں تھے انہوں نے کہا:

اے سعید میں جب مرجاؤں تو میرے ۔ اتحہ وہ کام کرو جس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے:

جب تم میں سے کوئی آدمی مرے اور تم دفن کے بعد اس پر مٹی برابر کر چکو تو ایک اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو اور کہے اے فلاں بن فلاں تو وہ سنے گا۔

مگر جواب نہ دے گا پھر دوسری مرتبہ کہے اے فلاں بن فلاں اس کو سُن کر وہ بیٹھ جائے گا۔

پھر تیسری مرتبہ کہے! اے فلاں بن فلاں تب وہ کہے گا کہ کہو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! لیکن اس کہنے کو تم نہ سُنو گے تب وہ شخص کہے یاد کرو اس عقیدہ کو جس پر تم دنیا سے نکلے اس بات کی گواہی دینا کہ خدا کے سِوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور تو راضی ہے اس بات پر کہ خدا تیرا رب ہے اِسلام تیرا دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ، اور قرآن مجید تیرا پیشوا ہے۔

یہ سُن کر منکر نکیر دونوں پیچھے ہٹیں گے ، اور ایک دوسرے سے کہے گا کہ چلو کیا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہیں تو ارشاد ہوا تو فلاں بن فلاں کہنا۔

(اتحاف السادۃ المتقین جلد نمبر ۱۰) (صفحہ ۳۶۸ بحوالہ فتاوی ملک العلماء مفتی ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ صفحہ ۳۶۳)

اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر نقل ہے:

وروی سعید بن منصور عن راشد بن سعد و ضمرۃ بن حسیب و حکیم بن عمیر قالوا اذا سوّی علیٰ قبرہ وانصرف الناس عنہ کان یستحب ان یقال للمیت عند قبرہ یافلان قل لاالہ الااللہ ثلاث مراتٍ یا فلان قل ربی اللہ و دینی الاسلام و نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ○

سعید بن منصور، راشد بن سعد ضمیر بن حسیب اور حکیم بن عمری سے روایت ہے ان لوگوں نے کہا کہ جب مُردے پر مٹی برابر کردیں اور لوگ اُس سے واپس پھریں، تو مستحب ہے، کہ میت کی قبر کے پاس یہ کہا جائے اے فلاں کہہ لا الہ الا اللہ تین مرتبہ اس کو کہیں اے فلاں کہہ میرا رب اللہ دین میرا سلام نبی میرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

قولہ: ولا یلقن بعد تلحیدہ ذکر فی المعراج انہ ظاہر الروایۃ ثم قال وفی الخبازیۃ والکافی من الشیخ الزاہد الصفار ان

هذا قول المعتزلة لان الاحياء بعد الموت عندهم مستحیل ، اما عند اهل السنة فالحديث ای لقنوا موتاکم لااله الله الله محمول على حقيقته لان اللّٰه تعالیٰ یجیبه علی ماجاء ت به الآثار وقد روی ہ علیه الصلاة والسلام انه امر بالتلقين بعد الدفن يقول يا فلان بن فلانة اذ کر دینك الذی کنت علیہ من شهادة ان لااله اللّٰه الله وان محمدا رسول اللّٰه ☆

(فتاوی شامی صفحہ ۳۶۳ جلد ا کتاب الجنائز)

آگے علامہ شامی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وان فعل لا ینهی عنه وفی الجوهرة انه مشروع عند اهل السنة ☆

اگر تلقین علی القبر کی جائے تو اُسے منع نہ کیا جائے ، جوہرہ نیرہ میں اہل سنت کے نزدیک تلقین علی القبر مشروع ہے۔

ترجمہ مذکورہ عبارت کا یہ ہے۔

معتزلہ کا مذہب ہے کہ دفن کے بعد تلقین نہ کی جائے اس لئے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ان کے نزدیک محال ہے۔

اور اہل سنت کے نزدیک لقنوا موتاکم لااله الاالله اپنی حقیقت پر محمول ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ مردہ کو زندہ کریگا۔

اور حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفن کے بعد تلقین کا حکم دیا ہے تو کہے اے فلاں بن فلاں یاد کرو اس دین کو جس پر تم

دنیا میں تھے، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔

نقل کردہ شامی کی عبارت سے واضح ہوگیا ہے، کہ تلقین علی القبر مشروع ہے۔

تلقین یا اذان علی القبر کا منکر اہل سنت سے نہیں

جو شخص تلقین علی القبر یعنی اذان علی القبر کا منکر ہے اہل سنت سے خارج ہے۔

جن سے قبر میں سوال نہ ہوگا

امام طحطاوی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ پڑھئے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے عبارت یہ ہے:

قولہ من لا یُسْئَلُ، کا لانبیاء وا لشھداء و المرابطین و ا لمطعون و المیت یوم الجمعۃ او لیلتھا ومن یقرء تبارك الملك كل ليلة ○

(طحطاوی علی الدرالمختار صفحہ ٣٦٤ جلد ١، طبع پاکستان)

قبر میں جن سے سوال نہ کیا جائے گا وہ یہ ہیں، انبیاء کرام شہداء ، مرابط طاعون والے جمع کی رات یا دن کو فوت ہونے والے، اور جو شخص سورۃ الملک ہر رات پڑھتا ہے، یہ قبر کے سوالوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور ایک

حدیث میں مؤذن کا بھی ذکر ہے۔

تلقین علی القبر کے مزید دلائل

تلقین علی القبر کے مزید دلائل حقہ ملاحظہ فرمائیں!

حدیث :عن عثمان بن عفان قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذافرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لاخیکم واسئلوا التثبیت فانہ الآن یسئل ○

(سنن ابی داؤد شریف باب الاستغار للمیت عندالقبر صفحہ ۱۰۳ جلد۲ /اُردو صفحہ ۶۲۵ جلد۲ /بیہقی شریف صفحہ ۵۶ جلد۴)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر کے پاس ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے مغفرت کی دعاء اور سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ عزوجل اِسے قول ثابت پر ثابت وقائم رکھے اس لئے کہ اس وقت وہ سوال کیا جائے گا منکر نکیر اُسے پوچھنے آئیں گے۔

امام احمد طبرانی وبیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال لما دفن سعد بن معاذ زاد فی روایة و سوی علیہ سبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسبح الناس معہ طویلا ثم کبرّ

وكبّر النّاس ثم قالوا يارسول الله لم سبحت زاد في رواية ثم كبرت قال تضايق على هذ الرجل الصالح قبر حتي فرجه الله تعالیٰ عنه○

(مسند احمد شریف صفحه ۳٦۰ جلد٤ مسند جابر حاشيه كنز العمال)

ترجمہ: جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دفن ہو چکے اور قبر برابر کر دی گئی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے، اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے رہے، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ اوّل تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے، ارشاد فرمایا:

اِس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی، یہاں تک اللہ تعالیٰ وہ تکلیف اس سے دور کر دی اور قبر کشادہ کر دی۔

علامہ طیبی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

ای مازلت اکبر وتکبرون واسبح وتسبحون حتی فرجه الله○

حدیث کے معنیٰ یہ ہیں:

برابر میں اور تم اللہ اکبر! اللہ اکبر! سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُس تنگی سے انہیں نجات بخشی۔

مذکورہ تمام کلمات اذان میں موجود ہیں، یہی کلمہ چھ بار ہے۔

تلقین علی القبر اور فقہائے کرام

تلقین علی القبر کا ثبوت فقہائے کرام کی کتب سے بھی ثابت ہیں۔

تلقین علی القبر مشروع عند اهل السنة☆

(جوهره نیره صفحه ۱۲۳ جلد۱، غاية الاوطاله صفحه

۳۹۸جلد۱)

امام ترمذی محمد بن علی

امام ترمذی نوادر الاصول میں امام اجل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں:

ویؤیده من الاخبار قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند دفن المیت اللهم اجره من الشیطان فلولم یکن للشیطان هناك سبیل ما دعا صلی اللہ علیہ و سلم بذلك، نوادر الاصول○

وہ حدیثیں اس کی موئید ہیں، جن میں وارد ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے: اے اللہ اسے شیطان سے بچا۔

اگر وہاں شیطان کا دخل نہ ہوتا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام یہ دعا کیوں کرتے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے، کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے۔

شیطان کا اذان سے بھاگنا

صحیح بخاری و مسلم وغیرہا میں سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:

اذا اذّن المؤذن ادبر الشیطان و له ضراط ○

بخاری شریف باب الاذان صفحہ ۸۵ جلد ا

اذان کا سُن کر شیطان کا بھاگنا صحیح حدیث سے ثابت ہے، عبارت یہ ہے:

عن جابر قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوة ذهب حتی یکون مکان الروحاء قال سلیمان فسئلته عن الروحاء فقال هی من المدینة ستة وثلثون میلا ○

(مسلم شریف صفحه ۱٦۷ جلد۱ باب الاذان)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے سُنا آپ نے فرمایا: بے شک شیطان جس وقت نماز کے لئے اذان کی آواز سُنتا ہے مکان روحاء تک بھاگ جاتا ہے، تو حضرت سلیمان نے مکان روحاء کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ مدینہ پاک سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شیطان کا خوف ہو تو اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

کا عقیدہ اذان علی القبر بھی ہے۔

عمل مشائخ سنت که اذان بر قبر بعد دفن می گویند۔

ملفوظات عزیزی فارسی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعد دفن قبر پر اذان دینا بزرگوں سے چلا آرہا ہے۔اوروہ حدیثیں اس عمل خیر کی اصل ہیں:

(فتاوی ملك العلماء صفحه ۳۷۱ طبع پاکستان)

عن علي مرفوعاً من مرعلى المقابر و قرء قل هوالله احد احد عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات أعطي مِن الاجر بعد د الاموات

وعن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل المقابر ثم قرء فاتحة الكتاب

(مرقات ملا علی القاری علیه الرحمة صفحه ۱۹۸ جلد٤ باب دفن الميت)

ترجمہ: سیدنا مولا علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، کہ جو شخص قبور پر گیا ہو اور قل هو الله احد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر ثواب

فوت شدہ کو ایصال کیا اُسے تمام مُردوں جتنا ثواب دیا جائے گا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی قبروں پر گیا پھر اُس نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قل ھو اللہ احد اور سورۂ الھاکم التکاثر○ پڑھ کر ان کا ثواب فوت شدہ کو ایصال کیا تو وہ تمام مومنین ومومنات اِس کی شفاعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کریں گے۔

محدث قرطبی کا فیصلہ

اسی صفحہ پر محدث قرطبی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ نقل ہے:

وقال القرطبی حدیث: اِقرئو اعلی موتاکم یسٓ ھذایحتمل ان تکون ھذہ القرءۃ عند المیت فی حال حیاتہ و یحتمل اَن تکون عند قبرہٖ کذا ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور ثم قال اختلف فی وصول ثواب القرآن للمیت فجمھور السلف و الائمۃ الثلاثۃ علی الوصول ☆

(مرقات صفحہ ۱۹۹ حدیث ۱۷۱۷)

امام قرطبی علیہ ارحمۃ نے کہا فوت شدہ پر یٰس پڑھنے والی حدیث کا احتمال وقت نزع پر ہے زندگی میں، اور احتمال ہے، بعد دفن میت کے بھی اس کو امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں نقل کیا ہے۔

مُردوں کو ثواب پہنچنے کے بارے میں اختلاف ہے مگر جمہور سلف اور تینوں امام ثواب کے پہنچنے کے قائل ہیں۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا عقیدہ

لیجئے رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا عقیدہ پڑھئے!

قال المظهر اِعلم اَنَّ زیارة المیت کزیارته فی حال حیاته ☆

(الکوکب الدری شرح جامع ترمذی صفحہ ۳۱۹ جلد ۱)

مظہر نے فرمایا تو جان بے شک میت کی زیارت کرنا جیسا کہ زندہ کی زندگی میں زیارۃ کرنا ہے اسی عبارت سے قبور کا چومنا بھی ثابت ہو گیا جب کہ زندہ بزرگ کے ہاتھ اور پاؤں چومنا عندالشرع مسنون ہیں، تو انتقال کے بعد بھی چومنا جائز ہوا۔

چند سطر آگے لکھتا ہے۔

فوت شدہ کا احترام

یستقبله بوجهه ویحترمه کما کان یحترمه فی الحیاة یجلس بعیدا منه ☆

فوت شدہ کا احترام ایسا کرنا چاہئے جیسا کہ زندہ کا ہوتا ہے، اور بوقت زیارۃ قبر سے دور بیٹھنا چاہئے، اور اپنا چہرہ صاحب قبر کی طرف

کرنا چاہئے۔

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ عبارت یوں ہے:

وبما قررته يعلم انه يسن لكل احد اتباعه صلى الله عليه وسلم فان الاصل فى افعاله صلى الله عليه التاسى الامادل - يل على الخصوصية ولا دليل ههنا فندب التاسى به صلى الله عليه وسلم فى ذلك ☆

(فتاوى حديثيه صفحه ۲۰۰ بحواله فتاوى ملك العلماء)

اور جو کچھ میں نے تقریر کیا اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے لئے مسنون ہے، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع میں قبور پر شاخ تر خرما کی رکھے اس لئے کہ اصل حضور کے افعال میں اقتدا کرنا ہے، ہاں جب کوئی دلیل خصوصیت کی ہوتو البتہ مخصوص ہوگا، اور اس جگہ کوئی دلیل تخصیص نہیں تو اس مسئلہ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اقتداء کرنا مندوب و مستحسن ہوگا۔

قبر پر قرآن ختم کرنا افضل

ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

لان قراءة القرآن تنفع فى الدنيا والآخرة ☆

(مرقاة شرح مشكوة صفحه ٦١٥ جلد ٤ باب فضائل القرآن)

بے شک قرآن کا پڑھنا دنیا و آخرت میں فائدہ دیتا ہے۔

دوسری جگہ یوں نقل فرماتے ہیں:

ان ختموا القرآن علی القبر کان افضل ☆

(مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۱۹۹ جلد ٤ باب دفن الميت)

قبر پر قرآن کریم ختم کرنا افضل ہے۔

امام ابن عابدین شامی علیہ ارحمۃ کا فیصلہ پڑھیئے۔

قد یسن الاذان لغیر الصلوۃ کما فی اُذن المولود والمهموم والمصروع والغضبان ومن ساء خلقه من انسان وبهيمة وعند مزدهم الجيش وعند الطريق قيل عند انزال الميت القبر ☆

(فتاوی شامی صفحہ ۲۸۳ جلد ۱)

ترجمہ: امام ابن عابدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ فرض نماز کے علاوہ اور جگہ اذان دینا سُنت ہے، مولود کے کان میں، غمزدہ کے لئے، مرگی والے کے کان میں، غصے والے کے پاس اور جس انسان یا حیوان کی عادت بُری ہو، جنگ کے دوران آگ لگنے کے وقت اور میت کو قبر میں اتارنے کے وقت۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی علیہ الرحمۃ تلقین علی القبر کے متعلق فرماتے ہیں:

ثابت قدم رہنے کی دعا کرنا احادیث

روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان اذا دفن میتا وقف و قال استغفروا لہ و اسئلوا اللہ لہ التثبیت فانہ الان یسئل ○

(المغنی صفحہ ۳۶۱ جلد ۲ طبع بیروت)

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت ہے کہ آپ میت کو دفن کر کے قبر پر کھڑے ہو کر اُن کے لئے بخشش طلب کرتے اور اُس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تو بے شک اَب اُس سے سوال کیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں سوال ہونے کے وقت میت کے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرنا سنت ہے۔

سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر مبارک بھی سیدنا جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مسنم بنائی یعنی زمین سے ایک ہاتھ بلند تھی، حدیث مندرجہ ذیل ہے:

عن ابن عباس رضی اللہ عنھم ان جبرئیل علیہ السلام صلّٰی بالملئکۃ علی آدم وجعل قبرہ مسنما○

(فتح القدیر شرح ہدایہ شریف صفحہ ۱۰۰ جلد ۲ باب دفن المیت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، بے شک سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے فرشتوں کے ساتھ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام پر نمازِ جنازہ پڑھی اور اُن کی قبر کو ایک ہاتھ زمین سے

بلند بنائی۔

نماز جنازہ میں تکبیریں کی تعداد

سوال:

نماز جنازہ میں کتنی تکبیریں پڑھنی سنت ہیں؟ احادیث صحیحہ سے ثابت کریں؟

جواب:

میت کی نماز جنازہ پر چار تکبیریں پڑھنا سنت ہیں، احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

لانہ علیه الصلوۃ والسلام کبر اربعا فی آخر صلوۃ صلاّ ھا استدل فی ذلك بقوله لانہ علیه الصلاۃ والسلام کبر اربعاھذا روی عن ابن عباس وعمر بن الخطاب وابن ابی حثمة وانس بن مالك رضی اللہ عنہم واما حدیث ابن عباس رضی اللہ عنه فله طرق الاول عند الحاکم فی المستدرك والدارقطنی فی سننه عن الفرات بن السائب عن میمون بن مهران عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنهم قال آخر ما کبر النبی صلی اللہ علیه وسلم علی الجنائز اربع تکبیرات وکبر عمر علی ابی بکر رضی اللہ عنهما اربعاً وکبّر ابن عمر علی عمر اربعاً وکبر الحسن بن علیّ علیٰ علیٍّ اربعا وکبر الحسین بن علیٍّ علی الحسن رضی اللہ عنهم اربعا وکبرت الملائکة

علیہم السلام علی آدم علیہ السلام اربعاً○

(النہایہ فی شرح الہدایۃ صفحہ ٤٨٧ جلد٣ طبع پاکستان)

بے شک نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی آخری نماز میں چار تکبیر ہی پڑھیں اور اس عمل سے دلیل ثابت ہے، کہ چار تکبیر علی الجنائز سنت ہیں۔

حضرت ابن عباس سے اور سیدنا عمر اور ابن ابی حثمہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے بھی چار تکبیر علی الجنائز ثابت ہیں۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند ہے، امام حاکم نے مستدرک میں اور دار قطنی نے اپنی سُنن میں فرات بن سائب نے میمون بن مہران نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے آخری نماز علی الجنائز پر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر چار تکبیر پڑھیں اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے مولا علی رضی اللہ عنہ پر چار تکبیر پڑھیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما پر چار تکبر پڑھیں اور تمام فرشتوں نے سیدنا آدم علیہ السلام پر چار تکبیر سے نمازِ جنازہ پڑھی، اور چار تکبیر علی الجنائز پر ہی اتفاق ہے۔

(کبر اربعافی التکبیر الجنائز، عمدۃ القاری جلد٦ صفحہ ١٦٠، نصب الرایہ جلد٢ صفحہ ٢٦٧، اور جز المسالك جلد٢ صفحہ ٤٤١، فتح القدیر جلد٢ صفحہ ٨٦، المغنی

جلد۲ صفحه ۳۹۲، شرح المهذب جلد٥ صفحه ۲۳۱ والتلخيص جلد۲ صفحه ۱۲۰، لمستدرك ۳۸٦، دارقطنى جلد۲ صفحه ۷۲، البيهقى جلد٤ صفحه ۳۷، طبرانى فى الاوسط نصسب الرايه جلد۲ صفحه ۲٦۷، السصبهانى فى تاريخ اصبهان)

قبورِ مسلمین پر گنبد بنانا

سوال:

کیا قبور المسلمین پر قبے وغیرہ بنانا عندالشرع جائز ہیں؟

جواب:

عندالشرع قبور المسلمین پر قبے و کتبے لگانا جائز ہیں۔

حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

امام ابن ہمام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وكذاعلى القبران احتيج الى الكتابة وفى الجامع الصغير لقاضى خان رحمة الله عليه ولاباس بكتابة شىء أو بوضع الاحجار على القبر ليكون علامة

اوراسی طرح بے شک دلیل ہے 'قبر پر کتابت کی اور جامع صغر میں فتاوی قاضی خان سے نقل ہے، کہ قبر پر کتبہ وغیرہ لکھ کر لگانے میں کوئی حرج نہیں یا قبر پر پتھر وغیرہ رکھنا یہ قبر ہونے کی علامت ہے۔

(فتح القدير شرح هدايه صفحه ۱۰۰ جلد۲)

امام بدرالدین عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

وعن الاشجعی قال رأیت قبور شهداء اُحدٍ مسنمة☆

(بنایه شرح هدایه صفحه ۵۳۷ طبع پاکستان)

امام اشجعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے قبورِ شہداء کو دیکھا جو کہ زمین سے ایک ہاتھ بلند تھیں۔

قبور المسلمین کے ایک ہاتھ بلند ہونے کے بہت سے شواہد ملتے ہیں، لیکن موجودہ نجدی حکومت نے قبور المسلمین بالخصوص قبور الشہداء کو زمین سے برابر کر دیا ہے، جو کہ قبور کی اہانت کی دلیل ہے۔

جنازہ میں فاتحہ پڑھنا

سوال:

جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟ غیر مقلدین وہابی پڑھتے ہیں ان کا عمل قرآن وسنت کے مطابق ہے؟

جواب:

سورۂ فاتحہ جنازہ میں پڑھنے کی دلیل وہابیوں کی یہ ہے:

حدثنا احمد بن منیع نا زید بن حباب نا ابراهیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن باس ان النبی صلی الله علیه وسلم قرء علی الجنازة بفاتحة الکتاب وفی الباب عن ام شریك قال ابو عیسٰی حدیث ابن عباس حدیث لیس اسناده بذلك القوی،

ابراهیم بن عثمان ھو ابو شیبة الواسطی منکر الحدیث وقال بعض اھل العلم لا یقرء فی الصلوة علی الجنازة انما ھو الثناء علی اللہ و الصلوة علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم و الدعاء للمیت و ھو قول الثوری وغیرہ من اھل الکوفة ○

(جامع ترمذی عربی صفحہ ۱۶۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھتے اور اسی باب ام شریک سے روایت ہے، محدث ابوعیسیٰ نے فرمایا کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند قوی نہیں اس حدیث میں ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ واسطی منکر الحدیث ہے، اور کہا بعض اہل علم نے کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھے بے شک نماز جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے، اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف ہے، اور میت کے لئے دعاء مغفرت ہے، اور یہ قول امام ثوری علیہ الرحمۃ اور اُن کے دوسرے اہل کوفہ کا ہے قطب الدین دہلوی غیر مقلد وہابی شاگرد اسحاق دہلوی اس حدیث کے متعلق لکھتا ہے۔

فائدہ

یعنی سورۂ فاتحہ نماز جنازے میں پڑھی جیسے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی میں گذرا یا جنازے پر بعداز نمازِ کے یا پہلے نماز کے بقصد تبرک کے پڑھی ہو، واللہ اعلم۔

ترمذی نے کہا کہ اسناد اس کے قوی نہیں اور ابراہیم کہ راوی اس حدیث کا ہے منکر الحدیث ہے، جو کچھ اس میں ثابت ہوا ہے قول ابن عباس ہی کا ہے کہ قرأۃ فاتحہ کی سنت کا ہے، یعنی جنازے اور لکھا ہے علماء نے کہ یہ قول صریح نہیں ہے، بیچ رفع کے۔

یعنی اِس قول سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ حضرت نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔

(مظاہر حق اُردو صفحہ ۵۲ جلد۲ کتاب الجنائز فصل ثانی)

ابراہیم بن عثمان راوی کو محدثین کرام نے منکر الحدیث لکھا ہے۔

(مشکوۃ شریف صفحہ ۱۴۶، ابو داؤد شریف صفحہ ۱۰۰، جلد۲، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۸، جامع ترمذی شریف صفحہ ۱۶۷، تقریب التہذیب لابن حجر صفحہ ۲۲ نسائی شریف صفحہ ۲۸۱ جلد۱)

مذکورہ بالا حدیث کا راوی بالاتفاق منکر الحدیث ہے، جو کہ عندالشرع حجت نہیں ہے۔

دوسرے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے، قول مرفوع نہیں تو حدیث کی حجت خود بخوب ختم ہوگئی۔

غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح نہیں ہے، سورۂ فاتحہ علی الجنازہ پڑنے کے متعلق امام مالک رضی اللہ عنہ کا فتویٰ پڑھیئے عبارت مندرجہ ذیل ہے:

اِنَّ زید بن اسلم حدثه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی الصلاة علی المیت اخلصوا له بالدعاء قال ابن وهب عن رجال مِن اهل العلم عن عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و عبدالله بن عمر و فضالة بن عبید و ابی هریرة و جابر بن عبدالله و واثلة بن الاسقع و القاسم بن محمد و سالم بن عبدالله و ابن المسیب و ربیعة و عطاء بن ابی رباح و یحی بن سعید انهم لم یکونوا یقرء ون فی الصلوة علی المیت قال ابن وهب و قال مالك لیس ذلك بمعمول به ببلدنا انما هو الدعاء، ادرکت اهل بلدنا علی ذلك۔

(المدونة الکبری علی مقدمات ابن رشد، صفحہ ۲۵۱ جلد ۱ طبع بیروت)

بے شک حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرمایا نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے نمازِ جنازہ میں میّت پر خالص دعا کرو ابن وہب نے کہا اہل علم لوگوں سے بیان کیا جن میں حضرت عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عمر اور فضالہ بن عبیدہ اور ابی ہریرہ اور جابر بن عبداللہ اور واثلہ بن اسقع اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور ابن المسیب اور ربیعۃ اور عطا بن رباح اور یحی بن سعید رضی اللہ عنہم یہ تمام صحابہ و تابعین علیہم الرضوان نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے، سوائے دعاء کے، ابن وہب اور امام مالک نے فرمایا۔

ہمارے شہروں میں قرأۃ کرنے کا معمول نہیں ہے، سوائے دُعاء اور

میں نے اپنے شہروں میں اسی پر لوگوں کو عمل کرتے پایا ہے، فقہائے احناف رحمہم اللہ علیہم کا فتویٰ بھی یہی ہے:

ولا یقرء فیہا القرآن ولا قرء الفاتحة بنیة الدعاء فلا باس به و إن قرء ها بنیة القراءة لا یجوز لانہا محل الدعاء دون القرآءة کذا فی محیط السرخی☆

(فتاوی عالم گیری عربی صفحہ ١٦٤ برحاشیہ قاضی خان طبع پاکستان الباب الخامس فی الصلوة علی ا لمیت)

نمازِ جنازہ میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں اگرچہ سورۃ فاتحہ بھی پڑھے اگر بہ نیت دعا پڑھے کوئی حرج نہیں اور اگر بہ نیّت قرأت پڑھے تو جائز نہیں کیونکہ نمازِ جنازہ محل دُعا ہے، قرأۃ کے علاوہ، امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں!

وقد روی الحسن بن زیاد عن ابی حنیفة فی صلاة أنه لوقرء الفاتحة بدلا عن الثناء لا بأس وفی فتاوی سمرقندی من قرء فی الصلاة الجنازة بفاتحة الکتاب ان قرء بنیة الدعاء فلاباس وان قرء بنیة القرءة لا یجوز أن یقرء لانّ الصلاة الجنازة محل الدعاء ولیس بمحل القرأة☆

(فتاوی تاتارخانیه صفحه ١١٩ جلد٢)

حضرت حسن بن زیاد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

بے شک نماز جنازہ میں ثناء کے بدل سورۃ فاتحہ پڑھے تو کوئی حرج

نہیں۔

اور فتاوی سمرقندی میں ہے کہ جو کوئی نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ بہ نیت دعاء پڑھے تو حرج نہیں، اور اگر بہ نیت قرأۃ پڑھے تو جائز نہیں ہے۔

بے شک نمازہ جنازہ محل دعاء ہے محلِ قرأت نہیں۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی

اسی طرح رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے:

اختلفت الائمة فی قراءة الفاتحة فی صلاة الجنازة فاحبها الشافعی واحمد و انکرها الحنیفة و مالك و ممن کان لا یقرء وینکر عمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب وابن عمر وابو هریرة وغیرهم وقال مالك قراءة الفاتحة لیست معمولا بها فی بلدنا فی صلوة الجنازة☆

(الکوکب الدرری صفحه ۳۱۳ جلد ۱)

مذکورہ عبارت سے بعینہٖ ترجمہ ملتا ہے۔

تکبیراتِ جنازہ کتنی ہیں؟

سوال:

جنازہ میں کتنی تکبیرات ہونی چاہئیں، احادیث میں پانچ وسات وغیرہ کا بھی ذکر ہے؟

جواب:

تمام اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کا اجماع ہے، کہ جنازہ

میں چار تکبیریں ہونے پر کثیر دلائل ہیں:

رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے اُمت کا اجماع نقل کیا ہے، حوالہ یوں ہے:

قال ابن عبد البر وانعقد الاجماع بعد ذلك على اربع واجمع الفقهاء و اهل الفتوىٰ بالامصار على اربع على ماجاء فى الاحاديث الصحاح ☆

(الکوکب الدری صفحہ ٣١٣ جلد١)

امام قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

تکبیرات جنازہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اختلاف ہے، تین سے نو تک لیکن محدث ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ نے چار تکبیرات فی الجنازہ میں اُمت کا اجماع اور فقہاءِ کرام واہل الفتوی کا اجماع ثابت کیا ہے، جس مسلمان کے جنازے میں چھ مرد یا چالیس یا سو مرد شامل ہوں اللہ تعالیٰ اُس میت کو اُن کی گواہی سے بخش دیتا ہے والنظم فی کتب الاحادیث جو مرد یا عورت مسلمان جمعہ کی رات یا دن کو فوت ہوگا وہ عذاب قبر سے محفوظ ہوگا۔

قال ابن عابدين قال اهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسوال منكر ونكير وضغطة القبر حق لكن ان كان كافراً فعذابه يدوم الى يوم القيامة ويرفع عنه يوم الجمعة وشهر رمضان، لكن ينقطع عنه العذاب يوم الجمعة و ليلتها ثم لا يعود ☆

(الکوکب الدری صفحہ ٣٢٥ جلد١ باب فی من یموت یوم

الجمعة)

امام ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ فرمایا اہل سنت والجماعت کو عذاب قبر حق ہے،اور سوال منکر ونکیر اور ضغطہ قبر حق ہے لیکن اگر کافر ہوگا تو اُس کو ہمیشہ قیامت کے دن تک عذاب ہوگا،اور کافر کو یوم جمعہ اور رمضان کے مہینے میں عذاب نہیں ہوگا لیکن یوم جمعہ اور رات کو پھر عذاب نہیں ہوگا یعنی عذاب القبر سے محفوظ رہے گا۔

کیونکہ جمعہ سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی خِلقت کا دن ہے، جمعہ عید مساکین ، جمعہ غریبوں کی خوشی کا دِن ہے،اور جمعہ حضور علیہ السلام پر کثرت سے درود شریف پڑھنے کا دِن ہے۔

جمعہ کے دِن کی بہت سی برکتیں ہیں

زیارتِ قبور کا دن جمعہ

جمعۃ المبارک زیارت القبور کرنے کا دِن بھی ہے۔

جو شخص جمعہ کے دِن اپنے والدین کی قبور کی زیارت کرے گا اُس کے سابقہ گناہ، معاف ہو جائیں گے،اور اُس کا نام نیکوں میں لکھ دیا جائے گا۔

(مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور صفحہ ۱۵٤ عن محمد بن نعمان)

سوال:

کیا میت کی کفنی لکھنے سے میّت کو کوئی فائدہ ہوتا ہے؟

جواب:

عہد نامہ رکھنا کفن میں یا کفن پر کلمہ وغیرہ لکھنے سے میّت کو فائدہ ہوگا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں عبارت یہ ہے:

لو کتب علیٰ جبهة المیّت أو علی عمامته أو کفنه عهدنامه یرجی أن یغفر اللّٰه تعالیٰ للمیّت ویجعله آمنا مِن عذاب القبر وایضاً اوصی بعضهم اَن یکتب فی جبهته وصدره بسم اللّٰه الرحمن الرحیم ففعل ثم رُئِیَ فی المنام فسئل فقال لما وُضِعتُ فی القبر جاء تنی ملائکة العذاب فلما رء وا مکتوبا علی جبهتی بسم اللّٰه الرحمن الرحیم قالو أمنت من عذاب اللّٰه ☆

(رد المحتار علی در المختار صفحه ٦٦٨ جلد١)

اگر میت کے چہرے، عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا جائے، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کو بخش دے اور عذاب قبر سے امن دے گا۔

بعض لوگوں نے چہرے پر یا سینے پر بسم اللہ کی وصیت کی تو اُن کو خواب میں دیکھا گیا ور اُن سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا جب مجھے قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تو انہوں نے دیکھا میرے چہرے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم شریف لکھی ہوئی تھی تو فرشتوں نے کہا تجھے عذاب اللہ امن دیا گیا ہے، مذکورہ عبارت سے پتہ چلا کہ قرآن مجید کفن پر لکھنے سے میت سے عذاب اللہ سے محفوظ ہو جاتی ہے، اگر عہد نامہ بھی لکھ دیا جائے تو بھی

عذاب قبر سے محفوظ ہو جائے گی اگر قرآن پڑھ کر بخشا جائے تو بھی میت کو فائدہ ہوگا۔

سوال:

میّت کو دفن کے بعد دوسری جگہ لے جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:

قال شمس الائمة السرخسی رحمه الله تعالیٰ وقول محمد رحمه الله تعالیٰ فی الکتاب لاباس بان ینقل المیت قدر میل أومیلین☆

(فتاویٰ عالمگیری علی القاضی خان صفحه ۱۹۵ جلد۱، طبع پاکستان)

حضرت شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ اور امام محمد علیہ الرحمۃ کا قول اپنی کتاب میں نقل ہے۔

کہ کوئی حرج نہیں میّت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے میں جب کہ فاصلہ ایک میل یا دو میل کا ہو۔

(فتاوی ملك العلماء صفحه ۳۵۸)

سوال:

کیا میّت اپنی چار پائی پر کلام کرتی ہے، اگر کرتی ہے، تو غسل دینے کا مطلب کیا ہوگا؟

جواب: امیر المؤمنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ نے

بخاری شریف میں پورا ایک باب میّت کے کلام کرنے میں باندھا ہے۔

انہ سمع ابا سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا وضعت الجنازۃ فاحتملھا الرجال علیٰ اعناقھم فان کانت صالحۃ قالت قدّمونی و ان کانت غیر صالحۃ قالت لاھلھا یا ویلھا این تذھبون بھا، یسمع صوتھا کل شیء الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق ○

(باب قول المیّت وھو علی الجنازۃ بخاری اُردو صفحہ ۵۷۲ جلد ۱ کتاب الجنائز)

انہوں نے اپنے باپ انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سُنا انہوں نے کہا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جب میّت چار پائی پر رکھی جاتی ہے، پھر مرد اپنی گردنوں پر اٹھالیتے ہیں، اگر وہ نیک ہوتا ہے، تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے، ہائے خرابی مجھے کہاں لئے جاتے ہو، اس آواز کو ہر مخلوق سنتی ہے، صرف آدمی نہیں سُنتا اگر سُنے تو بے ہوش ہو جائے۔

(بخاری عربی صفحہ ۱۷۵ جلد ۱ ،بیھقی سنن صفحہ ۲۱ جلد ٤)

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ میّت غسل و کفنانے کے بعد بھی زندہ ہوتی ہے، اور کلام کرتی ہے، تو جنازہ زندہ کا ہی پڑھا جاتا ہے، پھر وہ قبر میں جانے کے بعد اپنے عزیز و اقارب کے جوتوں کی آواز بھی سُنتا ہے۔

دعا بعد نمازِ جنازہ

سوال:

کیا دعا بعد نمازِ جنازہ مانگنا ثابت ہے، تو دلیل شرعی سے ثابت کریں!؟

جواب:

غیر مقلد وہابی کہتے ہیں، نمازِ جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں یہ اُن کا شریعت مطہرہ پر افتراء ہے، ہم پہلے قران کریم سے ثابت کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں دعا مانگنے کا حکم مطلق ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ○

جب بھی دعا مانگنے والا مجھ سے مانگے میں قبول کروں گا۔

یہاں حکم مطلق ہے۔ مطلق جمیع اوقات کو شامل ہوتا ہے، خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، ہم اپنے عقیدے کی تائید میں حدیث مبارک پیش کرتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم علی المیّت فاخلصوا لہ الدعآء○

(ابو داؤد شریف صفحہ ۱۰۰ جلد۲ ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۰۹ ،مشکوۃ شریف صفحہ ۱۴٦ مرقات صفحہ ۱٦۱ جلد ٤ ، مظاھر حق صفحہ ۵۲ ،جلد۲ ،باب المشی الجنازۃ

فصل ثانی)

مذکورہ حدیث کی اگر ترکیب کی جائے تو بھی دعاء بعد جنازہ مانگنا ثابت ہے کیونکہ اذا حرف شرط ہے، اور فا جزاء ہے، شرط مقدم ہے اور جزاء مؤخر ہے، اور فاء صرف تعقیب الوصل کے لئے ہے، صلّیتم ماضی جمع حاضر کا صیغہ ہے، تو ترجمہ یوں ہوا کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو فوراً بعد میت کے لئے خاص دعا کرو، کیونکہ نماز جنازہ میں مجموعی دعا ہے، اللھم اغفرلحینا الی آخرہ اور لہٗ کی ضمیر واحد کی ہے، جو واحد کے لئے دعا مانگنے پر دلیل ہے۔

اِس حدیث سے دعا بعد نماز جنازہ مانگنا ثابت ہوگیا، اب اُں آں کرنے کی گنجائش باقی نہ رہی۔

غائبانہ نماز جنازہ

سوال:

غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنا شریعت میں کیسا ہے؟

جواب:

غائبانہ جنازہ پڑھنے کا شریعت میں کوئی جواز نہیں محدثین کا اِس بات پر اجماع نقل ہے، کہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی میت حاضر تھی، اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا نماز جنازہ پڑھنا خصوصیت پر محمول ہے، نجاشی رضی اللہ عنہ والی حدیث کے متعلق علمائے اہلِ سنت کا عقیدہ پڑھیے اور معاویہ بن معاویہ

لیثی رضی اللہ عنہ کے جنازے سے غیر مقلد وہابی دلیل پکڑتے ہیں، ہم حدیث نقل کر کے ثابت کرتے ہیں۔

حدثنا یزید بن هارون انبأ العلا ابو محمد الثقفی قال سمعت انس ابن مالك قال كُنّا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم بتبوك فطلعت الشمس بضياء و نور وشعاع لم ارها طلعت بضياء ونورٍ وشعاع لم ارها طلعت فيما مضى فقال ذاك إن معاوية بن معاوية الليثى مات بالمدينة اليوم فبعث الله عزوجل اليه سبعين الف ملك يصلون عليه○

(سُنن الکبریٰ بیہقی کتاب الجنائز صفحه ٥٠ جلد٤ طبع پاکستان)

اسی صفحہ پر حدیث نجاشی رضی اللہ عنہ والی نقل ہے:

عن جابر بن عبداللہ ابو محمد ثقفی نے یزید بن ہارون نے کہا سنا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے ہم رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تبوک کے مقام پر تھے، سورج بڑی چمک دھمک سے طلوع ہوا اس سے پہلے ایسا طلوع نہیں ہوا، تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے تو سرکار نے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا میں نے سورج کو ایسا چمک دھمک سے پہلے طلوع ہوتے نہیں دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی مدینہ طیبہ میں حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ کا انتقال آج ہوا ہے، تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اُس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں۔

مذکورہ حدیث کے دوراوی مجروح ہیں اور قابل حجت نہیں، العلاء بن زید ثقفی فذکرعن البخاری انہ منکر الحدیث اور دوسری سند میں محبوب بن ہلال المزنی فذکرعن البخاری انہ لایتابع علی ہذ الحدیث علامہ جوہرالنقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

فی تمهید ابن عبد البر اهل العلم يقولون هذا مخصوص بالنبی علیه السلام ودلائله فی هذه المسئلة واضحة لايجوز اَن يشرك النبی علیه السلام فیها غیره☆

آگے چل کر فرماتے ہیں:

هذا يدل علی انه مخصوص به ولا يشاركه فيه غيره☆

امام جوہرالنقی علیہ الرحمۃ نے فیصلہ فرمادیا ہے، کہ اِس فعل میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا، یہ فعل نبی کریم علیہ السلام کا خاصہ ہے۔

نمازِ جنازہ میں رفع یدین

سوال: نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع کرنا کیسا ہے؟

جواب: نماز جنازہ میں صرف ایک بار رفع الیدین کرنا جائز ہے۔

علامہ ابن قدامہ علیہ ارحمۃ المتوفی ۶۳۰ھ فرماتے ہیں:

اجمع اهل العلم ان المصلی علی الجنائزيرفع يديه فی اوّل تكبيرة يكبرها، وقال مالك والثوری وابو حنيفة لايرفع يديه اِلا فی الاولی لان كل تكبيرة مقام ركعة ولا ترفع الايدی فی جميع

الرکعات ☆

(المغنی صفحہ ۳۷۳ جلد۲ برحاشیہ الشرح الکبیر)

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھنے والا جنازہ میں صرف ایک بار اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اور امام مالک وثوری وابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے، کہ جنازہ میں نہ ہاتھ اُٹھائے جائیں صرف ایک بار تحقیق ہر تکبیر رکعت کے قائم مقام ہے، اور نہ ہاتھ اٹھائے جائیں جمیع رکعات میں۔

امام بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ کی تحقیق مندرجہ ذیل ہے۔

ولا یرفع یدیہ اِلا عند تکبیرۃ الاحرام لماروی الترمذی عن ابی ھریرۃ مرفوعاً اذا صلی علی جنازۃ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ زاد الدار قطنی ثم لا یعود وفی المبسوط أن ابن عمر وعلیاً رضی اللہ عنہما قالا لاترفع الید فیھا الا عند تکبیرۃ الاحرام، وعن النخعی والحسن بن صالح أن الرفع فی الاولی فقط وحکی ابن المنذر الاجماع علی الرفع فی اوّل تکبیرۃ O

(عمدۃ القاری کتاب الجنائز باب سنۃ الصلاۃ علی الجنازۃ صفحہ ۱۷۰ طبع پاکستان)

ہاتھ نہ اُٹھائے جائیں مگر تکبیر تحریمہ کے وقت جب کہ روایت کیا ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً جب نماز جنازہ پڑھی جائے تو صرف ایک بار ہاتھ اُٹھائے جائیں، اور امام دار قطنی نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ، پھر نہ اُٹھائے جائیں اور مسبوط امام سرخسی میں نقل ہے کہ بے شک ابن عمر

وعلی رضی اللہ عنہما دونوں نے فرمایا کہ نہ ہاتھ اُٹھائے جائیں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت امام نخعی وحسن بن صالح سے ہے، کہ بے شک ہاتھ نہ اٹھائے جائیں ،مگر پہلی بار ابن منذر نے بیان کیا پہلی بار رفع یدین کرنے پر اجماع ہے مذکورۃ الصدر حدیث، جامع ترمذی صفحہ ۱۴۷ پر نقل ہے۔

نقل کردہ تمام عبارات سے ثابت ہوگیا کہ نماز جنازہ میں ایک بار رفع یدین کرنا سُنت ہے، ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا مسنون نہیں ہے۔

زندوں کے عملوں کا فوت شدہ پر پیش ہونا

سوال: کیا زندوں کے اعمال فوت شدہ پر پیش ہوتے ہیں؟

جواب: زِندوں کے اعمال فوت شدہ پر پیش ہوتے ہیں، حدیث مبارک مندرجہ ذیل ہے:

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعمالكم تعرض على عشائركم واقربائكم فى قبورهم فان كان خيرا استبشروا بذلك وان كان غير ذلك قالوا اللهم ان يعملوا بطاعتك ○

(مسند ابو داؤد طيالسى صفحه ٢٤٨ ،حديث نمبر ١٧٩٤ وايضاً)

ان اسامة بن زيد فقال انى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم يوم الاثنين والخميس وقال ان الاعمال تعرض يوم الاثنين والخميس ○

(مسند ابو داؤد طیالسی صفحہ ۸۸ حدیث ۶۳۳ صفحہ

۳۱۶ حدیث نمبر ۲۴۹۳)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے سک تمہارے اعمال تمہارے رشتے داروں اور قریبیوں پر پیش کئے جاتے ہیں، اگر وہ نیک اعمال ہوں تو وہ اُس سے خوش ہوتے ہیں، اگر نیک اعمال نہ ہوں تو وہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں، اے اللہ تو اِن کو نیکی کرنے کی توفیق عطا فرما۔

فائدہ:

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ نیک کاموں کے لئے دن مقرّر کرنا جائز و مسنون ہے۔

نمبر۲۔ اِس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زندوں کے اعمال فوت شُدہ پر یعنی زندوں پر قبروں میں پیش کئے جاتے ہیں۔

نمبر۳۔ زندوں کے نیک اعمال سے اہل قبور خوش ہوتے ہیں۔

نمبر۴۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اہلِ قبور زندوں کے لئے نیکی کرنے کی دُعائیں کرتے ہیں۔

نمبر۵۔ زندوں کی دعائیں فوت شدہ کو پہنچتی ہیں اور فوت شدہ کی دعائیں زندوں کو پہنچتی اور نفع دیتی ہیں۔

نمبر۶۔ اِس حدیث سے ایمان والوں کی حیات فی القبر ثابت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا فرمان ہے حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال مرّ النبی صلی الله علیهو سلم بقبور بالمدینة فاقبل علیهم بوجهه فقال السلام علیکم یا اهل القبور یغفر الله لنا و لکم ○

(مرقات شرح مشکوۃ صفحه ۲۵۳ جلد٤)

ترجمہ: حضرت ابن عباس مفسر قرآن رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک دفعہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام مدینہ طیبہ کی قبور پر گذرے تو اُن کی طرف اپنا چہرہ انور کر کے آپ نے دعا پڑھی سلامتی ہو تم پر اے اہلِ قبور، اللہ تعالیٰ ہم اور تم کو بخش دے۔

فائدہ:

اس حدیث پاک سے تین مسئلے ثابت ہوئے۔

نمبر۱......اہل قبور کو یا حرف ندا سے پکارنا جائز ہوا۔

نمبر۲......اہلِ قبور مسلمین کے لئے دعائے مغفرت مانگنا مسنون ہے۔

نمبر۳......اہلِ قبور کو دعا پہنچنا ثابت ہوا۔ وایضاً۔

عن محمد بن النعمان یرفع الحدیث اِلی النبی صلی الله علیه وسلم قال من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفرله

وکتب برًّا ○

(مشکوۃ صفحہ ۱۵٤ مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۲۵٦، طبع پاکستان)

ترجمہ: محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اِس کو حضور علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص اپنے والدین کی قبر کی زیارت یا اُن میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو تو اُس کی بخشش کی جاتی ہے اور نیکی کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

فائدہ:

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ والدین کی قبروں کی زیارت کرنے سے بخشش ہو جاتی ہے اور قبروں کی زیارت جمعہ کو کرنی سُنت ہے۔

اس حدیث سے ملتی جُلتی اور حدیث ملاحظہ فرمائیں!

من حدیث عمر وبن حزم قال رءانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبر فقال اِنزل عن القبر فلا تؤذِ صاحب القبر ولا یوذیك ○

(عمدۃ القاری صفحہ ۲۵٤ جلد٦ مظاہر حق صفحہ ٦٤ جلد۲)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا دیکھا مجھ کو نبی علیہ السلام نے قبر پر بیٹھے ہوئے تو آپ نے فرمایا قبر سے نیچے اتر جا، نہ تکلیف دے صاحب قبر کو وہ تجھ کو تکلیف نہ دے۔

مذکورہ: حدیث سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا، کہ قبر پر بیٹھنے سے صاحب قبر کو تکلیف ہوتی ہے، اور وہ تکلیف دینے والے کے لئے بددُعا کرتا ہے، اگر قبر والا زندہ نہیں ہوتا تو تکلیف دینا چہ معنیٰ دارد۔

لفظ یوذیك اِس بات پر دلیل ہے، کہ زندہ ہی زندہ کو تکلیف دے سکتا ہے، مردہ کا تکلیف دینا بے معنی جملہ بنتا ہے۔

جب کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام صاحب قبر مسلمان کو زندہ فرماتے ہیں:

نہ ماننے والا رسول علیہ الصلاۃ والسلام کا نافرمان ہوا، جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ہے وہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کا بھی نافرمان ہوا۔

قرآن کریم: میں آیت اس پر شاہد ہے۔

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ○

لفظ سلام اِس بات کی وضاحت کرتا ہے، کہ سلام زندوں کو ہے علیکم کا جملہ حاضر مخاطب کا ہے، اور حدیث مذکورہ میں بھی جملہ السلام علیکم یا اھل الدیار المسلمین ہے، جو کہ صحاح کی حدیث ہے، اِس میں بھی علیکم حاضر کو خطاب ہے، غائب کو نہیں ہے، دلائل حقہ سے ثابت ہوا کہ اہل ایمان اپنی قبور میں زندہ ہیں، اِن کو زندہ نہ ماننے والا شریعت مطہرہ سے اُجہل ہے، اور صراط مستقیم سے اُس کا دور سے بھی واسطہ نہیں۔

سوال: کیا جنازے کو لے جاتے وقت میّت کا سر آگے کی طرف ہونا چاہیئے؟

جواب: جنازہ لیجاتے وقت میت کا سر اگلی طرف ہونا چاہئے چاہے مشرق کی طرف لیجاتے ہوں، میّت کا اعزاز اسی بات میں ہے، پاؤں چاہے کدھر ہوں سر آگے ہونا چاہئے، فقہائے کرام علیہم الرضوان کا فرمان نقل کیا جاتا ہے، تاکہ تسلّی ہوجائے۔

وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس کذا فی المضمرات ولا بأس بالرکوب فی الجنازة والمشی افضل ویکره ان یتقدم الجنازة راکبا کذا فی فتاوی قاضی خان ویکره النوحُ والصیاح وشق الجیوب فی الجنازة ومنزل المیّت فأما البکاء من غیر رفع الصوت فلا بأس به والصبر افضل کذافی التاتار خانیه، واذا وضعت الجنازة علی الارض عند القبر فلا بأس بالجلوس وانما یکره قبل أن توضع عن مناکب الرجال کذافی الخلاصة الفصل الرابع فی حمل الجنازة ☆

(فتاوی عالمگیری عربی صفحہ ۱۶۲ جلد اطبع پاکستان ۱۳۹۸)

جنازہ اُٹھا کر چلتے وقت میّت کا سر آگے ہونا چاہئے مضمرات میں ہے، اور کوئی حرج نہیں جنازہ کے ساتھ سوار ہو کر چلنے میں لیکن پیدل چلنا افضل ہے، اور مکروہ ہے جنازہ کے آگے سوار ہو کر چلنا فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

اور مکروہ ہے بلند آواز سے رونا اور چیخنا اور گریبان پھاڑنا جنازہ میں میّت کو قبر میں اُتارتے وقت لیکن بغیر بلندِ آواز سے رونے میں حرج نہیں اور صبر کرنا بہتر ہے، فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔

اور جس وقت میّت کو قبر کے پاس زمین پر رکھا جائے اُس وقت بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور مکروہ ہے، بیٹھنا جنازہ کو زمین پر رکھنے سے پہلے خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے، اور میّت کی چار پائی کو چار آدمیوں کا اٹھانا سنت ہے۔

قبر میں اتارنے کے بعد مٹی ڈالنا بھی سنت ہے، اور قبر پر پانی چھڑکنا اور نشانی کے لئے پتھر وغیرہ رکھنا مسنون و مشروع ہے۔

بعد دفن دعا مانگنے کے دلائل

بعد دفن قبر پر کھڑے ہو کر دعا مانگنا عند الشرع جائز ہے۔

قال عثمان رضی اللہ عنہ و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ مِن دفنِ المیّت قال استغفروا لمیّتکم وسلوا لہ التثبیت فانہ الآن یسئل ○

(سنن الکبریٰ بیہقی صفحہ ٥٦ جلد٤ باب دفن المیّت)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مذہب پڑھیے آپ فرماتے ہیں:

سئل احمد عن الوقوف علی القبر بعد ما یدفن یدعی للمیت قال لا بأس بہ☆

(المغنی صفحہ ٣٨٥ جلد٢)

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دعاء مانگنا کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

قبر پر کھڑے ہو کر دعا مانگنے کی دلیل مندرجہ ذیل ہے:

وروی ابو داؤد باسنادہ عن عثمان قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دفن الرجل وقف علیہ وقال استغفروا لاخیکم و اسئلوا له التثبیت فانه الآن یسئل و روی الخلال باسناده ومسلم والبخاری عن السری قال لما حضرت عمر وبن العاص الوفاۃ قال اجلسوا عند قبری قدر ماینحر جزور و یقسم فانی استانس بکم ○

(المغنی لابن قدامہ صفحہ ۳۸۵، مسلم شریف صفحہ ۷۶، مشکوۃ صفحہ ۱۴۹)

ابوداؤد نے صحیح سند سے نقل کیا ہے، سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہوتے تھے، اور فرماتے تم اپنے بھائی کے لئے بخشش مانگو اور اُس کے لئے ثابت قدم رہنا بھی مانگو بے شک وہ اب سوال کیا جاتا ہے اور خلال نے سند سے بخاری و مسلم میں روایت کیا کہ سری سے کہا انہوں نے کہ حضرت عمرو بن عاقص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جب وقتِ نزع طاری ہوا تو آپ فرمایا میری قبر کے پاس اتنی دیر کھڑے رہنا کہ اونٹ ذبح کر کے اِس کا گوشت تقسیم ہو جائے تو میں تم سے مانوس ہونگا۔

اسی حدیث کی شرح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

حتی استانس بکم ای بدعائکم واذکار کم وقرائتِکم واستغفارِ کم

تم لوگوں سے مراد تمہاری دعاء تمہارے اذکار اور تمہاری قراءت تمہاری استغفار سے اُنس حاصل کرنا ہے۔

یعنی چاہئے کہ اتنی دیر تک خاموش بیٹھے نہ رہیں دعا کریں اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کریں۔ قرآن مجید کی تلاوت کریں بخشش کی دعا کریں۔

امام نووی علیہ الرحمۃ اِس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

منهااستحباب المكث عند القبر بعد الدفن لحظة☆

(مسلم شریف صفحہ ۷۶ جلد ۱)

آگے نقل کرتے ہیں:

ماذكرلماذكرفيه ان الميت حينئذٍ يسمع من حول ا لقبر☆

اِس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ فوت شدہ اردگرد کی باتیں بھی سُنتا ہے۔

امام تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ اِسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فقد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال انس ما يكون الميت فى قبره اذا زاره من كان يحبه فى دار الدنيا○

(شفاء السقام عربی صفحه ۸۷ مطبوعه پاکستان الباب الخامس)

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

قبر میں فوت شدہ کا زیادہ جی بہلنے کا وہ وقت ہوتا ہے جب زیارت کو

وہ شخص آئے، جسے دُنیا میں دوست رکھتا تھا۔

عن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی اللهعلیه وسلم ما مِن رجل یزور قبر اخیه ویجلس علیه استانس به ورد علیه حتی یقوم۔

(ابن ابی ابی کتاب القبور بحواله فتاوی ملك العلما صفحه ۳۸۲ کتاب المحظر والاباحة)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، جو مسلمان اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کو جائے ،اور اُس کے پاس بیٹھے تو وہ فوت شدہ اس سے اُنس کرتا ہے، اِس کا دل اُس کے بیٹھنے سے بہلتا ہے،اور جب تک وہ اس کے پاس سے اٹھے،اُس کا جواب دیتا ہے۔

بااین الفاظ متقاربہ شرح احیاء العلوم میں نقل ہیں۔

بیہقی ابوداؤد ہاشم بن محمد سے راوی ہیں:

قال سمعت رجلا مِن اهل العلم یقول انه کان یزور قبر ابیه فطال علیه ذلك قال قلت ازور التراب فاریته فی منامی فقال یا بنی ما لك لا تفعل کما کنت تفعل فقلت اتزور التراب فقال لا تقل ذلك یا بنی فوالله لقد کنت تشرف علیّ فبشرنی بك جیرانی ولقد کنت تنصرف فما ازال اراك حتی تدخل الکوفة۔

(فتاوی ملك العلماء صفحه ۳۸۲، شرح احیاء العلوم صفحه ۳۶۷)

ترجمہ: ہاشم بن محمد کہتے ہیں، کہ میں نے ایک اہل علم کو کہتے سُنا وہ اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو ہمیشہ جایا کرتے تھے، جب زمانہ دراز ہوا تو انہوں نے کہا کہ مٹی کی زیارت کو جاؤں انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں، اے میرے بیٹے تم اب زیارت کو کیوں نہیں آتے جس طرح پہلے آیا کرتے تھے، میں نے کہا کیا مٹی کی زیات کے لئے آؤں باپ نے فرمایا نہیں بیٹا ایسا نہ کہو، خدا کی قسم تم جس وقت آتے ہو، اس وقت بڑے پڑوسی تمہارے آنے کی مجھے بشارت وخوشخبری دیتے تھے، اور جب تم واپس ہوتے تھے میں تم کو برابر دیکھتا رہتا تھا یہاں تک کہ تم کوفہ شہر میں داخل ہو جاتے تھے۔

اسی شرح احیاء العلوم میں ہے:

فضیل بن موفق سفیان بن عینیہ کے ماموں زاد بھائی کہتے ہیں:

جب میرے باپ کا انتقال ہوا میں سخت غمگین اور پریشان ہوا، میں بہت رویا تو میں ہر روز اِن کی قبر کی زیارت کو جاتا تھا، پھر میں نے جانے میں کوتاہی کی، تو اُن کو خواب میں دیکھا تو فرمایا انہوں نے اے میرے بیٹے کیوں تجھے مجھ سے دیر ہونے لگی میں نے کہا: آپ کو میرے آنے کا علم ہوتا ہے، فرمایا تم جب بھی آئے میں نے جانا اور جب تم آتے تھے، تو میں تمہارے آنے سے خوش ہوتا تھا، اور تمہاری دعا کی وجہ سے میرے، گرد والے لوگ مسرور ہوتے تھے فضل بن موفق نے کہا یہ سُن کر میں بہت زیادہ جاننے لگا۔

اِسی احیاء کی شرح میں لکھا ہے، حافظ ابو طاہر سلفی کہتے ہیں، کہ میں

نے ابوالبرکات عبدالواحد سوسی سے اسکندرہ میں سُنا وہ کہتے تھے میں نے اپنی والدہ سے سُنا کہ میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا وہ کہتی تھیں کہ میری بیٹی جب تو میری زیارت کے لئے میرے پاس آیا کر تو ایک گھنٹہ میری قبر کے پاس بیٹھی رہ، تاکہ میں جی بھر کر تجھ کو دیکھوں پھر تو ے لئے رحمت کی دعا کر۔

(فتوی ملك العلماء صفحه ۳۸۳، طبع پاکستان شبیر

برادرز لاهور)

اِن روایات سے ثابت ہوا کہ فوت شدہ مسلمان اہل قبور زائر کو پہچانتے ہیں، اور اُن سے محبت بھی کرتے ہیں، اور زائر کے آنے جانے کو بھی جانتے ہیں، اور حیات فی القبر بھی ثابت ہوگئی اور عورتوں کا قبور پر جانے کی رخصت بھی جائز ہوگئی۔

قبرستان جا کر فوت شدہ کے لئے دعا کرنا

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم كُلّما كان ليلتها مِن رسول الله صلى الله عليه وسلم انها يخرج مِن آخر الليل الى البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مومنين واتاكم ما توعدون غدًا مؤجلون وانّا اِن شاء الله بكم لا حقون اللهم اغفرلا هل البقيع الغرقد○

(مسلم شریف عربی صفحه ۳۱۳ جلداوّل)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب میری باری میں رسول اللہ تشریف لاتے اخیر شب مدینہ طیّبہ کے قبرستان جنت البقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہوا ے گھر مسلمانوں کے اور جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے، کل تمہارے پاس ۰: چیز آئے گی اور اِنشاء اللہ ہم تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں خداوند کریم بقیع الغرقد والوں کے گناہوں کو بخش دے۔

علامہ نووی علیہ الرحمۃ اِس حدیث کی شرح فرماتے ہیں:

فی هذا الحديث دليل لا ستجاب زيارة القبور والسلام على اهلها والدعاء والترحم عليهم قولها يخرج من آخر الليل الى البقيع فيه فضيلة الدعاء آخر الليل وفضيلة زيارة القبور☆

اِس حدیث اخیر شب میں دعا کرنے کی خوبی بقیع والوں کی قبور کی زیارت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور فوت شدگان کے لئے دعا کرنا سُنت ثابت ہوگئی، حدیث میں علیکم کا جملہ اِس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ فوت شدہ اپنی قبروں میں سُنتے ہیں، ورنہ سلام کرنا بے فائدہ ہے۔

اسی صفحہ پر حدیث منقول ہے، ہم اُس کا ترجمہ نقل کرتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ کیا میں خبر نہ دوں تم کو اِس بات کی جو مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی، ہم لوگوں نے کہا کیوں نہیں یعنی آپ ہمیں ضرور خبر دیں، کہا جب وہ رات ہوئی جس میں آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے، تو آپ نے اپنی چادر رکھی اور نعلین مبارک اُتاری اور اُن دونوں کو

پائنتی میں رکھا اور اپنی چادر کا ایک حصہ اپنے بستر پر بچھا دیا، اور لیٹ گئے۔

پس نہیں ٹھہرے مگر فقط اتنی دیر کہ حضور نے خیال کیا کہ میں سو رہی ہوں، تو اپنی چادر آہستہ آہستہ لی اور آہستہ آہستہ جوتا مبارک پہنا اور آہستہ دروازہ کھولا پھر باہر تشریف لے گئے اور آہستہ دروازہ بند کر دیا تو میں نے اپنی چادر سر پر رکھی اور اوڑھنی اوڑھی تہبند باندھا اور حضور علیہ السلام کے پیچھے ہو لی، یہاں تک کہ حضور بقیع تشریف لائے وہاں دیر تک ٹھہرے رہے پھر دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دعا کے لئے اُٹھایا پھر حضور راہ سے الگ ہوئے تو میں بھی راہ سے الگ ہوئی، حضور تیز چلے تو میں بھی تیز چلی حضور دوڑے تو میں بھی دوڑی تو آپ گھر تشریف لائے تو میں بھی گھر آئی، میں آپ سے پہلے پہنچی اور مکان میں داخل ہوئی تو فقط اتنی ہی دیر ہوئی کہ میں لیٹی کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے تو میری سانس پھول رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے عائشہ کیا حال ہے، تمہاری سانس چڑھ رہی ہے، اور پیٹ پھولا ہوا ہے تو میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں تو آپ نے فرمایا تو مجھے خبر دے ورنہ خدا تعالیٰ مجھے خبر دے گا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں و باپ آپ پر قربان ہوں یہ کہہ کر سارا واقعہ بیان کیا الیٰ آخرہٖ۔

(مسلم شریف عربی صفحہ ۳۱۴ جلد ۱)

اس حدیث کی شرح میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

وفيه دليل لمن جوز للنسآء زيارة القبور وفيها خلاف للعلماء۝

چند، سطور آگے امام نووی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ك[illegible] نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها ويجاب عن هذا بان نهيتكم ضمير ذكور فلا يدخل فيه النسآء على المذهب الصحيح المختار في الاصول۝

(مسلم شریف صفحہ ۳۱۴ جلد ۱)

نقل کردہ حدیث سے چند مسئلے ثابت ہوئے۔

نمبر ۱ ﴿ فوت شدہ کے لئے ہاتھ اٹھا نا دعا مانگنا۔

نمبر ۲ ﴿ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا۔

اور شریعت میں مختار مذہب یہی ہے، کہ عورتوں کا قبور کی زیارت کرنا مسنون و مشروع ممانعت اُن کے لئے جو قبروں پر جا کر پیٹتی ہیں، اور بے صبری کا مظاہرہ کرتی ہیں بے پردہ بناؤ سنگھار کر کے غیر محرموں کو اپنا حُسن دکھاتی ہیں۔

جمعہ یا جمعرات کے دِن قبور کی زیارت

جمعہ یا جمعرات کے دِن والدین یا بزرگوں کی قبور کی زیارت کرنا

امام بیہقی شعب الایمان میں محمد بن واسع سے روایت ہے، کہ وہ جمعہ کے دِن زیارت قبور کو جایا کرتے تھے، کسی نے کہا: اگر اتوار تک نہ کرتے

تو اچھا تھا، آپ نے کہا:

بلغنی ان الموتی یعلمون بزوارھم یوم الجمعة و یوما قبله و یوما بعدہ بیھقی فی شعب الایمان۔

مجھے حدیث پہنچی ہے کہ فوت شدہ اپنے زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں، جمعہ کے دِن اور ایک دن قبل اور ایک دِن بعد۔

باایں الفاظ متقاربہ روایت نقل ہے:

آل عاصم جحدری سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں نے عاصم کواُن کے اِنتقال سے دو برس یا کئی برس بعد خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا آپ کا انتقال نہیں ہوا کہا کیوں نہیں پوچھا آپ کہاں ہیں کہا بخدا ہم جنت کی کیاریوں سے ایک کیاری میں ہیں، میں اور میرے چند دوست ہم سب لوگ ہر شب جمعہ و صبح جمعہ کو ابو بکر بن عبداللہ مزنی کے پاس جمع ہوتے ہیں تو تمہاری خبریں پاتے ہیں اِس خواب دیکھنے والے نے کہا ہم لوگوں کی زیارت کرنے کو جاتے ہیں؟ کہا ہاں شب جمعہ اور تمام دِن جمعہ اور سینچر کو طلوع آفتاب تک میں نے کہا کہ اور دونوں سے اِن دونوں کی کیا خصوصیت ہے، بولے جمعہ کی فضیلت اور بزرگی کی وجہ سے، منقول از فتاویٰ ملک العلماء صفحہ ۳۸۶ و شرح احیاء العلوم۔

عثمان بن سودہ سے روایت ہے، کہ ان کی والدہ عابدہ تھیں جن کو لوگ راہبہ کہتے تھے، عثمان نے کہا کہ جب اُن کا انتقال ہوا تو میں ہر جمعہ کو ان کی زیارت کے لئے جاتا تھا، اور اُن کے اور قبرستان والوں کے لئے دعائے

مغفرت کرتا تھا، ایک دفعہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہا اے ماں آپ کس طرح ہیں، اے میرے بیٹے موت کی تکلیف سخت ہے، اور خدا کے فضل سے میں اچھی جگہ ہوں یہاں ریحان کا فرش بچھا ہے، سندس و استبرق کے تکئے لگے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ کو کسی بات کی خواہش ہے، انہوں نے فرمایا ہاں پوچھا کیا کہا کہ تم میری زیارت و دُعا کو آیا کرتے ہو، اس کو کبھی نہ چھوڑنا تمہارے جمعہ کے آنے سے مجھے اُنس ہوتی ہے اور دل بہلتا ہے، جب تم اپنے گھر سے میری زیارت کو آتے ہو تو مجھے خوشی ہوتی ہے اور میرے اِردگرد کے فوت شدہ سب مجھ کو خوشخبری سُناتے ہیں۔

(شرح احیاء العلوم صفحہ ۳۶۷ جلد ۱۰ البیہقی)

اِس روایت سے ثابت ہے، کہ قبروں والے مثل زندوں کے قبور میں زندہ ہیں، زندوں جیسی نظر و سماعت رکھتے ہیں۔

سوال: ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا بھی کوئی ثبوت ہے؟ دلیل شرعی سے ثابت کریں۔

جواب: ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا سُنت ہے، دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

1: عن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اذا رفع یدیہ فی الدعآء لم یحطّھما حتی یمسح بھما وجھہ رواہ الترمذی ○

(مشکوۃ شریف عربی صفحہ ۱۹۵ مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۲۲ جلد ۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں دونوں ہاتھ اُٹھاتے تھے اور نہ رکھتے یہاں تک اپنے چہرۂ انور کو مس کرتے۔

2::وعن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اِنّ ربکم حی کریم یستحیی مِن عبدہٖ اذا رفع یدیہ اِلیہ اَن یرد ھما صفراً ○

(رواہ الترمذی وابو داؤد والبیھقی فی الدعوات الکبیر مشکوۃ شریف عربی صفحہ ۱۹۵ مرقات صفحہ ۲۲ جلد ۵ کتاب الدعوات)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے بندے سے فرماتا ہے، کہ جس وقت وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے کہ اُس کے ہاتھ خالی لوٹائے۔

قرآن سے دعا مانگنے کا ثبوت

دعا مانگنے کا ثبوت قرآن مجید میں ہے:

3::عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم الدعآء ھو العبادۃ ثم قرء قال ربکم ادعونی استجب لکم ○ رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ ○

(مشکوۃ شریف عربی صفحہ ۱۹۴، مرقات صفحہ ۱۲ جلد ۵ حدیث ۴۲۳۰)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعا مانگنا عبادت ہے، پھر قرآن کریم کی یہ آیت مبارک پڑھی۔

قال ربکم ادعونی استجب لکم O

4::وعن انسٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدعآء مخ العبادۃ رواہ الترمذی O

(مشکوۃ شریف صفحہ ۱۹۴، مرقات صفحہ ۱۳ جلد ۵ حدیث نمبر ۲۲۳۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا دعا عبادت کا مغز ہے۔

معلوم ہوا کہ دعا نہ مانگنے اور ہاتھ نہ اُٹھانے والے پر خدا تعالیٰ غصے ہوتا ہے۔

5::عن انسٍ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یرفع یدیہ فی الدعآء حتی یری بیاض ابطیہِ O

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں دونوں ہاتھ مبارک اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کی بغلوں سے سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

6::عن السائب بن یزید عن ابیه اَن النبی صلی اللہعلیہ وسلم كان اذا دعا فرفع يديه مسح وجهه بيديه ○

(مشکوۃ شریف صفحہ ۱۹۶ ،مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۲۷ جلد ۵)

حضرت سائب بن یزید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، بے شک نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب دعا کرتے تھے تو اپنے دونوں دستِ مبارک اپنے چہرہ انور پر ملتے تھے، مذکورہ حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی سے ہمیشہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا سُنت ثابت ہے۔

7::عن عمر رضی اللہ عنہ قال كان رسول اللہ صلی اللہعلیہ وسلم اذا دعا رفع يديه و اذا فرغ ردهما علی وجهه ○

(کنز العمال صفحہ ۲٦۱ جلد۲ طبع پاکستان)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام جب دعا کرتے تھے تو دونوں ہاتھ مبارک اُٹھاتے اور جب دعا سے فارغ ہوتے تو اپنے چہرہ مبارک پر دونوں ہاتھ مبارک پھیرتے تھے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جملہ کان یرفع استمرار پر دلالت کرتا ہے، کہ رفع الیدین فی الدعآء رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت ثابت ہوا۔

باایں الفاظ متقاربہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رضی اللہ عنہ نے نقل کئے ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دِن ایک شخص

وقتِ خطبہ جمعہ مسجد میں حاضر ہوا اور اُس نے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں بارش کی دعا کرنے کو عرض کیا۔

تو حدیث میں یہ جملہ نقل ہے۔

فادع الله يغيثنا فرفع يديه ○

(فتح القدير شرح الهدايه صفحه ٦٠ جلد٢)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا بھی یہی ہے۔

عن ابی یوسف أنهٗ قال اِن رفع يديه بالدعآء ☆

(فتح القدير حاشيه غايه صفحه ٦٠ جلد٢)

امام المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس ودیگر تابعین کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ قران کریم سے ثابت ہے کہ ۔

فاذا فرغت فانصب ○

(سورۂ الم نشرح پاره ٣٠)

اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

وقال ابن عباس وقتادة والضحاك ومقاتل والكلبي إذا فرغت من الصلوة المكتوبة أو مطلق الصلوة فانصب الى ربك في الدعاء ○

(تفسیر مظہری عربی صفحہ ۲۹۴ جلد ۱۰، طبع انڈیا)

سیدنا ابن عباس وقتادہ رضی اللہ عنہ وضحاک ومقاتل وکلبی رضوان اللہ

علیہم اجمعین فرماتے ہیں، کہ جب تو فرض نماز پڑھ کر فارغ ہو تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع سے دعا کر یا تمام نمازوں کے بعد دعا کر۔

اِس عبارت میں مطلق کا جملہ اِس بات پر دال ہے، کہ کوئی نماز ہو فرض ہو یا نفل تو اِس میں نمازِ جنازہ کے بعد دعا کرنا ثابت ہے۔

اخرج الشیخان عن انس قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی الدعاء حتی یری بیاض ابطیہ ○

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی صفحہ ۱۰۷ جلد اوّل طبع پاکستان)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا مانگتے دیکھا ہے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں سے سفیدی ظاہر ہو جاتی تھی۔

اخرج البخاری عن أبی ھریرۃ قال قدم الطفیل بن عمرو الدوسی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ان دوسا قد عصت و أبت فادع اللہ علیہا فاستقبل القبلۃ ورفع یدیہ وقال اللھم اھد دوسا وأت بھم ○

(الخصائص الکبریٰ صفحہ ۲۲۵ جلد ۱)

امام بخاری رحمۃ علیہ نے نقل کیا سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس تشریف لائے تو عرض کیا اے اللہ عزوجل کے رسول بے شک دوسی نے انکار اور نافرمانی کی

آپ اُس کے لئے دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف چہرہ انور پھیرا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی اے اللہ تعالیٰ دوسی کو ہدایت عطا فرما!

فوت شدہ کو قرآن پڑھ کر بخشنا

دلیل نمبر 1 ......اخرج الخلال فی الجامع عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مات لهم المیت اختلفوا الی قبرہٖ یقرءون القرآن ○

(مرقات شرح المشکوۃ صفحہ ۱۹۸ جلد ٤ طبع پاکستان باب الجنائز الفصل الثالث)

انصار کے یہاں جب کوئی فوت ہوتا تو لوگ اُس کی قبر پر جاتے اور قرآن کریم پڑھتے۔

اِس روایت سے ثابت ہوا کہ قبر پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

ختم شریف

دلیل نمبر 2 ......وفی شرح اللباب ویقرء من القرآن ما تیسر له من الفاتحة اول البقرة الی المفلحون و آیة الکرسی وآمن الرسول و سورة یسٓ و تبارك الذی و سورة التکاثر و الاخلاص اثنی عشرة مرة أو احدی عشر او سبعا أو ثلاثا ثم یقول اللهم اوصل ثواب ما قرءناه الی فلان أو الیهم رد المحتار جلد اوّل ○

شرح لباب میں ہے، اور پڑھیے جو آسان ہو قرآن سے مثلاً سورہ

فاتحہ اوّل بقرہ مفلحون تک آیۃ الکرسی آمن الرسول سورۂ یس تبارک الملک
سورۂ اخلاص ۱۲ یا ۱۱ یا سات یا ۳ بار پھر دعا مانگے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ میں نے
پڑھا اِس کا ثواب فلاں شخص یا اِن لوگوں کو پہنچا۔

دلیل نمبر 3......عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من مر علی المقابر فقرأ قُل ھو اللہ احد ○ احد عشر مرۃ ثم وھبہ اجرھا للاموات اعطی الاجر بعدد الاموات ○

(رواہ الدار قطنی عینی شرح ھدایہ صفحہ ۱۶۱۱ جلد۲ وشامی صفحہ ۲۴۳ جلد۲ ،فتاوی ملك العلماء صفحہ ۳۹۳)

دار قطنی میں سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جو شخص قبرستان میں گذرے اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اُس کا ثواب فوت شدہ کو بخشے اِس کو اِن فوت شدہ کے برابر ثواب ملے گا۔

دلیل نمبر 4......عن عبداللہ بن عمر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مات احد کم فلاتحبسوا و اسرعوا بہ الی قبرہ ولیقرأ عند راسہ فاتحۃ البقرۃ وعند رِجلیہ خاتمۃ البقرۃ ○ رواہ البیھقی فی شعب الایمان وقال و الصحیح انہ موقوف علیہ○

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان مرقات صفحہ ۱۹۷ جلد٤)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کو فرماتے سُنا کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اُس کو مت روکو اور جلد قبر تک اِس کو پہنچاؤ اور اُس کے سرہانے ابتداء سورہ بقرۃ مفلحون تک اور پائنتی میں خاتمہ بقرہ یعنی آمن الرسول سے آخر تک پڑھا کرو یہ حدیث بیہقی نے مرفوعاً نقل کی مگر یہ حدیث موقوف ہے حضرت ابن عمر پر۔

دلیل نمبر 5 ......اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائدہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحۃ الکتاب و قل ھو اللہ احد○ والھاکم التکاثر○ ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت مِن کلامک لاھل المقابر من المؤمنین والمؤمنات کانوا شفعاء لہ اِلی اللہ ○

(مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۱۹۸ جلد ٤)

ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جو شخص قبرستان میں جائے پھر سورہ فاتحہ قُل ھو اللہ احد الہاکم التکاثر پڑھے پھر کہے اے اللہ عزّ وجل جو کچھ میں نے پڑھا اِس کا ثواب اہل قبور والے مسلمان مرد و عورت کو نذر کیا تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ ہاں تیرا کلام اِس کے سفارشی ہونگے۔

مذکورہ روایت سے ثابت ہے کہ ختم پاک کا ثواب فقط مسلمان مرد و عورت کو پہنچتا ہے، بد مذہب کو نہیں پہنچتا۔

جولوگ۔ ایصالِ ثواب نہیں کرتے اُن کے بدعقیدہ ہونے میں بھی شک نہیں ہے۔

دلیل نمبر 6......عن انس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورة يٰسٓ خفف الله عنهم و كان له بعدد من فيها حسنات ○

(مرقات صفحه ۱۹۸ جلد ٤)

عبدالعزیز بن خلال اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قبرستان جائے اور سورہ یٰسٓ پڑھے اللہ عزوجل اُن فوت شدہ سے عذاب ہلکا فرمائے گا اور جس قدر فوت شدہ اِس قبرستان میں ہیں اِن کی تعداد کے برابر اِس شخص کو نیکیاں ملیں گی۔

دلیل نمبر 7......عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبر والديه أو احدهما فقرء عنده او عند هما يٰسٓ غفرله ○

(رواه ابو بكر بن البخاری فی كتاب السنن عمدة القاری شرح بخاری صفحه ۸۷۵ جلد۱ منقول الفتاوىٰ ملك العلماء)

ترجمہ: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو وہ اُن کے پاس یا اُن دونوں کے پاس سورہ یٰسٓ پڑھے تو اُس

کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور زیارت القبور مسنون ومشروع ہے۔

دلیل نمبر 8...... کذا ذکرہ السیوطی فی الشرح الصدور ثم قالِ اختلف فی وصول ثواب القرآن للمیت فجمهور السلف و الائمة الثلاثة علی الوصول و خالف فی ذلك امامنا الشافعی مستدلا بقوله (وان لیس للانسان اِلا ما سعی) و اجاب الاوّلون عن الآیة بأوجه احدھا انها منسوخة بقوله تعالیٰ والذین آمنوا و اتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم O

(مرقات شرح مشکۃ صفحه ۱۹۹ جلد ٤)

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں نقل کیا ہے' اور فرمایا کہ قرآن کا ثواب پہنچنے میں میت کو جمہور سلف وائمہ کرام ثلثہ کا مذہب ہے' کہ قرأۃ القرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

مگر امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اختلاف کیا علماء نے اس کا جواب دیا کہ لیس للانسان الاما سعیO آیت منسوخ ہے۔

والذین آمنوا الآیات سے:

ائمہ ثلاثہ وسلف کے عقیدے سے ثابت ہوگیا کہ قرآن پڑھنے کا ثواب مسلمان فوت شدہ کو پہنچتا ہے، اور وہ خوش بھی ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر 9...... چند سطور آگے ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ثم قال السیوطی و أما القرأة علی القبر فجزم لمشروعیتها

اصحابنا و غیرھم قال النووی فی شرح المھذب یستحب لزائر القبور
أن یقرأ ما تیسر من القرآن و یدعو بھم عقبھا نص علیہ الشافعی
واتفق علیہ الاصحاب وزاد فی موضع آخر و اِن ختموا القرآن علی
القبر کان افضل○

(مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۱۹۹ جلد ٤)

پھر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' کہ قراۃ علی القبر ہمارے اصحاب کے نزدیک اور اِن کے علاوہ اور امام نووی نے شرح مہذب میں لکھا ہے، کہ مستحب ہے واسطے زیارۃ القبور کہ جو آسان قرآن یاد ہو وہ پڑھے اور اُن کے لئے دعا مانگے یہ امام شافعی پر دلیل ہے، اور اُن کے اصحاب اِس بات پر متفق ہیں اور دوسری جگہ یہ زیادہ کیا ہے، کہ اگر وہ قبر پر قرآن ختم کریں تو یہ زیادہ افضل ہے کہ نقل کردہ عبارت سے واضح ہوگیا ہے، کہ قراۃ القرآن کا ثواب فوت شُدہ کو پہنچتا ہے' قاری اور وصول اِلیہ دونوں کو اجر بھی ملتا ہے۔

دلیل نمبر 10 ...... امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی المتوفی ۷۱۰ھ ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے کے متفق یوں لکھتے ہیں:

وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم ای صدقۃ الاحیاء
عنھم ای عن الاموات نفع لھم ای للاموات خلافا للمعتزلۃ○

(شرح عقائد صحہ ۱۱۸)

اور زندوں کی دعائیں اور صدقات وغیرہ فوت شدہ کو پہنچتے ہیں، اور

اُن کو نفع حاصل ہوتا ہے فرقہ معتزلہ ایصال ثواب نہ پہنچنے کے قائل ہیں۔

آگے چل کر امام نسفیؒ لکھتے ہیں:

وقال علیه السلام ان العالم والمتعلم اذا مر علی قریة فان الله یرفع العذاب عن مقبرة تلك القریة اربعین یوما و الاحادیث والآثار فی هذا الباب اکثر ○

(شرح عقائد صفحه ۱۱۹)

نبی علیہ الصلاۃ السلام نے فرمایا بے عالم اور متعلّم جب کسی بستی سے گذرتے ہیں تو بے شک اللہ تعالیٰ اُس بستی کی قبور سے چالیس دِن عذاب اُٹھالیتا ہے۔

اِس مسئلہ میں بہت سی احادیث وآثار ثابت ہیں، اِسی صفحہ پر حدیث نقل ہے۔

الدعاء یردّ البلاء ○

دعا سے مصیبت ٹل جاتی ہے، تو معلوم ہوا مسلمان کی دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے۔

الدعاء یردّ القضاء ○

اگر دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے، تو دعا مانگنے سے فوت شدہ گنہگار بھی بخشا جاتا ہے۔

دلیل نمبر 11 ......عن سعد بن عبادة انه قال یارسول الله صلی الله علیه وسلم ان امّ سعد ماتت فایّ الصدقة افضل قا

ل الماۤء فحفر بئرًا و قال ھذہٖ لامِ سعدٍO

(مشکوۃ شریف صفحہ ۱۶۹ '۲۹۷ شرح عقائد صفحہ ۱۱۰ رواہ ابو داوٗد والنسائی' جامع ترمذی صفحہ ۲۴۲ 'بخاری شریف صفحہ ۳۸۷ جلد ۱)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے رایت ہے بے شک انہوں نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام بے شک میری والدہ فوت ہوچکی ہے، اِن کے لئے بہتر صدقہ کونسی چیز ہے، تو آپ نے فرمایا پانی تو انہوں نے کنواں کھدوا کر اُس کو اپنی والدہ کے نام کا مشہور کردیا، نقل کردہ حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ اولیاء کے نام کی چیز مشہور کرنا سُنتِ مشہورہ ہے۔

قُل' ساتہ' چالیا کے دِن ایصالِ ثواب کرنا

تیسرے دِن، ساتویں اور چالیسویں دِن ایصالِ ثواب کرنا مسنون ومشروع ہے، حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں۔

میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا احادیث کثیر سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر 1﴾عن ابن عباس ان رجلا قال یارسول اللہ ان امی توفیت افینفعھا اِن تصدقت عنھا قال نعم قال فان لی مخرفا فاشھدك انی قد صدقت بہ عنھا O

(رواہ الترمذی ھذاحدیث حسن)

ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوتوان کومفید ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

کہ ہاں اِس شخص نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے، میں حضور کوگواہ کرتا ہوں کہ میں اِس باغ کو اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کیا امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث نمبر2﴾عن عائشة رضی اللہ عنھا ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی افتلتت نفسھا و اظنھا لو تکلمت لتصدقت فھل لھا اجران تصدقت عنھا قال نعم ○

(بخاری صفحہ ۳۸۶ جلد۱ ،مسلم شریف صفحہ ۳۲۴ جلد۱

باب فضل الصدقة)

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کلام کرتی تو ضرور ضرور صدقہ کرتی تو کیا اُن کو ثواب ملے گا، اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

ہاں اِس حدیث کی شرح امام نووی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وفی ھذالحدیث ان الصدقة عن المیت تنفع المیت ویصل

ثوابها و هو کذلک باجماع العلماء و کذا اجمعوا علی وصولِ الدعاء وقضاء الدین بالنصوص الواردۃ فی الجمیع○

اِس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ فوت شدہ کی طرف سے صدقہ دینا میت کو فائدہ دیتا ہے، اور اِس کا ثواب اِس کا ملتا ہے، اور اِس کو پہنچتا ہے، اِس پر علماء کا اجماع ہے، اور اسی طرح اجماع ہے دعاء کے پہنچنے پر اور قرض ادا ہونے پر نصوص سے جو ان پر وارد ہوں۔

اور اسی طرح حدیث کے متعلق امام بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

و یستفاد منہ ان الصدقۃ عن المیت تجوز وانہ ینتفع بھا○

(عمدۃ القاری صفحہ ۳۰۵ جلد ۶)

اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فوت شدہ کی طرف صدقہ کرنا جائز ہے، اور اِس کو نفع پہنچتا ہے۔

اسی عمدۃ القاری میں ہے:

وروی احمد عن عبد اللہ بن عمرو ان العاص بن وائل نذر فی الجاھلیۃ اَن ینحر مائۃ بدنۃ وان ھشام ابن العاص نحر عنہ خمسین وان عمرو سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال أما ابو ک فلو اقرّ بالتوحید فصُمتَ و تصدقتَ عنہ نفعہ ذلک○

(عمدۃ القاری صفحہ ۳۰۵ جلد ۶)

امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا کہ اِن کے باپ

عاص بن وائل نے زمانۂ جاہلیت میں نذر مانی تھی، کہ سو اُونٹ ذبح کریں گے، اور ہشام بن عاص نے اِن کی طرف سے پچاس اُونٹ ذبح کئے اور عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ اِس کے متعلق تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا باپ توحید کا اقرار کرتا تو تم روزہ رکھتے ۔۔۔اُس کی طرف سے صدقہ کرتے تو اِس کو نفع دیتا۔

مذکورہ حدیث مبارک میں مالی وبدنی عبادت کا ثواب پہنچنا ثابت ہو گیا، شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے میت کی طرف سے ساتہ کرنے کا جواز پیش کرتے ہیں:

مستحب ہے میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے اِس کے دنیا سے جانے کے بعد سات روز تک میت کی طرف سے صدقہ کرنا میت کو نفع پہنچاتا ہے، اِس بارے میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اِس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں، خصوصاً بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نہیں پہنچتا ہے، میت کو مگر صدقہ اور دعا بعض روایات میں آیا ہے کہ میت کی روح جمعہ کی شب کو اپنے گھر آتی ہے، اور دیکھتی ہے، کہ اِس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا کہ نہیں اِس جگہ ایک شبہ ہو سکتا ہے، کہ میّت کے ایصالِ ثواب کے لئے جو لوگ کھانے پکوا کر کھلاتے ہیں تو یہ میت کی طرف سے صدقہ ہے، تو چاہیئے کہ صرف فقراء کو دیا جائے تو جواب اِس کا یہ ہے۔

کہ صدقہ واجبہ نہیں جو صرف فقراء کے ساتھ خاص ہو اغنیاء کے لئے جائز نہ ہو بلکہ صدقہ نافلہ ہے، اور کارِ خیر ہے، مشکوۃ شریف باب المعجزات میں

ایک حدیث ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ خود نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام بھی طعام میّت میں شریک ہوئے، تو اگر یہ ناجائز ہوتا یا قابل احتراز ہوتا تو خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہرگز شریک نہ ہوتے۔

(اشعۃ اللمعات اُردو صفحہ ۹۲٤ جلد۱)

میت کی طرف سے پکا ہوا کھانا اغنیاء کو کھلانا جائز ہے، حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی جنازۃٍ فرأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رِجلیه اوسع من قبل راسه فلما رجع استقبله داعی امرأته فاجاب ونحن معه فجیء بالطعام فوضع یده ثمه و وضع القوم فاکلوا فنظرنا اِلٰی رسول الله صلی الله علیه وسلم یلوك لقمة فی فیه ثم قال اجد لحم شاۃٍ اُخذت بغیر اِذنِ اهلها فارسلت المرءۃ تقول یا رسول الله اِنّی ارسلت الی النقیع وهو موضع یباع فیه الغنم یشتریٰ لی شاۃ فلم توجد فارسلت اِلی جارلی قد اشتری شاۃ اَن یرسل بها الیّ بثمنها فلم یوجد فارسلت الی امرأته فارسلت الیّ بها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اطعمی هذا الطعام الاسری ۝

(مشکوۃ شریف عربی صفحہ ٥٤٤٠ باب المعجزات فصل

ثالث)

عاصم بن کلیب اپنے باپ سے وہ ایک مرد انصاری سے بیان کرتے ہیں، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں نکلے تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ گورکن کو فرماتے ہیں، پاؤں کی طرف سے قبر کو کشادہ کرو، سر کی طرف سے کشادہ کرو جب بعد دفن کے واپس ہوئے تو اِس میت کی بی بی نے ایک آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے، نوش فرمایئے، آپ نے فرمایا اور ہم سب آپ کے ساتھ تھے، وہاں گئے کھانا سامنے آیا آپ نے دستِ مبارک کھانے کی طرف بڑھایا پھر سب جماعت نے بڑھایا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دہن مبارک میں لقمہ چبا رہے ہیں اور فرو نہیں کرتے ہیں پھر اشارہ فرمایا کہ یہ بکری کا گوشت جو بغیر اجازت مالک کے لی گئی ہے، عورت نے کہلا بھیجا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آدمی نقیع میں بھیجا جہاں بکریاں بکتی ہیں تاکہ بکری خریدی جائے، تو وہاں نہ ملی تب میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی بھیجا جو کہ بکری اِس نے خریدی ہے، وہ مجھ کو بقیمت دے، اتفاق سے وہ ہمسایہ گھر میں نہ تھا تو میں نے اِس کی بیوی کے پاس آدمی بھیجا تو اِس نے بے اجازت شوہر بکری میرے پاس بھیج دی تب رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ قیدیوں کو کھلا دو اِس حدیث کو ابوداؤد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا۔

اِس حدیث کی شرح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ یوں کرتے ہیں:

هذا الحديث بظاهره يرد على ما قرره اصحاب مذهبنا من

انه يكره اتخاذ الطعام فی اليوم الاول او الثالث أو بعد الاسبوع كما

فی البزازيه فينبغی أن يقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب

استحياء اهل الميت فيطعمونهم كرها أو يحمل على كون بعض

الورثة صغيرا أو غائبا أو لم يعرف رضاه أو لم يكن الطعام من عند

احد معين من مال نفسه ○

(مرقات شرح مشكوة صفحه ٢٧٨، ٢٧٩ جلد ١٠ باب المعجزات

فصل ثالث)

ترجمہ: عاصم بن کلیب کی یہ حدیث کھلے طور پر رد کرتی ہے، اِس مسئلہ

کو جو ہمارے مذہب والوں نے قرار دیا ہے، کہ پہلے روز اور تیسرے دِن

اور بعد ہفتہ کھانا تیار کرنا مکروہ ہے، حنفیہ جو طعام میت کو مکروہ جانتے ہیں وہ اِس

صورت پر محمول ہے کہ اجتماع ایک خاص قسم کا ہو جس سے اہل میت شرمائیں

اور شرما کر اِن لوگوں کو کھلائیں یا جبکہ بعض ورثہ نابالغ ہو یا غائب ہو یا اِس

پر راضی نہ ہوں یا کم از کم رضامندی معلوم نہ ہو یا کسی خاص شخص کی طرف خود

اِس کے مال سے وہ کھانا تیار نہ کیا گیا ہو، ملاں طاہر پانی پتی علیہ الرحمۃ صدقہ

غنی کو کھلانے کے متعلق فرماتے ہیں:

الصدقة ما تصدقت به على الفقراء أى غالب أو اعمها

كذلك فانها على الغنى جائزة عندنا يثاب به بلا خلاف○

(مجمع البحار صفحه ٣٠٧ جلد٣ طبع مدينه منوره)

صدقہ اِس کو کہتے ہیں، جو فقراء کو دیا جائے یعنی غالب انواع اِس کا

فقراء کے لئے ہوتا ہے ورنہ غنی کو دینا بھی ہمارے نزدیک جائز ہے اِس پر بلاخلاف اجرثواب ملے گا

فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ شریف میں بھی اِس کی وضاحت مذکور ہے:

وکذالك اذا تصدق علی غنی استحسانا لانه قد یقصد بالصدقة علی الغنی الثواب○

(هدایه آخرین عربی صفحه ۳۴۳ جلد۳ باب فضل صدقه طبع پاکستان)

اغنیا کوکھلانا جس طرح اِن کی رضاجوئی کے لئے ہوتا ہے، کبھی اِس سے مقصود حصول ثواب بھی ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ فوت شدہ کی طرف سے پکا ہوا کھانا امیر اور غریب دونوں کھاسکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا اِس کو منع کرنا لاعلمی کی دلیل ہے:

نمبر1) عن سلمة بن عبید قال قال حماد المکی خرجت لیلةً الی مقابر مکة فوضعت رأسی علی قبرٍ فنمت فرأیت اهل المقابر حلقة حلقة فقلت قامت القیامة قالوا لا ولکن رجل مِن اخواننا قرء قل هو الله احد ○ وجعل ثوابها لنا فنحن نقسمه منذ سنة ○

(مرقات صفحه ۱۹۸ جلد٤)

نمبر2) عن انس ان رجلا سئَلَ رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انا نتصدق عن موتانا و نحج عنهم

وندعوهم فهل يصل اليهم ذالك فقال نعم انه يصل اليهم

ويفرحون به كما يفرحون بالهدية O

(عمدة القاریٔ صفحه ٦)

نمبر 3) عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

اذا قرء المؤمن آیة الکرسی وجعل ثوابها لاهل القبور ادخل الله

تعالیٰ فی کل قبر من المشرق و المغرب نورا و وسع علیهم مضا

جعهم و اعطی الله للقاریٔ ثواب ستین نبینا O

اور ہر میت کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھدے گا۔

(طحطاوی علی الدرر صفحہ ۳۸۳ جلد ۱)

نمبر 4) مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کا ختم پنجتن پاک۔

وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا O

(سورئہ اسراء آیت ٢٤)

نمبر 5) واقعہ درثمین بھنے چنے برائے ایصال ثواب۔

اِسماعیل دہلوی فارسی صراطِ مستقیم صفحہ ۵۵ ہر عبادت کہ از مسلمان ادا

شود ثواب آں بروح کسے از گزشتگان رساند، بطریقِ رسائیدن آں دعائے

خیر بجناب اِلٰہی ست ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است۔

اِن حق الوالدِ اعظم من حق الوالدة O

(تفسیر جلالین علی الکمالین)

نمبر 7) الا کالغریق المتغوث۔ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ

صَغِیرؒ ۱۵۵

تیجا، ساتہ، چالیسواں

تیجا، ساتہ، چالیسواں، ہم مقلد وہابی وغیرہ مقلد وہابیوں کی کتب سے ثابت کرتے ہیں عبارت ذیل ہے:

سوال) زید نے انتقال کیا کیا اُس پر ایک ماہ کے روزے باقی تھے؟ اب اِن روزوں کا تدارک کس طرح کیا جاوے؟

جواب) میت کی طرف سے یا تو کوئی روزے رکھے صحیح بخاری و مسلم یا اُس کی طرف سے کھانا کھلا دیا جائے۔

(فتاویٰ ستاریہ صفحہ ۳ جلداوّل طبع کراچی پاکستان)

مذکورہ عبارت غیر مقلد وہابی عبدالستار کی ہے، اِس عبارت سے چند مسائل ثابت ہوئے:

نمبر۱) قبر میں جانے کے بعد ایصالِ ثواب جائز ہے، فوت ہونے والے کی امداد کی جاتی ہے، اور فوت شدہ کے لئے وسیلہ بھی ثابت ہوگیا، اور تیجا، ساتہ، بیسواں، تیسواں، دِن صدقہ دینا بھی ثابت ہوگیا۔

لیجئے! چالیس دِن تک صدقہ میت کی طرف سے دینا ہم مقلد دیوبندی اور وہابی کے گھر سے ثابت کرتے ہیں تاکہ انکار کی گنجائش باقی نہ رہے، شاہ رفیع الدین دیوبندی لکھتا ہے:

ودیگر خبر است از تابعین کان السلف یحبون الاطعام

عن ا لمیت اربعین یوما وشواھد ایں بسیار است ☆

اور دیگر خبر ہے کہ تابعین کرام علیہم الرضوان اپنے بڑوں کی طرف سے چالیس دِن فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلاتے تھے، اِس کے شواہد بہت ہیں۔

(فتاویٰ شاہ رفیع الدین صفحہ ۱۸ طبع مجتبائی دھلی)

اِسی فتاویٰ میں نقل ہے:

پس امداد بدعاء وختم واطعام بدعة مباح است وجه قبیح ندارد۔

تو امداد دعا سے کرنا اور ختم ومیت کی طرف سے کھانا کھلانا بدعت مباح ہے، کوئی بُرا کام نہیں۔

اب سالانہ ختم شریف برائے میت کا حوالہ پڑھئے! عبارت یہ ہے:

بطریق سالانه وفصلا نه بنامِ آں معین ومقرر سازد وایں قسم نیز جائز است بنا بر حمل بر آنکه جناب نبوت صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم از طعام وتخم نزد صد یق حضرت خدیجه صدیقه رضی اللّٰہ عنهما می فرستادند و این هبه و هدیه محض است دیگرے را دروشر کتے نیست، و آنکه هدیه تملیك محض است برائے غنی وصدقه است برائے فقیر۔

(فتاوی ورساله نذور صفحه ۲۳)

طریقہ سالانہ یا متفرق ہو فوت شدہ کے نام دِن مقرر کرنا یہ قسم یعنی

طریقہ جائز ہے، اِس بنا پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف سے کھانا و گوشت تقسیم کرتے تھے، جو کہ ذبح شدہ بکری کا ہوتا یہ ہدیہ ہے، برائے فوت شدہ کے اِس میں دوسروں کو شریک نہ کرتے تھے۔

فوت شدہ کی طرف سے سات دِن کا نا کھلانا سنت صحابہ

فوت شدہ کی طرف سے سات دِن کھانا کھلانا سنتِ صحابہ کرام ہے ،امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ُعبارت یہ ہے:

لأن الاخبار عن الصحابة با نهم كانوا يستحبون الاطعام عن الموتى تلك الايام السبعة صريح ○

(الحادی للفتاویٰ صفحہ ۱۸۵ جلد ۲ طبع پاکستان)

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے، کہ بے شک وہ مستحب جانتے تھے، فوت شدہ کی طرف سے سات دِن کھانا کھلانا، اخبارِ صحابہ سے ثابت ہوگیا کہ ساتہ کرنا صحابہ کرام کی سُنت ہے۔

صحیح حدیث پاک میں ہے۔

كل معروف صدقة○

ہر نیک کام کرنے میں صدقہ کا ثواب ہے۔

اور ظاہر ہے کہ اغنیاء کو کھانا کھلانا منکر نہیں بلکہ معروف ہے۔

میت کی طرف سے حج وغیرہ کرنا

عن عائشة رضی اللہ عنہا اِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بکبش اقرن یطأ فی سواد ویبرك فی سواد وینظر فی سواد فاتی بہ لیضحی بہ قال یا عائشة ھلمی المدیة ثم قال اشحذیھا بحجر ففعلت ثم اخذھا و اخذ بکبش فاضجعہ ثم ذبحہ ثم قال بسم اللہ اللھم تقبل مِن محمدٍ ومن امتِ محمدٍ ثم ضحیٰ بہ ○

(مسلم شریف صفحہ ۱۵۶ جلد۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ایک بکرا سینگ والا لایا جائے جس کے دونوں پاؤں سیاہ ہو پیٹ سیاہ ہو آنکھیں سیاہ ہوں یعنی بکرا سر سے پاؤں تک دیکھنے میں سیاہ ہو تو ایسا بکرا لایا گیا ارشاد ہوا اے عائشہ چھری لاؤ اور اِس کو پتھر پر تیز کرو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کیا پھر حضور نے وہ چھری لی اور اِس بکرے کو پکڑا اور لٹایا پھر ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ اے اللہ تعالیٰ اِس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام اُمت کی طرف سے قبول فرمایا پھر قربانی کی۔

اِس حدیث کی شرح ملا علی قاری علیہ الرحمۃ یو فرماتے ہیں عبارت یہ ہے:

قال الطیبی المراد المشارکة فی الثواب مع الامة لان الغنم الواحد لا یکفی عن اثنین فصاعدا۔

علامہ طیبی نے فرمایا کہ اِس سے مراد اُمت کوثواب میں شریک کرنا ہے اِس لئے کہ ایک بکری دو آدمی یا زیادہ کی طرف سے کفایت نہیں کرتی۔

(مرقات شرح مشکوۃ شریف صفحہ ۳۰٤ جلد۳ طبع پاکستان)

عن جابر قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوماً لذبح کبشین اقرنین املحین موجوءین فلما وجھھما قال انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض علی ملة ابراھیم حنیفا وما انا من المشرکین ○ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لِلّٰہِ رب العالمین ○ لاشرك له وبذلك أُمرت وانا من المسلمین اللھم منك ولك عن محمد وأُمته بسم اللہ واللہ اکبر ثم ذبح ○

(رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجه والدارمی مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۳۰۹ جلد۳ باب فی الاضحیة طبع پاکستان)

یہ محدثین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے دو بکرے سینگ والے خوبصورت ذبح فرمائے، جب اِن کولٹایا دعاء پڑھی اللھم انی الی آخرہ اور فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ یہ تیرا عطیہ ہے ،اور تیرے لئے ذبح کیا گیا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت محمد کی طرف سے بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کئے۔

اِس حدیث کی شرح میں ملا علی القاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں عبارت یوں ہے:

وعن محمد)ای صادرة عنه(وأُمته) ای الحاجزین عن

متابعته فی سنة اضحیته وهو یحتمل التخصیص بأهل زمانه والتعمیم المناسب لشمول احسانه و الاول یحتمل الاحیاء والاموات أو الأخیر منهما ثم المشارکة اما محمولة علی الثواب و اما علی الحقیقة فیکون من خصوصیة ذلك الجناب و الاظهر ان یکون احدهما عن ذاته الشریفة و الثانی عن امته الضعیفة ○

(مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۳۰۹ جلد۳)

یہ قربانی صادر ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے امتیوں کی طرف سے جو سنت اضحیہ میں آپ کی متابعت سے عاجز ہیں، اور ہوسکتا ہے، کہ یہ فقط انہیں لوگوں کی طرف سے ہو جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں تھے یا سب کو عام ہو اور یہ شمول احسان کے اعتبار سے مناسب ہے، اور اوّل احتمال رکھتا ہے زندوں اور فوت شدہ کو یا فقط سب فوت شدہ کو پھر مشارکت یا تو فقط ثواب میں ہے، حقیقۃ قربانی مراد ہے، تو یہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خصوصیات سے ہوگا، اور ظاہر یہ ہے کہ ایک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے اور دوسری قربانی آپ کی اُمت ضعیف کی طرف سے ہو۔

وعن حنش قال رأیت علیا یضحی بکبشین فقلتُ له ما هذا فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم او صانی آن اضحی عنه فانا اضحی عنه ○

(رواہ ابو داؤد وترمذی' جامع ترمذی صفحہ ۲۳۵ باب الاضحیة ابو داؤد شریف صفحہ ۲۹ جلد۲)

حضرت حنش بن عبداللہ سبائی سے روایت کیا انہوں نے کہا میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دو بکرا قربانی کیا میں نے کہا یہ کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے، کہ میں اُن کی طرف سے قربانی کروں تو میں ایک جانور اِن کی طرف سے قربانی کرتا ہوں، اِس حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

قال ابن الملك هذا يدل على ان التضحية يجوز عمن مات ○

(ابو داوٗد حاشیه نمبر ١٠)

ابن الملک نے فرمایا یہ حدیث میّت کی طرف سے قربانی کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

نقل کردہ روایات سے واضح ہو گیا کہ ایصالِ ثواب مالی و بدنی دونوں طرح سے میت کو کرنا جائز ہے، اور ثواب پہنچتا ہے' ثواب پہنچنے میں سوائے معتزلیوں کے کوئی بھی خلاف نہیں ہے، اور اہل سنت والجماعت کا اِس پر اجماع ہے۔

كما فى الهداية ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة أو صوما اور صدقة أوغيرها عند اهل السنت والجماعة ○

(هداية صفحه ٢٦٣ جلد١ باب الحج عن الغير)

انور شاہ کشمیری دیوبندی

انور شاہ کشمیری دیوبندی کا فیصلہ پڑھیئے عبارت یہ ہے:

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالأذان والاقامة عند الدارمی وقراءة القرآن عند الترمذی والحج عند البخاری ☆

(فیض الباری شرح بخاری صفحہ ۱۸۳ جلد ۱ طبع پاکستان)

بہت سے اعمال کا قبور میں کرنا ثابت ہے، جیسا کہ اذان اور اقامت دارمی میں ہے۔ اور قرآن کا پڑھنا ترمذی میں ہے، اور حج کا کرنا بخاری میں ہے، مذکورہ عبارت سے ثابت ہوگیا کہ قل، سماتہ، چالیا، صدقہ وخیرات بدنی ومالی عبارت کا ثواب فوت شدہ کو دن مقرر کر کے کرنا جائز ومشروع ہے، اور زیارۃ القبور مرد وعورت دونوں کو جائز ہے۔

اولیاء اللہ کا بعد از وصال مدد کرنا

سوال) کیا اولیاء اللہ بعد وصال مدد کرتے ہیں، یا اُن سے فیض حاصل کرنا عندالشرع جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی رُو سے ثابت کریں!

الجواب) قرآن وحدیث کی رُو سے اولیاء اللہ بعد از وصال مدد کرتے ہیں اور اُن سے مدد مانگنا عندالشرع مسنون ومشروع ہے۔

آیت نمبر 1) اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

ہم خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور خاص تیری مدد چاہتے ہیں۔

اِس آیت مبارک کی تفسیر شبیر احمد عثمانی دیوبندی کرتا ہے، عبارت ذیل ہے:

اِس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اُس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے، ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو یہ جائز ہے، کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے، مترجم قران مع حاشیہ شبیر احمد عثمان صفحہ ۲ حاشیہ نمبر ۵۔

نقل کردہ عبارت صاف واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اللہ سے مدد مانگنا در حقیقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا ہے:

جو شخص اولیاء اللہ کی مدد کا قائل نہیں وہ قرآن مجید کا منکر ہے، شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے استعانت کا لفظ مطلق بیان کیا ہے زمانہ کی کوئی قید نہیں لگائی ،تو معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ سے زندگی میں مدد مانگنے یا بعد وصال مانگے دونوں طرح جائز ہے۔

آیت نمبر 2) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ (القرآن، سورہ بقرہ/۱۵۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔

اِس آیت مبارک میں ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے، اور جملہ استعینوا اس پر دلیل ہے، کہ صبر اور نماز سے مدد طلب کرو، اِس سے معلوم ہوا کہ

غیر خدا سے مدد مانگنا عین دین ہے، شرک نہیں ہے، جو غیر خدا سے مانگنے کو شرک سے تعبیر کرتا ہے، وہ خود قرآن مجید اور حکمِ خدا کا منکر ہے، اور اصول شرعیہ سے اجہل ہے۔

آیت نمبر 3) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝

(سورۂ محمد آیت ۷)

اے ایمان والو اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اِس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ خالق کائنات مخلوق کی مدد کا قائل ہے۔

تو معلوم ہوا کہ جو لوگ کلمہ لَآ اِلٰـــہَ کے معنیٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سِوا کوئی مشکل کشا حاجت روا نہیں وہ تفسیر بالرائے کرتے ہیں اور قرآن مجید کی آیات کی تفسیر بالرائے کرنے والا جہنمی ہے۔

لَآ اِلٰہ سے نفی صرف عبادت کی ہے، مدد مانگنے کی نہیں، اگر لفظ لَآ اِلٰہ نفی مدد کی ہوتی تو استعینوا اِن تنصر کے جملے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں نہ فرماتا۔

اِس لئے ہمارا عقیدہ ہے کہ حقیقی ناصر تو خدا تعالیٰ عزوجل ہے، انبیائے کرام و اولیائے کرام باذن اللہ اِس کی عطا سے مدد کرتے ہیں، خواہ وہ عالم اسباب میں ہوں یا عالم برزخ میں ہوں۔

آیت نمبر 4) اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا○

(المائدہ آیت نمبر ۵۵)

بے شک تمہارا ،مددگار اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم اور تمام ایمان والے ہیں۔

اِس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص فقط اللہ تعالیٰ کو مددگار مانے اور رسول علیہ الصلاۃ والسلام اور اولیاء اللہ کو مددگار نہ مانے وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اور قرآن مجید کا صریحاً انکار کرنے والا اور جہنمی ہے۔

اِس آیت کے متعلق شاہ عبدالقادر اور لفظ ولی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

کہ ولی کے معنیٰ مددگار، حاجت روا، فریادرس و دیگر معنیٰ کئے ہیں۔

لیجئے علم الصیغہ میں لکھا ہے:

الوَلایۃ: مالک شدن نقل ہے:

جو شخص بھی ولی اللہ کو مددگار نہ مانے وہ اجہل قسم کا انسان ہے ادلہ شرعیہ اربعہ سے جاہل ہے۔

آیت نمبر 5) یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ○

۔(پارہ ۲۸ الصف آیت نمبر ۱٤)

اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے والے ہو جاؤ، جیسے کہا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بیٹے مریم کے نے حواریوں کو کہا کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف سے حواریوں نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں۔

اِس آیت پاک میں سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا مدد مانگنا اپنے اُمتیوں سے ثابت ہوا اور اِس آیت پاک میں لفظ کونوا ہے، جو کہ امر پر دلالت کرتا ہے، اور ایمان والے مددگار ثابت ہوئے۔

اور یمان والوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے والے ہیں۔

اِس سے ثابت ہے، ایمان والے انبیاء کرام واولیائے کرام سے مدد مانگنا شرک ہے، تو وہ جو کہنے ولا خود مشرک ہے، مدد مانگنے والا بالقرآن مومن ہے، اور انبیائے کرام واولیائے کرام سے مدد مانگنے والے ہی اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں، انبیائے کرام واولیائے کرام سے بعد وصال مدد مانگنا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ برحق ہے۔

اِس لئے مقلد دیوبندی وہابی وغیر مقلد وہابی گمراہ فرقے ہیں اِن کے عقائد اہلِ سنت والجماعت کے خلاف ہیں اور جو اہل سنت کے خلاف ہے وہی بدعتی گروہ ہے۔

اللہ رب العزت مسلمانوں کو اِن کی بدعقیدگی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمین

آیت نمبر 6) وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

الْقُدُسِ......○

(پارہ ۳ سورئہ بقرہ آیت ۸۷)

اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کھلی نشانیاں دیں اور ہم نے جبرئیل علیہ السلام سے اُس کی مدد کی اِس آیت مبارک سے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا مددگار ہونا ثابت ہوا، رُسُلُ الملائکہ نے سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نبی کی مدد کی، اور کروائی اللہ تعالیٰ عزوجل نے۔

آیت نمبر 7) لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ○

(سورئہ آل عمران آیت ۸۰)

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو مددگار فرمایا، تو انبیائے کرام واولیائے کرام کا مددگار ہونا اللہ تعالیٰ عزوجلکے فرمان اور قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہوا نص قطعی کا انکار کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔

آیت نمبر 8) فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ○

(التحریم آیت ٤ پارہ ۲۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ مددگار ہے، اور جبرئیل علیہ السلام اور نیک مومنین لوگ اور فرشتے اِس کے بعد مددگار ہیں، اِس آیت مبارک میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنا مددگار ہونا اور سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا مومنین نیک کا اور

فرشتوں کا مددگار ہونا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا مددگار ہونا ذاتی ہے، باقی تمام مخلوق کا مددگار ہونا اُس عطا سے ہے، ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں۔

کہ انبیائے کرام واولیائے کرام وفرشتوں کا مددگار ہونا درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔

مذکورہ آیات میں فرمان مطلق ہے، مطلق جمع اوقات کو شامل ہوتا ہے، دنیا میں ہوں یا قبور میں ہوں وہ مدد کرتے ہیں، بیہقی وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ بھی یہ ہے، عبارت مندرجہ ذیل ہے:

بل احیاء یعنی اللہ تعالیٰ یعطی لارواحھم قوۃ الاجساد فیذھبون من الارض والسماء والجنۃ حیث یشاءون و ینصرون اولیاءھم ویدمرون اعداءھم ○

(تفسیر مظہری صفحہ ۱۵۲ جلد ۱)

ترجمہ: شہید زندہ ہیں بے شک اللہ تعالیٰ اُن کی روحوں کو قوت اجساد عطا فرماتا ہے، وہ زمین اور آسمانوں میں جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں، اور اپنے دوستوں کی امداد کرتے ہیں اور دوستوں کے دُشمنوں کو تباہ کرتے ہیں۔

مذکورہ عبارت میں ینصرون کا جملہ صاف بتا رہا ہے کہ شہید قبروں میں جا کر اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں لہٰذا امداد لغیر اللہ کا جواز ثابت ہوگیا، اور قرآن کریم سے اولیاء اللہ کا بعد وصال مدد کرنا ثابت ہوا۔

دیوبندی مکتب فکر کے مسلم بزرگ کا عقیدہ مندرجہ ذیل ہے، مولانا

مفتی صدر الدین خان آزرودہ ،انوار ساطعہ مطبوعہ نعیمی پریس مراد آباد کے
بدعتی مصنف مولوی عبدالسمیع صاحب (
جن کا جواب زبدۃ المحدثین مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی نے براہین قاطعہ نام
سے لکھا کہ بقول استاذنا ومولانا ومولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خان
صاحب ،شاہ اسماعیل اور اُن کے ناقد صفحہ ۱۴ مصنف اخلاق قاسمی دیوبندی خط
کشیدہ عبارت پڑھیئے اور دیوبندی علماء کا عقیدہ دیکھیئے ،کہ انبیائے کرام
واولیاء کرام کو مددگار نہیں مانتے اور اپنے مُلاں کو تمام جہانوں کا مددگار لکھ دیا
ہے،مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی بھی یہ عبارت لکھ کر خُد مشرک ہوگیا
،میری استدعا ہے کہ جو فتویٰ شرک کا ہم پر لگاتے ہیں، وہی فتویٰ مولی العالمین
لکھنے والے پر لگا دیں انصاف تو یہی ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کریں تو چرچا نہیں ہوتا

تائید مزید

اہل قبور سے مدد مانگنا بھی شریعت میں ثابت ہے،عبارت یہ ہے۔

ونقل الشعرانی عن الخواص اَن الصورة التی تخرج من قبور الاولیاء تارة تکون ملکا یو کل اللّٰه بقبر الولی و یقضی حوائج الناس وتارة یخرج الولی بنفسه من قبره ویقضی الحاجة السیف الربانی الشیخ محمد مکی غروز رحمة اللّٰه علیه

(صفحہ ۷۵ طبع پاکستان)

امام شعرانی قطب ربانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواص سے نقل کرتے ہیں، بے شک صورۃ ایک اولیاء کی قبور سے نکلتی ہے، جن کو اللہ تعالیٰ عزوجل ولی کی قبر پر مؤکل کیا ہے، وہ لوگوں کی حاجات پوری کرتا ہے اور کبھی اللہ کا ولی بذات خود اپنی قبر سے نکل کر لوگوں کی حاجات پوری کرتا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی نقل کردہ عبارت بھی اسی طرح ہے:

ہمارے حضرت کا ایک جُلاہا مرید تھا، اور تنگ دست تھا ایک دفعہ حضرت امداد کی قبر پر آ کر کہنے لگا حضرت میں بہت تنگ ہوں میری دستگیری فرمایئے، تو قبر کے اندر سے آواز آئی تو میری قبر پر روز آیا کر تجھے آنہ دو آنہ روز ملا کرے گا۔

(شمائم امدادیہ صفحہ ۸۴ طبع شاہ کوٹ پاکستان)

ہم دیوبندی علماء سے پوچھتے ہیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب نے قبر میں پیسوں کا خزانہ دفن کیا ہوا تھا؟

اگر دیوبندیوں کا پیر حاجی امداد اللہ اپنی قبر سے سائل کو پیسے دے سکتا ہے تو ہمارے اولیاء اللہ یعنی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی آنے والے زائر کی حاجت روائی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی اسی کتاب میں لکھتا ہے:

حضرت نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے، صرف ایک مکان

سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے، فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا ہے۔

(شمائم امدادیه صفحه ۸۲،۸۱)

نقل کردہ عبارت سے واضح ہوگیا ہے کہ قبر والے سے مدد مانگنا مشروع ہے، جیسے زندگی میں ولی سے مدد حاصل کی جاتی ہے، ویسے ہی قبر میں جانے کے بعد مدد مانگنا جائز ہے۔

تائید مزید عبارت یوں ہے:

اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور اُن کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔

(عقائد علمائے دیوبند وحسام الحرمین صفحه ۲۲۷ طبع پاکستان)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عبارت ذیل ہے:

شاہ گردیزی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں، منقول ہے کہ شاہ گردیزی وفات کے بعد بھی اپنی قبر سے ہاتھ مبارک نکال کر لوگوں کو مرید کرلیا کرتے تھے، اور ابھی تک وہ سوراخ باقی ہے۔

جس سے آپ ہاتھ باہر نکال کر لوگوں کو مرید کیا کرتے تھے، آپ ملتان کے مشہور مشائخ کرام میں سے ہیں، اور حضرت مخدوم شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے ہم عصر تھے۔

(اخبار الاخیار صفحہ ۱۳۸ فارسی صفحہ ٦١ طبع پاکستان)

دیوبندی مولوی قبر میں بھی جا کر تصرف کرتا ہے) شیخ محمد تھانوی کو خواب میں دیکھا مولانا بڑے خوش تقریر تھے، مجھے مولانا سے بہت محبت تھی اور مولانا بھی مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے، مجھے مولانا کے انتقال کا بہت رنج ہوا میں نے خواب میں بھی یہی عرض کیا، کہ مجھے آپ کے انتقال کا بہت رنج ہوا۔ فرمایا تو اب بھی تمہاری طرف اِس طرح متوجہ ہوں جیسا زندگی میں تھا اِس کے بعد میرے کسی وعظ میں رکاوٹ نہیں ہوئی اور پھر ہم تو سراج الواعظین ہو گئے۔

(حیات اشرف صفحہ ۱۹۹)

دیوبندی مُلّاں قبر میں دیوبندیوں کا مشکل کشا

خط کشیدہ عبارت سے ثابت ہوا کہ دیوبندی مُلّاں قبر میں جا کر بھی دیوبندیوں کی مشکل کشائی کرتا ہے، مولوی کو مشکل کُشا ماننا شرک نہیں، اور انبیائے کرام واولیائے کرام کو مُشکل کُشا ماننا شرک کہتے ہیں۔

دیوبندی علماء کی عجیب منطق ہے، تو معلوم ہوا کہ اہلِ قبور زائرین کی حاجت روائی کرتے ہیں۔

اسماعیل دہلوی وہابی

اسماعیل دہلوی وہابی کی زبانی سُنیئے لکھتا ہے:

نسبت قادریہ اور نقشبندیہ کا بیان تو اِس طرح ہے کہ حضرت مولانا شاہ

عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی وسعت برکت اور آنجناب ہدایت ماب کی توجہات کے یمن سے جناب غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی کی روح مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرض ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملۃ تنازع رہا، کیونکہ ہر ایک اِن دونوں عالی مقام اماموں میں سے اِس امر کا تقاضہ کرتا تھا، کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرے تا کہ آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کے واقع ہونے کے بعد ایک دِن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفیس نفیس پر توجہ قوی اور برزور اثر ڈالتے رہے۔

پس اِسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔

(صراط مستقیم اُردو صفحہ ۲۴۲)

اِس عبارت میں اِسماعیل دہلوی وہابی نے سید احمد بریلوی کی شان بیان کی اور ثابت کیا کہ سید احمد کو دو نسبتیں حاصل ہوئیں اور پیران پیر روشن ضمیر دستگیر جہان نواسۂ رسول علیہ الصلاۃ والسلام نورِ نظر سیدنا علی المرتضی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو غوث الثقلین لکھا یعنی دونوں جہانوں کے فریاد رس، اِس عبارت سے غیر مقلد وہابی اسماعیل دہلوی کو غوث الثقلین لکھتے اور ماننے پر مشرک کہیں گے اگر نہیں تو ہم اہلِ سنت حضور کو غوث الثقلین کہیں تو ہم بھی مشرک نہیں ہونگے۔

دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہوجا

سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اولیاء اللہ کو مشکل کشا ماننا ہی عین توحید باری تعالیٰ ہے، عقل ہوتی تو وہابی نہ بنتے۔

اہلِ قبور سے فیض لینے کی تائید غیر مقلد و وہابی

اہلِ قبور سے فیض لینے کی تائید غیر مقلد وہابیوں کے گھر سے نقل کی جاتی ہے۔

عبارت اسحاق دہلوی کی ہے:

سوال ششم) شخصی که منکر باشد فیض روح مبارك محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم در عالم برزخ در شرع حکم او چیست وچه باید گفت۔

سوال هفتم) شخصی که منکر باشد از فیض ارواح مقدسه انبیاءِ دیگر علیهم الصلاة و السلام در شرع حکم اُو چیست کافر یا مشرك یا مرتکب کبیره یا صغیره۔

سوال هشتم) شخصی که منکر باشد از فیض ارواح اولیاء الله عالم برزخ حکم اُو چیست از امورات مذکور۔

جواب) هر سه سوال برفیض شرعی که ثبوت آن باخبار متواتره باشد پس منکر آن کافراست وهر فیض که ثبوت بآن باخبار مشهوره باشد پس منکر آن نزدیك اکثر کافراست ونزد

بعضی کافر نیست بلکه ضال است وهو الصحیح۔

(مائة مسائل صفحه ١٦)

ہر تین سوال پر فیض شرعی ثبوت ہے، وہ جو کہ اخبار متواترہ سے ثابت ہے، فیض اولیاء وانبیاء کا منکر کافر ہے اور بعض کے نزدیک کافر نہیں ہے، بلکہ گمراہ ہے، صحیح مذہب ہے قبور اولیاء اللہ کو چومنا اسحاق دہلوی وہابی لکھتا ہے۔

کذافی عامة الکتب ودرفقه ابو اللیث وضع الیدین ولا بأس۔

(مائة مسائل صفحه ٢٤)

اسی طرح عامہ کتاب میں اور فقہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے، کہ قبر کو چومنے میں کوئی حرج نہیں۔

انبیائے کرام واولیائے کرام کے وسیلے سے دعا مانگنا

جواب بست ویکم: دعا بایں طور کہ الٰہی بحرمت نبی وولی حاجت مرار وا کُن جائز است۔ (مائۃ مسائل صفحہ ٣٩)

اِس طرح دعا مانگنا اے اللہ بحرمت نبی وولی میری حاجت پوری کردے یہ جائز ہے۔

سوال: بست وسوم:: جواب عرض اعمال مُردماں براقارب و عشائر ایشاں که اموات اند و دعائے ایشاں هم از بعضے

روایات معلوم میشود چنانچه در کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور مرقوم است عبارته هکذا۔

اخرج احمد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم اِن اعمالکم تعرض علی اقاربکم وعشائرکم من الاموات فان کان خیرًا اِستبشروا○

(مائة مسائل صفحه ٤١، کتابب التذکرة قرطبی صفحه ٥٤،٥٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شک تمہارے اعمال تمہارے اقارب اور رشتے داروں پر پیش کئے جاتے ہیں، اگر اُن کے اعمال نیک ہوں تو اہل قبور کو خوش خبری دیتے ہیں۔

اگر اعمال بُرے ہوتے ہیں تو اُن کے لئے دعا کرتے ہیں اے اللہ اِن کو نیکی کرنے کی توفیق عطا فرما!

قبر میں قرآن پڑھا جاتا ہے

أخرج ابن منده عن عکرمة قال یعطی المومن مصحفًا یقرأ فیه ○

(شرح الصدور عربی صفحه ٨٠)

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مومن کو قبر میں قرآن دیا جاتا ہے، وہ قبر میں قرآن پڑھتا ہے۔

أخرج ابن عدى عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم حسنوا أكفان موتاكم فانهم يتزاورون في قبورهم ○

(شرح الصدور صفحه ۸۰)

أخرج ابن ابى الدنيا عن يزيد الرقاشي قال بلغنى أن المؤمن اذا مات وقد بقى عليه شيء من القرآن لم يتعلمه بعث الله إليه ملائكة يحفظونه ما بقى عليه منه حتى يبعثه الله من قبره ○

(شرح الصدور صفحه ۸۰)

حضرت یزید رقاشی کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی بے شک مومن جب دنیا سے جاتا ہے، اور اُس کے ذمے قرآن یاد کرنا باقی ہو جو اُس کو نہ یاد ہو اللہ تعالیٰ اُس کی قبر میں فرشتے بھیجتا ہے، وہ باقی ماندہ قرآن اُس کو یاد کرواتے ہیں یہاں تک کہ وہ قیامت کو حافظ بن کر اُٹھے گا۔

فوت شدہ کے پاس قبر میں اہل وعیال آتے ہیں

فوت شدہ کے پاس اس کی قبر میں اُس کے اہل وعیال آتے ہیں۔

اخرج ابن ابى الدنيا عن الشعبى قال ان الميت اذا وضع فى لحده أتاه اهله و ولده فيسئالهم عمن خلف بعده كيف فعل فلان وما فعل فلان ○

(شرح الصدور صفحه ۸۱)

حضرت شبعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

بے شک میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے، تو اُس کی قبر میں اِس کے اہل وعیال آ کر اس سے سوال کرتے ہیں کہ اُن کے بعد فلاں نے کیا کام کیا اور جو کام کیا فلاں نے اِس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ فوت شدہ کی قبر میں اِس کے اہل وعیال اسے خیریت پوچھنے آتے ہیں۔

اخرج ابن ابی الدنیا والبیهقی عن ابی هریرة قال یقال للمومن فی قبره اُرْقُدْ رقدة المتقین ۝

(شرح الصدور عربی صفحه ۸۱)

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ مومن کو اِس کی قبر میں کہا جائے گا آرام کر جیسا نیک لوگ آرام کرتے ہیں۔

قبر میں شیطان کا آنا

اخرج الحکیم فی نوادر الاصول عن سفیان الثوری قال اذا سئل المیت من ربک تراءی له الشیطان فی صورة فیشیر الی نفسه انی انا ربک ۝

شرح الصدور صفحه ۵۸)

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس وقت میت سے پوچھا جائے گا، تیرا رب کون ہے؟

تو شیطان آدمی کی صورت میں اُس کے پاس آئے گا، اور اپنی طرف

اشارا کرے گا، بے شک میں تیرا رب ہوں۔

اِس حدیث سے مسئلہ ثابت ہوا کہ شیطان لاکھوں فوت شدہ کی قبور میں بوقت سوال آتا ہے، کہ وہ میت کو گمراہ کرے،

شیطان کا ایک وجود ہے، وہ کس طرح لاکھوں قبور میں ہوتا ہے۔

تو اگر ایک وجود بیک وقت لاکھوں جگہ موجود ہو سکتا ہے، یہ مردود کو اختیار ہے۔

جو مقبولین ہیں وہ بھی اپنے مریدوں کو شیطان کی گمراہی سے بچانے کے لئے قبور میں حاضر ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں،

حضور خواجۂ خواجگان اپنے ایک پیر بھائی کے جنازے میں شامل ہوئے اور ساتھ قبلہ خواجہ قطب الدین بختیار کا رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

پیر بھائی کو دفن کرنے کے بعد خواجہ صاحب قبر پر مراقب ہوئے تو دیکھا پیر بھائی پریشان ہے، اور آپ کے چہرے سے پریشانی کے آثار نمودار تھے۔

چند منٹ کے بعد خواجہ صاحب کا چہرا ہشاش بشاش ہو گیا، تو خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی!

اے میرے مرشد آپ کا چہرہ خوش ہونے کی کیا وجہ ہے؟

تو خواجہ صاحب نے فرمایا:

میرے پیر بھائی کی قبر میں جب منکر نکیر آئے تو خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ بھی قبر میں آ گئے اور فرشتوں سے کہا کہ یہ میرا مرید ہے۔

اِسے چھوڑ دو اُسی وقت فرشتے قبر سے چلے گئے۔ (فضائل خواجہ معین الدین)

قبر میں وسیلہ شیخین

ہبۃ اللہ بن سلام مفسر کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے ہم سے بیان کیا کہ بعض اُن کے اصحاب نے شیخ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا تو شیخ نے فرمایا مجھے بخش دیا تو شیخ کو منکر نکیر کے متعلق پوچھا گیا تو کہا:

اے استاد جب مجھے قبر میں بٹھایا گیا تو مجھ سے پوچھا گیا:

تیرا رب کون ہے؟

اور تیرا نبی کون ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا اگر تو اُن دونوں کو کہہ دے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے طفیل مجھے چھوڑ دو تو اُن دونوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

اِس روایت سے معلوم ہوا کہ قبر میں بھی اولیاء اللہ کا وسیلہ کام آئے گا۔

مومن کے وصال پر زمین و آسمان کا چالیس دِن رونا

ابو نعیم عن مجاهد قال ما من مومن یموت الا تبکی علیه الارض اربعین صباحا ○

(شرح الصدور صفحه ٤١)

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب کوئی مومن وصال کرتا ہے، اُس پر زمین چالیس دِن روتی ہے، اِسی جگہ حدیث ہے، کہ زمین وآسمان چالیس دِن روتے ہیں:

اور جس جگہ مومن سجدہ کرتا ہے، وہ جگہ بھی یوم وصال کے دِن روتی ہے، زمین وآسمان کا رونا بالقران ثابت ہے:

فما بکت علیهم السماء والارض ○

جمعہ کے دِن جمعہ کی رات فوت ہونا

اخرج الترمذی وحسنه البیهقی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما مِن مسلمٍ أو مُلسمةٍ یموتُ لیلة الجمعة أو یوم الجمعة اِلا وقی عذاب القبر وفتنة ولقی الله ولاحساب علیه یوم القیامة ○

(الشرح الصدور بر حاشیه صفحه ٦٦)

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ کوئی مسلمان مرد فوت ہو یا عورت جمعہ کی رات یا جمعہ کے دِن وہ عذاب قبر اور فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دِن بے حساب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔

ایصالِ ثواب کا تبرک

اخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من اهل میت یموت منهم میت فیتصدقون عنه بعد موته الا أهداها له جبرئیل علی طبق من نور ثم یقف علی شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق هذه هدیة أهداها الیك اهلك فاقبلها فتدخل علیه فیفرح بها و یستبشر و یحزن جیرانه الذین لایهدی الیهم شیء ○

(شرح الصدور للسیوطی عربی صفحہ ۱۲۹ طبرانی اوسط صفحہ ۳۷ جلد ۵ طبع بیروت)

طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے سُنا آپ نے فرمایا:

جب کسی گھر والے کا کوئی اُن میں سے فوت ہوجائے تو گھر والے اُس کی طرف سے خیرات کرتے ہیں، اُس کے مرنے کے بعد مگر اُس کو سیدنا جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نور کے ایک طباق میں ڈال کر صاحب قبر کے پاس کھڑے ہوکر نِدا کرتے ہیں:

اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے، اِس کو قبول کر تو وہ قبول کر لیتا ہے۔

تو اُس سے خوش ہوتا ہے، اور ہمسایہ کو یہ خوشخبری سُناتا ہے اور اُس کے ہمسائے غمگین ہوتے ہیں جن کو کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا۔

اِس حدیث سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

نمبر 1......میت کو ایصال ثواب پہنچتا ہے۔

نمبر 2......ایصالِ ثواب کا تبرک قبور پر لے جانے کا کام سیدنا جبرئیل علیہ السلام سرانجام دیتے ہیں۔

نمبر 3......ایصالِ ثواب کی چیزیں نور بن جاتی ہیں۔

نمبر 4......مُردوں کو پکارنا نام لے کر سنت جبرئیل علیہ السلام ہے۔

نمبر 5......جن کو ایصالِ ثواب نہیں کیا جاتا وہ غمگین ہوتے ہیں۔

نمبر 6......ہمسایہ کو خوشخبری بھی سُناتے ہیں ایصالِ ثواب کے پہنچنے پر۔

نمبر 7......زندوں کا صدقہ وخیرات فوت شدہ کے لئے تحفہ ہوتا ہے۔

اولیاءاللہ کا قبر میں کلام کرنا

عن الشیخ ابی علی الروزباري [illegible]نه [illegible]لحد فقیرً افلما فتح ر[illegible]سه من کفنه و وضعه علی التراب لیرحم اللہ غربته قال ففتح لی عینیه وقال لی یا ابا علی لاتذلّلنی بین یدی من یدللنی فقلت یا سیدی احیاة بعد الموت فقال لی بل انا حیٌّ وکل محبٍّ لِلّٰہِ حیٌّ لانصرنگ بجاہی غدًا ☆

(شرح الصدور عربی صفحه ٨٦)

شیخ علی روزباری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، تحقیق انہوں نے ایک فقیر کو قبر میں اُتارا تو جب اُس کا سر کفن سے باہر نکال کر مٹی پر دیا تو اُس

نے اپنی دونوں آنکھیں کھول کر مرنے کے بعد بھی کہا اے علی! روزباری رحمۃ اللہ تو مجھے ذلیل نہ کر اپنے ہاتھوں سے تو میں نے کہا اے میرے سردار کیا آپ زندہ ہیں مرنے کے بعد بھی؟

تو اُس نے مجھے کہا میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ کے تمام دوست زندہ ہیں یہاں تک کہ میں کل قیامت کو تیری ضرور مدد کروں گا۔

اِس روایت سے ثابت ہو گیا، کہ اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور مدد کرنے والے ہیں۔

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کا حیات فی القبر کے متعلق عقیدہ یہ ہے:

سوال: کیا آیت پاک وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط اِلی آخرہ میں فقط وہی لوگ شامل ہیں جو کہ کفار کے مقابل لڑ کر شہید ہوتے ہیں؟

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ٤١)

الجواب: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط ...... میں اولیاء اللہ بھی شامل ہیں:

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ بنص قرآنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں:

جو حیات فی القبر کا منکر ہے وہ قران کریم اور فرمان خدا تعالیٰ کا بھی منکر ہے۔

اگر مذکورہ تفسیر صحیح ہے تو عقیدہ اہل سنت کی مزید تائید ہوگئی۔
اگر رشید احمد دیو بندی نے تفسیر غلط کی تو وہ جہنم کا ایندھن ثابت ہوا۔
نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان عالی شان بھی ہے، کہ جو شخص قرآن مجید کی تفسیر اپنی را ئے سے کرے وہ جہنمی ہے:

من قال فی القران برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار ○

(والنظم فی المشکوۃ)

اہل سنت والجماعت کے علاوہ جتنے بھی فرقے ہیں وہ قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کرنے والے ہیں:

اہل سنت والجماعت جنتی گروہ ہے

گمراہ لوگوں کی پہچان رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان عالی سے ہوتی ہے:

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائکم فایاکم و ایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم ○

(رواہ مسلم، مشکوۃ شریف عربی صفحہ ۲۸ کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۵)

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

آخر زمانے میں کچھ لوگ دجّال کذّاب ہونگے احادیث بیان کریں گے، جو تم اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہونگی وہ تم کو گمراہ کریں گے خود بھی گمراہ ہونگے وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنے میں نہ ڈالیں۔

اِس حدیث کی شرح ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

دجّالون من الدجل وهو التلبيس جمع الدّجال وهو كثير اى الخدّاعون يعنى سيكون جماعة يقولون للناس نحن علماء ومشائخ ندعوكم الى الدين وهم كذابون فى ذلك يألونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم و لا آبائكم اى يتحدّثون بالاحاديث الكاذبة و يبتدعون احكامًا باطلة و اعتقادت فاسدة☆.

(مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۳۹۰ جلد ۱ طبع پاکستان مکتبہ حقانیہ ملتان)

فریب دینے والے اور مکر کرنے والے اور بہت زیادہ دھوکا دینے والے عنقریب ایک جماعت ہوگی وہ لوگوں سے کہیں گے ہم علماء اور بزرگ ہیں ہم تم کو دین کی طرف بلاتے ہیں حالانکہ وہ بڑے فریب کار ہونگے حدیثیں بیان کریں گے جو تم اور تمہارے باپ دادا نے سُنی ہونگی۔

یعنی جھوٹی احادیث بیان کریں گے، اور جھوٹے احکام نئے لوگوں کو سنائیں گے، اور عقیدہ اُن کے فاسد ہونگے اور اُن کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہونگے۔

بدعقیدہ لوگوں کی نشاندہی ثناء اللہ امرتسری کی زبانی سنئے ! عبارت یوں ہے:

آج سے تقریباً سو سال سے پہلے ہندوستان میں مسلمان اِس عقیدے کے تھے جن کو آج کل حنفی بریلوی کہا جاتا ہے۔

(شمع توحید صفحہ ٤٠ سرگودھا پاکستان)

حضور غوث الثقلین غوث اعظم پیر عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کا بھی فرمان ہے، اہل سنت والجماعت کے عقائد کے جو خلاف ہے وہی بدعتی ہے، بدعتی کا کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوتا، خواہ فرض ہو یا نفل۔

غیر مقلد وہابی محمد جونا گڑھی قرآن کریم کی تفسیر زیر آیت یوم تبیض وجوہ کا ترجمہ کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے:

قیامت کو نورانی چہرے اہل سنت والجماعت کے ہوں گے۔

اور باقی فرقے اِس نعمت اِسلام سے محروم ہیں۔

(مترجم قران مجید صفحہ ١٦٥ تفسیر ابن کثیر عربی صفحہ ٣٩٠، تفسیر ابن کثیر اُردو صفحہ ١١ جلد١ ،فتح القدیر شوکانی صفحہ ٤٨٢ جلد١ ،فتح البیان نواب صدیق الحسن صفحہ ٢١٤ جلد١)

مذکورہ تفاسیر کے حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ جس شخص کے عقائد اہل سنت والجماعت کے مطابق ہوں گے وہی جنت میں جائے گا اللہ تعالیٰ ورسول علیہ الصلاۃ والسلام کا مقبول گروہ اہل سنت والجماعت ہی ہے، اور کوئی

نہیں ہے۔

نواب قطب الدین دہلوی غیر مقلد وہابی نے بھی یہی لکھا ہے:

عبارت ذیل ہے:

اور دلیل حقیقت اہل سنت و جماعت کی یہ ہے، دین اسلام

ساتھ نقل کے ہم تک پہنچا اور نری عقل اس میں کافی نہیں۔

پس ساتھ تواتر اخبار کے اور تتبع احادیث و آثار کے متیقن ہوا کہ

صحابہ اور تابعین اِسی اعتقاد پر تھے، اور اکثر جھوٹے مذہب والے اُن کے

بعد پیدا ہوئے صحابہ اور اگلے لوگ نیک کوئی اُن مذاہب پر نہ تھے۔

اور جب بعضے اِن میں سے پیدا ہوئے تو وہ بیزار تھے، اُن سے اور

رابطہ دوستی کا اُن سے منقطع کر ڈالا تھا۔

اور صحاح ستہ کے مصنف اور محدث اور علمائے ربّانیین اور اولیائے

کاملین سب مذہب اہلِ سنت و جماعت ہی رکھتے تھے۔

پس اگر مذہب اہلِ سنت و جماعت حق نہ ہوتا تو کاہے کو کروڑ ہا

پدم ہا، اچھے لوگ اِس مذہب پر ہوتے۔

(مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ شریف صحفہ ۸۲ جلد اوّل)

خط کشیدہ عبارت پڑھ کر خود فیصلہ کریں، کہ اہل سنت والجماعت ہی

مذہب حق پر ہے، باقی تمام جھوٹے ہیں۔

اور تمام فرقے بدعتی ہوئے، بدعتی گروہ کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ

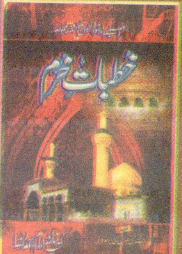
عزوجلّ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔

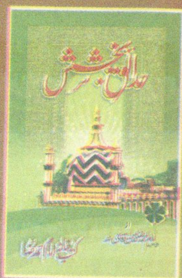
اور بدعتی کی تعظیم کرنی منع ہے۔

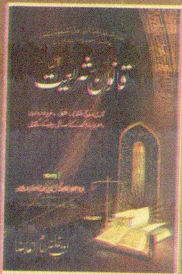
فمن وقر صاحب بدعة فقد هدم الاسلام ○

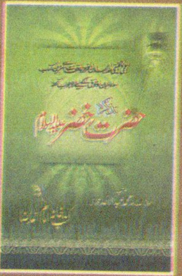
والنظم فی المشکوة وایضا فی کتب الاحادیث ○

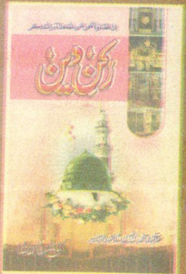
آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی جنتی مذہب پر عمل پیرا رہنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ

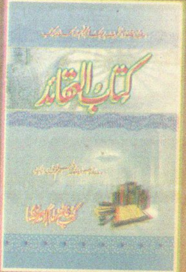


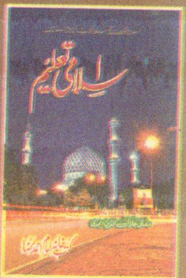


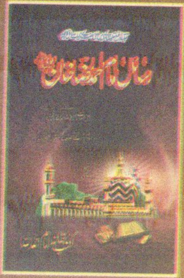


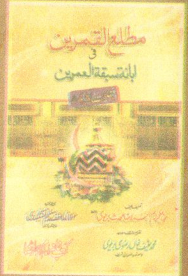


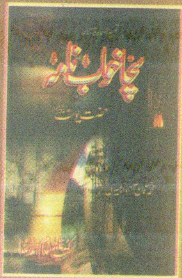


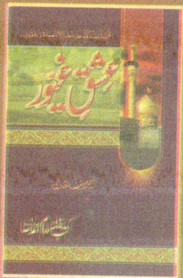


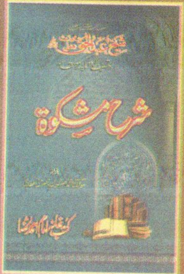


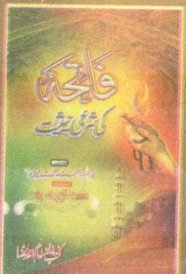


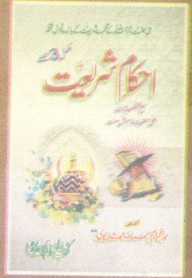


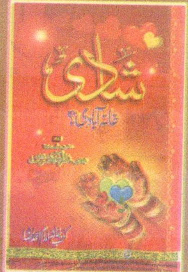












کتب خانہ امام احمد رضا

داتا دربار مارکیٹ لاہور
0313-8222336